Presented by www.ziaraat.com

تہذیبِ زندگی

مؤلف: مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی

Presented by www.ziaraat.com

تہذیبِ زندگی

مؤلف : مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی

ناشر : بابُ العلم دارُ التحقیق
مسجد بابُ العلم بلاک "ڈی" نارتھ ناظم آباد، کراچی

Presented by www.ziaraat.com

﴿جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	:	تہذیبِ زندگی
مؤلف	:	مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی
ناشر	:	باب العلم دارالتحقیق کراچی (مسجد باب العلم بلاک "ڈی" نارتھ ناظم آباد، کراچی)
سرورق	:	سیّد محمد حیدر نقوی / سیّد اکبر حسین رضوی
کمپوزنگ	:	محمد علی
پروف ریڈنگ	:	سیّد ذوالفقار حسین نقوی
مطبوعہ	:	الباسط پرنٹنگ پریس 021-36606211 - 36070500
تعداد	:	۱۰۰۰
طبع اوّل	:	(روز ولادت حضرت معصومہ قم علیہا السلام پہلی ذی القعدہ ۱۴۲۸ھ نومبر ۲۰۰۷ء)
طبع دوم	:	(روز ولادتِ حضرتِ فاطمہ الزہراؑ ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۲۹) مئی ۲۰۰۸
طبع سوم	:	دسمبر ۲۰۰۹ء، ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۳۰ ہجری، (عید مباہلہ
طبع چہارم	:	دسمبر ۲۰۱۰ء، ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۳۱ ہجری، (عید مباہلہ
ہدیہ	:	۲۲۰ روپے

Presented by www.ziaraat.com

انتساب

ایثار گر، فدا کار، تحمل مزاج

مہربان، معاملہ فہم اور

ایک دوسرے سے محبت

کرنے والے شوہروں اور

بیویوں کے نام

Presented by www.ziaraat.com

''تاثراتی قطعات''

بارِ دگر طباعتِ ''تہذیبِ زندگی''
دراصل ہے دلیل کہ رب نے قبول کی
مُشکل کشاؑ نے کام یہ آسان کردیا
چشمِ کرم جو ہوگئی آلِ رسولؐ کی

(بحمداللہ ''تہذیبِ زندگی'' کی تیسری اشاعت کے مبارک موقع پر)

اِک نام نیک نام ہے ''تہذیبِ زندگی''
مقبولِ خاص و عام ہے ''تہذیبِ زندگی''
سعیِ جمیلِ قمّی کی نقوؔی یہ تیسری
کیا خُوب اوجِ بام ہے ''تہذیبِ زندگی''

❁❁❁❁❁

دِلی دُعا گو اور محتاجِ دُعا

سیّد ذوالفقار حسین نقوؔی عفی عنہ، کراچی۔

Presented by www.ziaraat.com

فہرستِ مضامین

۱	تشکّر و امتنان	۱۲
۲	تقاریظ	۱۴
۳	حرفِ آغاز	۲۷
۴	دوستی	۳۱
۵	بیوی کیسی ہو؟	۳۴
۶	شادی کب کریں؟	۳۵
۷	شادی کیوں کریں؟	۳۷
	الف: شادی سے ناداری کا خاتمہ	۳۸
	ب: سکونِ قلب اور ذہنی آسودگی	۳۹
	ج: شادی ایک جنسی ضرورت	۴۱
	د: شادی یا معاشرہ سازی	۴۴
	ہ: میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے تفریح گاہ	۴۵
۸	شادی شدہ افراد کے فضائل	۴۷
۹	شادی میں والدین کی اجازت	۴۹
۱۰	مثالی شادیاں	۵۱
	الف: حضرت محمد مصطفیٰؐ و حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ	۵۲
	ب: حضرت ابو طالبؑ اور حضرت فاطمہ بنتِ اسدؑ	۶۵

Presented by www.ziaraat.com

ج:	حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ اور حضرت فاطمۃ الزہراءؑ	۷۳
د:	حضرت امام حسینؑ اور بی بی شہر بانو	۷۸
ھ:	حضرت امام زین العابدینؑ اور حضرت فاطمہ بنتِ حسنؑ	۸۴
و:	حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت فاطمہ اُمّ فروہؑ بنتِ قاسمؑ	۸۷
ز:	حضرت امام جعفر صادقؑ اور حضرت حمیدہ المغربیہؑ	۹۰
ح:	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور حضرت تکتم طاہرہؑ	۹۸
ط:	حضرت امام علی رضاؑ اور حضرت سبیکہ خاتونؑ	۱۰۰
ی:	حضرت امام محمد تقیؑ اور حضرت سمانہ مغربیہؑ	۱۰۳
ک:	حضرت امام علی نقیؑ اور حضرت حدیث خاتونؑ	۱۰۶
ل:	حضرت امام حسن العسکریؑ اور حضرت نرجس خاتونؑ	۱۰۹
م:	حضرت زینب کبریٰؑ اور حضرت عبداللہ ابن جعفرؑ	۱۲۱
ن:	حضرت موسیٰؑ اور دختر حضرت شعیبؑ	۱۲۳
س:	حضرت ابراہیمؑ اور حضرت حاجرہؑ	
۱۱	شادی کی اہمیت پر کچھ اور روایات	۱۲۹
۱۲	تقریبِ نکاح کے آداب	۱۳۱
الف:	استخارے کی رسم	۱۳۴
ب:	لڑکے اور لڑکی کی رضایت	۱۳۴
ج:	خطبۂ عقد میں عزیز و اقارب کی شرکت	۱۳۵
د:	مہر کا تعین	۱۳۵
ھ:	رخصتی کے وقت دولہا اور دلہن کو نصیحتیں	۱۳۶

Presented by www.ziaraat.com

	و: حضرت اسماء بنت خارجہ کی نصیحت	۱۳۷
	ز: حضرت امامہ کی نصیحت	۱۳۸
	ح: دولہا کو کیا نصیحت کریں	۱۳۸
	ط: سسرال والے توجہ کریں	۱۳۹
	ی: دولہا کی ماں توجہ کرے	۱۳۹
	ک: دلہن کی ساس توجہ کرے	۱۴۰
	ل: وقت رخصتی	۱۴۰
	م: مخلوط خانوادگی نظام	۱۴۱
	س: نکاح نامہ کیسے پُر کریں۔	۱۴۱
	شبِ زُفاف	۱۴۶
	آدابِ طہارت	۱۴۸
۱۳	خون اور اس کے احکام	۱۵۱
۱۴	زن وشوہر کے جنسی تعلقات	۱۵۴
۱۵	زن وشوہر کے خلوت کے مناسب ایام	۱۷۵
۱۶	میاں بیوی کے حقوق	۱۷۹
۱۷	اولاد کی نعمت	۱۸۶
۱۸	شکرِ نعمت	۱۸۹
۱۹	ایامِ حمل کا نصاب	۱۹۱
۲۰	ایامِ حمل میں عبادت اور غذا کا نصاب	۱۹۵

Presented by www.ziaraat.com

۲۱	ادعیہ برائے طلبِ اولاد	۱۹۹
۲۲	ادعیہ برائے اولادِ نرینہ	۲۰۰
۲۳	حفاظتِ حمل اور آسانی وضع حمل کے لیے دعائیں	۲۰۱
۲۴	بچّے کی شخصیت میں غذا کے اثرات	۲۰۲
۲۵	حکایت	۲۰۴
۲۶	خوبصورتی کا ایک سبب	۲۰۵
۲۷	حکایت	۲۰۶
۲۸	پہلی درس گاہ	۲۰۷
۲۹	ولادت	۲۰۷
۳۰	اذان و اقامت	۲۰۸
۳۱	ولادت کے وقت مستحبات	۲۰۸
۳۲	اہم ذمے داری	۲۱۰
۳۳	حکایت شیخ فضل اللہ نوری	۲۱۱
۳۴	بیٹی کے والدین	۲۱۲
۳۵	تربیتِ اولاد، کے لیے چالیس اخلاقی نکات	۲۱۵
۳۶	استاد کا کردار	۲۲۲
۳۷	خاندانی منصوبہ بندی	۲۲۵

Presented by www.ziaraat.com

۳۸	طلاق اور اس کے اسباب	۲۲۸
۳۹	دوسری شادی	۲۳۷
۴۰	حضرت زہراؑ کی فکر اپنائیں	۲۴۱
۴۱	متعہ (عارضی شادی)	۲۴۳
۴۲	میراث	۲۴۶
۴۳	کتابیات	۲۵۱
	یادداشت	۲۵۵

Presented by www.ziaraat.com

تشکّر و امتنان

بحمد اللہ کتاب ہٰذا ''تہذیبِ زندگی'' جو کہ نئے شادی شدہ جوڑوں کے لیے بہترین تحفہ ہے، جس کی تالیف کا سبب گھریلو زندگیوں میں انہیں عدم سکون اور اضطراب سے محفوظ رکھنا ہے اور اس کتاب سے ناکام شادیوں کی تعداد میں کمی لانا مقصد ہے، آج ہمارے معاشرے میں ہونے والی اکثر شادیوں کا انجام کوئی اچھا دکھائی نہیں دیتا، چنانچہ یہ کتاب ان مسائل کو حل کرنے کے لیے مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

سب سے پہلے اُس ذات واجب الوجود، کریم بذات اور رزاقِ مطلق کا شُکر ادا کرتا ہوں، جس نے اس خدمت کا موقع عنایت فرمایا اور سپاس گزار ہوں اس کتاب کی طباعت میں اعانت کرنے والے اپنے انتہائی محترم، سفرِحج کے بہترین ساتھی، عبادت گزار اور محبتِ اہلبیت علیہم السلام سے سرشار برادر عزیز جناب حاجی سیّد ممتاز حیدر رضوی، حاجی سیّد علی رضا زیدی، حاجی سیّد ہادی حسن رضوی، حاجی میر محمد عباس کلہر اور بہترین لب و لہجے کے نوحہ خواں حاجی خرم علی برادران کا کہ جن کی تشویق اور تحریک پر سفرِحج کے دوران اس کتاب کو شروع کیا اور اب بحمد اللہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ اس مقام پر ذاتِ کبریا کا شُکر اور بجالاتا ہوں کہ باب العلم دار التحقیق، مسجد باب العلم کراچی کی جانب سے ادارے کی اس پہلی کوشش کو پیش کرنے کی

Presented by www.ziaraat.com

سعادت نصیب ہو رہی ہے نیز ادارے کے رکن، محققِ جناب مولانا غلام علی عارفی کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اسے پڑھا اور اغلاط سے آگاہ کیا، یہاں اپنے بڑے بھائی، محسن اور دلسوز بزرگ جناب مولانا سیّد محمد عون نقوی مدظلہ العالی کی محبتوں کا اعتراف کرتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آخر میں شاعرِ بے بدیل جناب آلِ محمد رزمی اور اپنے والد گرامی جناب سیّد عابد حسین ہاتف الوریٰ کے بچپن کے شناسا میرے اور بھائی صاحب سے بے حد محبت کرنے والے عظیم دانش مند حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین جناب مولانا سیّد تلمیذ حسنین رضوی (نیو جرسی) کا ممنونِ احسان ہوں کہ انہوں نے تحریر و تالیف کی صلاحیت کو پروان چڑھانے کی ہمیشہ تشویق اور تحریک دلائی۔

پروردگارِ عالم، ہم سب کو تعلیماتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

والسلام

خاکِ پائے محمدؐ و آلِ محمدؐ

سیّد شہنشاہ حسین نقوی قمی

مسجد باب العلم نارتھ ناظم آباد، کراچی

Presented by www.ziaraat.com

تقریظ اوّل

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

حجۃ الاسلام الحاج علامہ سیّد رضی جعفر نقوی

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ و السّلام علی سیّدنا و نبیّنا ،
خاتم النّبیّین ابی القاسم محمّد وّآلہٖ الطّیّبین الطّاھرین المعصومین
و اللعنۃ علی اعداء ھم اجمعین ۔

مکرّم ومحترم ، گرامی مرتبت علامہ سیّد شہنشاہ حسین نقوی القمی دام مجدہ السامی کی تالیف کردہ کتاب: ''تہذیبِ زندگی'' انسانی زندگی کے ایک نہایت اہم شعبے سے متعلق ہے، ایسا شعبہ جس کے اگر تقاضوں اور آداب کوملحوظ رکھا جائے تو صالح نسل کے دنیا میں آنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں ، جبکہ ان آداب کونظر انداز کرنے سے وہ بھیانک صورتِ حال سامنے آتی ہے جومغربی دنیا میں عام ہے، اوراب ہمارے مغرب زدہ ماحول میں بھی اپنے اندوہناک نتائج دکھارہی ہے۔

شوہروزوجہ کے رشتے کومالکِ دوجہاں نے نہایت اہم قراردیاہےاوراُن کے باہمی تعلق الفت ورحمت کواپنی نشانیوں میں سے قراردیاہے۔ارشادِقدرت ہے:

''ومن آیاتہ انّ خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکونوا الیھا ، و جعل بینکم مودۃً و رحمۃً ، انّ فی ذالك لآیات الّقوم یّتفکرون ۔''

اوراُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ:

''اُس نے تمہارے لیےتمہارے ہی نفوس سے تمہارے جوڑے پیدا کیے، تاکہ تم ان

Presented by www.ziaraat.com

سے سکون حاصل کرو۔"

اور اُس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کی۔

بے شک اس میں، غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے سُورۂ مبارکہ روم آیت نمبر ۲۰ جس کے ذیل میں اربابِ تفسیر نے لکھا ہے کہ:

"خداوندِ عالم نے شوہر وزوجہ کے درمیان ایک باہمی جھکاؤ اور میلان وشعور رکھا ہے اور اس باہمی تعلق میں سکون ودیعت کیا ہے۔

یہ قلب وجسم کی راحت کا سبب ہے اور اسی پر حیات کا خالص مادّی اور معاشی پہلو قائم ہے، بلکہ کافی حد تک روحانی پہلو بھی۔

(کیونکہ اگر دونوں دین ومذہب اور حیات واقدارِ حیات کے بارے میں یکساں خیالات کے حامل ہوں، اور چیزوں کو مشترک نگاہوں سے دیکھتے ہوں تو فرائض کی ادائیگی بھی آسان ہوتی ہے اور زندگی احسن طریقے سے پروان چڑھتی ہے)

زوجین کا یہ تعلق روح وضمیر کے اُنس کا سبب ہے اور دونوں کے سکون واطمینان کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید نے باہمی تعلقات کے بیان میں سکون اور مودّت ورحمت کے جو الفاظ استعمال کیے ہیں، گویا کہ یہ انسانی قلب واحساس کی گہرائیوں سے نکلے ہیں۔

اور یہ جو فرمایا ہے کہ:

بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ:

"دونوں کی تخلیق میں خالق کائنات کی ایک بڑی مصلحت پوشیدہ ہے، اس نے دونوں

Presented by www.ziaraat.com

کو اس طرح پیدا کیا اور اس انداز سے بنایا ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی فطری حاجات کو پورا کرنے کا باعث ہیں۔

یہ حاجتیں نفسانی بھی ہیں اور عقلی و روحانی بھی، کیونکہ دونوں ایک دوسرے سے راحت اور اطمینان حاصل کرتے ہیں اور دونوں کی، باہمی موافقت و ہم آہنگی پر ہی گھر کے سکون و اطمینان اور آئندہ نسلوں کی نشو ونما اور ارتقا و راحت و سکون کا انحصار ہے۔

﴿تفسیر فی ظلال القرآن﴾

برادرِ مکرّم علامہ سیّد شہنشاہ حسین نقوی صاحب (امامِ جماعت مسجد باب العلم، نارتھ ناظم آباد کراچی) نے اس کتاب میں شادی کی اہمیت، تقریبِ نکاح کے آداب، مخلوط خانوادے کا نظام، خلوت کے مناسب اوقات، اولاد کے لیے ادعیہ، شادی کب کریں، بیوی کیسی ہو، شادی سے ناداری کا خاتمہ، امیر المومنینؑ کی خاتونِ جنتؑ سے شادی، شادی شدہ افراد کے فضائل، والدین کی اجازت، دولہا اور دلہن کے لیے نصیحتیں، شکرِ نعمت، ایامِ حمل کے بارے میں ہدایات، عبادات اور غذا کا نصاب، علامہ مجلسیؒ کی زندگی کا ایک سبق آموز واقعہ، بچّے کی ولادت کے وقت کے مستحبات، اذان و اقامت وغیرہ، تربیتِ اولاد کی اہم ترین ذمّے داری، آقائے نوری علیہ الرحمہ کی حکایت، تربیت کے سلسلے میں چالیس نکات، استاد کا کردار، خاندانی منصوبہ بندی، طلاق اور اس کے اسباب، تعدادِ ازواج، اُس کے شرائط، انسانی معاشرے کی صورتِ حال، نہج البلاغہ میں مولائے کائناتؑ کا ارشادِ گرامی، میراث، حضرت موسیٰؑ اور دخترانِ شعیبؑ اور دوسرے بہت سے عناوین کے تحت، حضرات آئمہ معصومینؑ کے بکثرت ارشادات اور مجتہدینِ عظّام کے فتاویٰ کو بھی جمع کیا ہے۔

آج کل شادیوں میں جس قدر دین و مذہب کے احکام کی پامالی ہو رہی ہے، مخلوط

Presented by www.ziaraat.com

اجتماعات تیزی سے رواج پا رہے ہیں، پردہ ختم ہوتا جا رہا ہے، محرم و نامحرم کی تمیز مٹتی جا رہی ہے سادگی کو عیب اور نمود و نمائش کو ہنر سمجھا جا رہا ہے: ع

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

شدّت سے ضرورت ہے کہ ائمہ جمعہ و جماعت، اپنے خطبوں میں، ذاکرین و واعظینِ کرام اپنی تقاریر کے دوران، عام مومنین کرام اپنی باہمی نشستوں میں، صاحبانِ قلم اپنی تحریروں کے ذریعے ان موضوعات کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کراتے رہیں اور آنے والے طوفان کے آگے بند باندھنے کی کوشش جاری رکھیں۔

برادرم مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی صاحب نے حضرات آئمہ طاہرینؑ کے ارشادات سے سجا کر یہ گلدستہ اہلِ ایمان کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اور ''باب العلم دار التحقیق کراچی'' کے زیرِ اہتمام یہ کتاب منصۂ شہود پر آ رہی ہے۔

میری دعا ہے کہ پاک پروردگار ''بتصدّقِ محمد و آلِ محمدؑ'' برادرِ مکرّم و محترم مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی صاحب کو صحت و عافیت کے ساتھ طولِ حیات عطا فرمائے، ان کے والد بزرگوار جناب عابد حسین صاحب ہاتف الوری جو کہ ایک منفرد انداز سے سوزخوانی کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور شہزادی کونینؑ کو اُن کی اولاد کا پرسہ دیتے ہیں، انہیں بھی صحت و تندرستی کی نعمت سے مالا مال رکھے۔

اور ''دار التحقیق'' کے جملہ کارکنان کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ کرے تا کہ یہ حضرات آئندہ مزید دینی خدمات انجام دیں، اور ایسے صالح لٹریچر سے قوم و ملّت کے دامن کو مالا مال کریں، جو صلاح و فلاح دارین کا باعث ہو۔ آمین۔

والسلام ..... رضی جعفر نقوی

Presented by www.ziaraat.com

تقریظِ دوئم

حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج مولانا سیّد تلمیذ حسنین رضوی۔ نیوجرسی

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء

و المرسلین و الہ الطیبین الطاہرین المعصومین

امابعد، انسان فطری اعتبار سے مدنی الطبع ہے اور تہذیب وتمدن کی بقا کے لیے شادی لازمی واشد ضروری ہے۔ اسی وسیلے سے زندگی مہذّب قرار پاتی ہے اور انسان ذمّے دار، بااعتبار اور پُر وقار نظر آتا ہے۔ ویسے تو نکاح کرنا سنّتِ پیغمبرؐ ہے، لیکن جب گناہ میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ عمل واجب ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم نے نہایت لطیف پیرائے اور اشاروں کنایوں میں ازدواجی مسائل سے بحث کی ہے۔ اور احادیث نبویہؐ و ائمہؑ میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ اس موضوع پر گفتگو کی گئی ہے اور زن وشوہر کے باہمی ارتباط اور جنسی تعلقات کو مکمل اور مفصل طور سے بیان کیا گیا ہے۔

علامہ طبری علیہ الرحمہ نے جو چھٹی صدی ہجری کے ممتاز عالمِ دین ہیں، اپنی کتاب ''مکارم الاخلاق'' کے آٹھویں باب کو آدابِ نکاح اور اس کے متعلقات کے بیان کے لیے مختص کیا ہے اور تقریباً ۳۶ صفحات میں شادی کے مسائل بیان کیے ہیں۔ ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت علی علیہ السلام کو آدابِ مباشرت کے بارے میں تلقین کی جو ۲۶ اہم امور پر مشتمل ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

ہمارے عزیز اور ہر دل عزیز محترم المقام قابلِ احترام حجۃ الاسلام مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی صاحب قمی نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور موضوع کی اہمیت کے پیش نظر نہایت استدلالی کتاب مرتّب کی، جو ''تہذیبِ زندگی'' کے نام سے موسوم ہے۔ ویسے تو اس موضوع سے متعلق عربی، فارسی میں متعدد کتب زیورِ تحریر سے آراستہ ہوئی ہیں، لیکن اردو زبان میں اس موضوع پر بہت کم توجہ دی گئی اور اسے درخورِ اعتنا نہیں سمجھا گیا اور جو کتابیں موجود ہیں، اُن میں اُن مباحث سے اجتناب اور احتراز برتا گیا، جو آدابِ مباشرت سے متعلق ہیں، اور اسے شجرِ ممنوعہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ لیکن مولانا شہنشاہ حسین نقوی صاحب نے اپنی کتاب میں جو عنوانات قائم کیے ہیں، وہ انوکھے، اچھوتے، نادر اور نایاب ہیں: ''بیوی کیسی ہو''، ''شادی کیوں کریں''، ''شادی کے فوائد'' اور مہر اور دیگر اہم مسائل پر گفتگو ہے، بالخصوص شبِ زفاف، خاندانی منصوبہ بندی اور طلاق کے اسباب پر بحث کی ہے، اس کتاب میں اہم موضوع تربیتِ اولاد کے چالیس اخلاقی نکات ہیں۔

کتاب صوری اور معنوی اعتبار سے نہایت حسین اور جمیل ہے، اہم کتابوں کے حوالہ جات نے اس کتاب کی عظمت کو بڑھا دیا ہے اور یقیناً یہ کتاب خاص و عام اور زوجین میں مقبول ہوگی۔ خداوندِ عالم سے دُعا ہے کہ مولانائے موصوف اسی طرح تقریر کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی اپنے جوہر دکھاتے رہیں اور عوام الناس کو فائدے پہنچاتے رہیں۔

والسلام

سیّد تلمیذ حسنین رضوی۔ نیوجرسی

﴿۲۴ جولائی ۲۰۰۷ء﴾

Presented by www.ziaraat.com

تقریظ سوئم

معاشرے کی ضرورت

حضرتِ حجۃ الاسلام علامہ سیّد محمد عون نقوی مدظلہ العالی

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ خلقِ آدمؑ کے بعد سے اب تک خالقِ آدمؑ نے انسانوں کو لاوارث اور بے سہارا نہیں چھوڑا، بلکہ علم و حکمت، عقل و شعور کے نور سے آراستہ کر کے ہر شے کو انسان کے لیے مسخّر کر دیا اور انسان کی عزّت و آبرو کے تحفظ کے لیے قرآن مجید میں واضح آیات نازل فرمائی ہیں اور اسلام وہ واحد دین ہے، جو مختلف شعبہ ہائے زندگی کے ہر مسئلے کا حل پیش کرتا ہے۔ ایک گھرانہ، ایک کنبہ دیکھنے میں معاشرے کی ایک چھوٹی اکائی ہے، لیکن پورے معاشرے کی بنیادیں استوار کرتی ہے۔ ایک تربیت یافتہ گھر یہی اکائی تہذیب و تمدّن، علم و آگہی کے ذریعے مثبت ثمرات سے نوازتا ہے اسی لیے اسلام نے کنبوں کی اصلاح کی ضرورت پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ ایک گھر کے ماحول کو مقدّس بنانے میں اُس کے اراکین خصوصاً ماں باپ جو کہ ان بچوں کے مربّی ہیں اور یہ بچّے خدا کی طرف سے ان کے پاس امانت ہیں، ایک گلدستے کی صورت میں رہیں۔ بچّے گھر کا بہترین سرمایہ ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اور ترقی کی راہ میں ہر قسم کی رکاوٹ کو دور کرنا والدین کی ذمّے داری ہے۔ بچوں کی تربیت ماں باپ اُس وقت کریں گے، جب خود تربیت یافتہ ہوں گے، زیرِ نظر کتاب میں محقق

Presented by www.ziaraat.com

وحید برادرِ من حضرت مولانا سیّد شہنشاہ حسین نقوی نے ابتدا سے جن موضوعات کو منتخب کیا ہے، وہ تربیت کے حوالے سے نہایت فائدہ منداور نئی زندگی کی طرف گامزن افراد کے لیے نمونہ عمل قرار پائیں گے۔ بیوی کیسی ہو، شادی کب کریں، انبیاء علیہم السلام کا شادی اور اولاد کے بارے میں سیرت و کردار کیسا رہا، اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ مخلوط خانوادگی نظام، زن و شوہر کے اہم مسائل، تربیتِ اولاد کے نکات اور نئی زندگی میں داخل ہونے والے میاں بیوی کو مکمل دستور پیش کیا گیا ہے۔ اس کو پڑھ کر زندگی گزارنے والا خانوادہ اگر عظمتوں، رفعتوں اور حسنات سے محروم رہے تو بڑی بد قسمتی ہوگی۔ یہ کتاب ہمارے معاشرے کی اہم ترین ضرورت ہے۔ یہ نہ صرف روشنی کے مینارے کی بلکہ مسلسل تربیت گاہ کا کام دیتی رہے گی۔ خداوندِ عالم مولانا موصوف کی توفیقات میں مزید اضافہ اور پیہم صحت و سلامتی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

دُعا گو

سیّد محمد عون نقوی

سربراہ ادارہ تبلیغ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

Presented by www.ziaraat.com

منظوم تقریظ (رُباعیات)

معروف شاعر وادیب، اُستاد حضرتِ راغبؔ مرادآبادی دامت برکاتہٗ

سیّد ہیں شہنشاہ حسینِ نقوی
اعزاز ہے یہ بھی کہ ہیں موصوف قُمی
شادی ''تہذیبِ زندگی'' ہے کہ نہیں
پڑھ کر دیکھیں تو آپ تصنیف اِن کی

تصنیفِ مُنیف ہے یہ بے شک دُربار
شادی کے ہیں درج اس میں رُموز و اَسرار
ہونا ہے جو محرمِ نِکاتِ شادی
پڑھیے ''تہذیبِ زندگی'' کو اِک بار

اچھی نہیں شادی میں خلل اندازی
یہ کارِ زبوں بھی تو ہے نیزہ بازی
ہے سابقہ شادی کا سکونِ قلبی
ہے لاحقہ شادی کا معیشت سازی

Presented by www.ziaraat.com

ارفع "تہذیبِ زندگی" کا ہے مقام
بے ریب و گماں ہے پُرکشش بھی یہ نام
لکھنے والوں کو داد دیں اہلِ نظر
اور تیرا کرم اِن پہ ہو اے ربِّ اَنام

۲۳ اکتوبر ۲۰۰۷ء (مطابق ۱۰ شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ بروز منگل)

Presented by www.ziaraat.com

منظوم تقریظ (قطعۂ تاریخِ طباعت)

شاعرِ اہلِ بیتؑ، شاعرِ ملّت، اُستاد حضرتِ سیّد مختار علی اجمیری دامت برکاتہٗ

''نوشتۂ ازل تہذیبِ زندگی''

۲۰۰۷ء

''فراست آمیز تہذیبِ زندگی''

۲۰۰۷ء

''مکاتیبِ شہنشاہ حسین نقوی''

۱۴۲۸ھ

اِزدواجی زندگی حضراتِ معصومین علیہم السلام کی
ایسی دنیا جو سراپا روشنی ہے دِین کی
زوج و زوجہ سے مہذّب مسکراتی زندگی
جس میں ہر تہذیبِ انسانی کی ہے تابندگی
کاوشِ نقوی مرقّع عائلی قانون کا
کیوں نہ ہو یہ آئنہ ہر مرد کا خاتون کا
یہ کتاب ایسی کہ جو منسوب ہے زوجین سے
غور کیجیے گر گزارو زندگانی چین سے

Presented by www.ziaraat.com

پڑھ کے دیکھو زندگی کا اصل میں محور بھی ہے
یہ کہ اِک تاریخِ تلمیحات کا دفتر بھی ہے
خوبیاں کیا کیا بیاں ہوں کاوشِ نقوی ترِی
یہ کتابِ زندگی تہذیب سے ترتیب دی
عیسوی، ہجری میں سال اِس کا عجب شہکار ہے
جو، ''زباغِ خوشنما'' ہے ۔ ''واقفِ مختارؔ''، ہے

﴿مؤرخہ ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۷ء مطابق ۱۰ شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ بروز منگل﴾

مومنو، آؤ سنوارو اِزدواجی زندگی
خیر و خُوبی سے گزارو اِزدواجی زندگی

بے ضرورت حرف ہے، نہ لفظ ہے تحریر میں
اور نہ کوئی منطقی اِبہام ہے تفسیر میں

نقویؔ قُمّی شہنشاہِ حُسین، اے مرحبا
ازدواجی زندگی سے آشنا تُو نے کیا

ہے دُعا مختارؔ کی مقبول یہ تالیف ہو
جس سے نقویؔ کی سدا تعریف ہو توصیف ہو

Presented by www.ziaraat.com

منظوم تقریظ (قطعہ)

شاعرِ اہلِ بیت علیہم السلام جناب سیّد ذوالفقار حسین نقوی دامت برکاتہٗ

مُصنّف: "وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ" (نعتیہ مجموعہ)

نقوی ہیں قُمّی اور شاہنشاہِ فکر و فن
"تہذیبِ زندگی" سے عبارت رہا سُخن
اے ذوالفقارؔ نقوی تُو نقوی کو دے دُعا
تا حشر اِن کے دل میں رہے حُبِّ پنجتن علیہم السلام

﴿مورخہ یکم شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار﴾

منظوم تقریظ (قطعہ)

شاعرِ اہلِ بیت علیہم السلام و سوزخواں جناب سیّد عابد حسین ہاتفؔ الوری مدّ ظلّہ العالی

حُسنِ انسان کو تہذیب کا آئینہ دِکھا
علم کے شہر کا در دیکھ، خرابہ نہ دِکھا
"تہذیبِ زندگی" سے جہاں کو ہاتفؔ
نقوی کی یہ تحریرِ حکیمانہ دِکھا

﴿۱۲ شوال ۱۴۲۸ھ، ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۷ء﴾

Presented by www.ziaraat.com

حرفِ آغاز

اسلام کے نقطۂ نظر سے جوانی زندگی کے مختلف مراحل کا درمیانہ مرحلہ ہے۔ اسی لیے اگر نوجوانی کو انسان کے دوسرے جنم سے تشبیہہ دی جائے تو شاید غلط نہ ہو گا، کیونکہ جس طرح انسان اپنی پیدائش کے وقت ایک نئی دنیا میں آنکھ کھولتا ہے، اسی طرح ایک قسم کی نئی جسمانی اور ذہنی نشوونما پاتا ہے، اپنے گردوپیش کے ماحول اور افراد سے روشناس ہوتا ہے، اس کے دوست احباب کا حلقہ بڑھتا ہے، نئی خواہشات اور تقاضوں کو محسوس کرتا ہے اور ان کی تسکین وتشفی کا طالب ہوتا ہے، اس موقع پر اسے ایک پُرخلوص دوست اور رہنما کی ضرورت ہوتی ہے، ایک ایسے مربّی کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی خواہشات وتقاضوں کو مثبت اور صحت مند سمت دے کر اس کے لیے جائز راستوں کا دروازہ کھولے، اس کی فکری اور عقیدتی بنیادوں کو مضبوط کرے اور پھر ان بنیادوں پر اس کی شخصیت کی تعمیر کرے۔

رسولِ کریمؐ کی خوبصورت اور دل نشین ہدایت ہے کہ

"میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نوجوانوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا،

کیونکہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں۔"

نوجوانوں کے مسائل کے غلط ادراک اور ان کے معاملات سے غلط انداز سے نمٹنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوجوان (لڑکے اور لڑکیاں) اپنی مشکلات اور مسائل کے حل کے سلسلے میں اپنے نزدیکی افراد سے جوان کے دوست یا سہیلیاں ہوتی ہیں، رجوع

Presented by www.ziaraat.com

کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یوں وہ ناقص تجربات اور فلموں اور افسانوں کے ذریعے پیش کیے جانے والے اور اخبارات وجرائد میں شائع ہونے والے غیر اسلامی اصولوں پر استوار خیالات کے ذریعے اپنی مشکلات اور مسائل کے حل کی کوشش کرتے ہیں، آخر کیوں؟ ہم نوجوانوں کو یہ منفی موقف اپنانے پر مجبور کر دیتے ہیں اور مصنوعی شرم وحیا کا پردہ سجا کر نئی نسل کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، جبکہ قرآن وتعلیماتِ محمدؐ وآل محمدؑ اور علمائے اسلام نے تواتر سے ان مسائل سے آگاہ کیا ہے۔ اب اگر ہم ان کی طرف رجوع نہیں کرتے تو یہ ہماری کوتاہی وغیر ذمے داری ہے۔

اسلام انسان کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس کے وجود میں بے چینی اور بے قراری کے عناصر پائے جاتے ہیں، جس کی جانب سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۵ میں خداوندِ عالم نے یوں ارشاد فرمایا:

''وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰىٓ اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْماً''

''اور ہم نے آدم علیہ السلام سے پہلے ہی عہد لیا تھا، مگر انہوں نے اسے ترک کر دیا اور ہم نے ان کے پاس عزم وثبات نہیں پایا۔''

یہاں ذاتی طور پر حضرت آدم علیہ السلام مراد نہیں ہیں، بلکہ نوع آدم علیہ السلام مراد ہے۔ چونکہ قرآن مجید نے سورۂ انبیاء آیت ۳۷ میں یوں بیان کیا ہے۔

''خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ط سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا

Presented by www.ziaraat.com

تَستَعجِلُونَ"

"انسان کے خمیر میں عجلت شامل ہوگئی ہے اور عنقریب ہم تمہیں نشانیاں دکھائیں گے تو پھر تم جلدی نہیں کروگے۔"

بلوغ کا مرحلہ ہو بہو سمندر کی متلاطم موجوں کے توازن کے مرحلے کے مانند ہوتا ہے، گویا اپنی زندگی کے مرحلہ ثانی میں داخل ہونے والا انسان اپنے وجود میں ایک نئی شخصیت اور نئی ہستی کے لیے آمادگی پاتا ہے۔ لہٰذا اس مرحلے میں تربیت اور بہترین دوست کا اہم اور کلیدی کردار سامنے آتا ہے، جو اس انسان کو تباہی سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اسی دور میں جنسی خواہشات کا پورا نہ ہونا اس کے توازن کو بگاڑ دیتا ہے، لہٰذا اسلام والدین سے خاص طور پر تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنے جوان (لڑکے، لڑکیوں) کو خودمختار اور قانونی شخصیت کا احساس عطا کرکے انہیں خوداعتمادی بخشیں، کیوں کہ جب نوجوان کا شعور پختہ ہو جاتا ہے اور وہ اس کے ذریعے اپنے امور و معاملات کا انتظام کر سکتا ہو تو اسلام اس پر سے بزرگوں کی ولایت اٹھا لیتا ہے۔ چنانچہ سورۂ نساء آیت ۶ میں ارشاد ہوا:

"وَابتَلُوا الیَتٰمٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ج فَاِن اٰنَستُم مِّنهُم رُشداً فَادفَعُوا اِلَیهِم اَموَالَهُم ج"

"اور یتیموں کا امتحان لو اور جب وہ نکاح کے قابل ہو جائیں تو ان میں رُشد (پختہ) ہونے کا احساس کرو تو ان کے اموال کو ان کے حوالے کر دو۔"

Presented by www.ziaraat.com

انسان کی فطری خواہشات میں جہاں پانی کی تشنگی، غذا کی بھوک ایک فطری تقاضا ہے، وہاں جنسی خواہشات کو بھی فطری تقاضا شمار کیا گیا ہے کہ جس طرح بھوک اور پیاس محسوس نہ کرنے والا بیمار ہوتا ہے، اسی طرح جنسی تسکین کی خواہش نہ ہونا بھی ایک بیماری ہے۔ لہٰذا اگر اسے صحیح سمت شادی کی صورت میں نہ دی گئی تو استمناء اور خود لذتی جیسے اقدامات میں جوان مبتلا ہو جائیں گے، جبکہ اسلام نے اس فعل کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے، لیکن ہمیں یہ بھی تو دیکھنا ہو گا کہ اس ناپسندیدہ اور قبیح عادت کا سبب کیا ہے۔ چنانچہ معاشرے میں موجود طرح طرح کے دباؤ، رکاوٹیں ہمارے معاشرے کے رسم و رواج، مرد و زن کے ملاپ کے لیے صرف دائمی عقد کا دروازہ کھلا چھوڑنا، یا معاشی دباؤ وغیرہ نوجوانوں کی جلد شادی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ ایک اور وجہ معاشرے کی فرسودہ روایات ہیں، جو شریکِ حیات کے انتخاب میں لڑکی کو سبقت کرنے سے باز رکھتی ہیں۔ علاوہ ازیں خوب سے خوب تر کی جستجو، جہیز کے مسائل، معیارِ زندگی کا موازنہ، صلۂ رحمی کا فقدان، غریب اعزّہ و اقربا سے بے نیازی، بے جا رسومات کے لیے پیسے کا نہ ہونا وغیرہ شادی کی راہ میں حائل وہ رکاوٹیں ہیں، جن سے اس قطعی ضروری فرض میں تاخیر ہوتی ہے اور یہ یقیناً معاشرے کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

دوستی

انسانی زندگی میں دوست ایک ضرورت کا نام ہے، چونکہ انسان مشکلات کے تحمل میں خواہ کتنا ہی طاقتور اور تدبیر میں مفکّرِ روزگار ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی اسے دوستوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ چنانچہ اسلام نے دوستی پر خاص توجہ دیتے ہوئے اس کے فوائد و شرائط کا ذکر کیا، جنہیں اگر خلاصہ کرتے ہوئے چند جملوں میں یوں لکھا جائے کہ ایک باایمان شخص کے لیے اس کی شخصیت اور ایمان کی تقویت، مناسب ماحول کے بغیر ممکن نہیں، کیونکہ یہ معاملہ بالکل بیج کی بوائی کے مانند ہے۔ یعنی اگر اسے نامناسب زمین اور غیر موافق ماحول میں بو دیا جائے تو اس کی فطری نشو ونما نہ ہو سکے گی، حتیٰ کہ اگر اس کی نشو ونما کے لیے غیر قدرتی ذرائع کام میں لائے جائیں اور یہ اسے تناور درخت بنا دیں اور اس کی بقا کا ذریعہ بن جائیں، لیکن اس کے باوجود یہ مصنوعی ذرائع اس کے معنوی پہلو اور اس کی قدرتی خاصیت فراہم کرنے پر قادر نہیں۔ اسی طرح مومن انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رہن سہن کے لیے فطری فضا اور ماحول فراہم کرے تاکہ وہاں ایمان نمو اور افزائش پا سکے اور یہی ہدف درحقیقت ایک بہترین بیوی اور ایک بہترین شوہر ہونے کا ہے، جس کی جانب رسولِ کریمؐ کا فرمان مبارکہ ہے۔

"اِيّاكُم وَ خَضْرَاءَ الدِّمَنِ قَالُوا وَ مَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ قَالَ الْمَرْءَةُ الْحَسْنَاءُ فِي مَنْبَتِ السُّوءِ" ﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۹﴾

Presented by www.ziaraat.com

"گوڑے پر اُگنے والی سبزی سے پرہیز کرو"۔ پوچھا گیا: گوڑے پر اُگنے والی سبزی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا۔ "ایسی خوبصورت عورت جس کی پرورش خراب ماحول میں ہوئی ہو۔"

مندرجہ ذیل تمام روایات ایک بہترین دوست کے معیار کو بیان کر رہی ہیں، وہی معیار ایک بہترین زوجہ کا بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

۱۔ بُرے دوست کی دوستی تمام بُرائیوں کی جڑ ہے۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے پوچھا۔

"اے روح اللہ، ہم کن خصوصیات کے حامل شخص کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں؟" فرمایا۔ "ایسے شخص کے ساتھ جس کا دیدار تمہیں خدا کی یاد دلائے، جس کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی جانب راغب کرے۔"

۳۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"بردبار لوگوں کی صحبت اختیار کرو، اس طرح تمہاری بردباری میں اضافہ ہوگا۔"

۴۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"خواہشاتِ نفس کی پرستش کرنے والوں کی ہم نشینی ایمان کو بھلا دیتی ہے اور شیطان کو حاضر کر دیتی ہے۔"

Presented by www.ziaraat.com

۵۔ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس اچھی طرح دیکھ لو کہ کسے دوست بنا رہے ہو۔''

﴿دوستی اہل بیتؑ کی نظر میں ۔تالیف علامہ محمد الحیدری مترجم محسن علی نجفی مطبوعہ جامعۃ الکوثر، دنیائے جوان ۔تالیف آیت اللہ سیّد محمد حسین فضل اللہ۔ مطبوعہ دار الثقلین کراچی مترجم۔ سیّد سعید حیدر زیدی﴾

Presented by www.ziaraat.com

بیوی کیسی ہو؟

اسلام مومن مرد کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ جس سے چاہے شادی کر لے، کیونکہ شریکِ حیات کے انتخاب میں دنیاوی و اُخروی بھلائی اور حال و مستقبل کی سعادت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے، اسلام میں شادی کا مطلب صرف جسمانی لذّت، شہوت اور تمتّع ہی نہیں، بلکہ شادی سے اسلام کا مقصد مرد وزن کی جنسی تسکین اور دین کا تحفظ، خدا ترس گھر اور شائستہ اولاد کا وجود اور اس سے بڑھ کر خدا کی رضا کا حصول ہے۔ چنانچہ جب شادی کے دوسرے روز رسول اکرمؐ نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے پوچھا، یا علیؑ، تم نے میری بیٹی کو کیسا پایا؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "نِعمَ العَونُ علیٰ طَاعَةِ اللّٰہِ"۔ "بہترین مددگار اللہ کی اطاعت میں۔"

﴿بحار الانوار۔ ج ۴۳، ص ۱۱۷﴾

عورتوں کے تین گروہ کو عذابِ قبر نہیں ہوتا:

۱۔ وہ عورت جو اپنے شوہر کی غیرت پر صبر کرے۔

۲۔ وہ عورت جو شوہر کی بداخلاقی پر صبر کرے۔

۳۔ وہ عورت جو اپنے مہر کو شوہر کے لیے بخش دے۔ (خداوندِ متعال ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک ہزار شہیدوں اور ایک سال کی عبادت کا اجر و پاداش عطا کرے گا)

﴿مشکل کشائی معنوی۔ مؤلف: مجتبیٰ رضائی﴾

Presented by www.ziaraat.com

شادی کب کریں ؟

ایک شخص حضرت محمد مصطفیؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کرتا ہے کہ میں کن خصوصیات کی حامل خاتون سے شادی کروں ؟ حضرتؐ نے فرمایا۔ ’’ دیندار لڑکی کو شریکِ حیات قرار دو۔‘‘ اور پھر فرمایا کہ یہی شرط شوہر کے لیے بھی ضروری ہے۔

’’اِذَا جَائَکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَهُ خُلْقَهُ وَدِیْنَه' فَزَوِّجُوْهُ وَاِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ‘‘ فی الارض و فَسَاداً کبیراً‘‘

’’جب بھی تمہارے پاس کوئی ایسا مرد تمہاری بیٹی کا پیام لے کر آئے جس کے دین و اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اُس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دو، اگر تم ایسا نہ کرو گے تو روئے زمین پر بڑا فتنہ وفساد پھوٹے گا۔‘‘

﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۵۱﴾

مذکورہ حدیث سے چند نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ رشتے کا معیار اخلاق اور دینداری ہے۔

۲۔ جب مذکورہ معیار کے مطابق رشتہ آجائے تو شادی نہ کرنا بلا جواز ہے۔

۳۔ ہمارے غلط اقدامات معاشرے میں نقض امن وفساد کا باعث بن سکتے ہیں۔

۴۔ معاشرے کی نسبت ہر ایک فرد کی ذمہ داری بنتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ’’وہ شخص سعادت مند اور خوش نصیب ہے،

Presented by www.ziaraat.com

جس کی بیٹی اپنے باپ کے گھر میں نہیں بلکہ شوہر کے گھر میں حیض کا خون دیکھے۔“

﴿فروع کافی ج ۵ ص ۳۳۶﴾

رسول اکرمؐ نے فرمایا:

”باکرہ اور کنواری لڑکیاں درختوں کے پھل کی مانند ہیں اور جب پھل کا موسم آجائے تو اسے چننا ضروری ہوتا ہے ورنہ سورج کی گرمی اسے خراب کر دیتی ہے اور چلنے والی ہوائیں اسے بکھیر دیتی ہیں۔ دوشیزائیں بھی اسی طرح ہیں، جب انہیں شادی کی ضرورت ہو تو سوائے شوہر کرنے کے ان کے لیے کوئی اور چارہ نہیں، ورنہ وہ تباہی اور فساد کے گڑھے میں گر جائیں گی، چونکہ ان کے اندر بھی جنسی جذبہ موجود ہے۔“

﴿من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۱۱۲﴾

Presented by www.ziaraat.com

شادی کیوں کریں؟

انسان کی شخصیت کی تعمیر میں گھر کا ماحول ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہی ایک مرد اور عورت سے تشکیل پانے والا ماحول معاشرے کو بہت سارے فضائل اور کمالات کا حامل بنا دیتا ہے اور اس طرح یہی ماحول بہت ساری برائیوں اور اخلاقی کمزوریوں کو بھی دور کر دیتا ہے۔ شریعت اسلام میں شادی کے موضوع کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''مَا بُنِیَ بِنَاءٌ فِی الْاِسْلَامِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ التَّزْوِیْجِ''

﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۳﴾

''کوئی چیز اسلام میں اللہ کے نزدیک شادی سے زیادہ محبوب نہیں۔''

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

''تَزَوَّجُوا فَاِنَّ التَّزْوِیْجَ سُنَّةُ رسولِ اللّٰه فَاِنَّهُ کَانَ یَقُولُ مَنْ کَانَ یُحِبُّ اَنْ یَتَّبِعَ سُنَّتِیْ فَاِنَّ مِنْ سُنَّتِیَ التَّزْوِیْجَ''

﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۴﴾

''شادی کرو کیونکہ شادی سنّتِ رسولؐ خدا ہے، جس کے بارے میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، جو میری سنّت پر عمل کرنا چاہتا ہے وہ جان

Presented by www.ziaraat.com

لے شادی میری سنّت ہے۔"

اسلام نے لڑکے اور لڑکی کو شادی کرنے پر اتنا زیادہ آمادہ کیا ہے کہ رسول اکرمؐ شادی سے فرار کو اسلام سے فرار شمار کرتے ہیں۔

"اَلنّکاحُ مِنْ سُنَّتِی
فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنّی "

ان احادیث کے بعد شادی کیوں کریں کا جواب ایک اور پہلو سے ملاحظہ ہو:

الف: شادی سے ناداری کا خاتمہ:

ماں باپ اور جوانوں کے سرپرستوں سے خدا قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَاَنْکِحُوْ الْاَیَامٰی مِنْکُم وَ الصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَ اِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْ فُقَرَاءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ واسِعٌ عَلِیْمٌ "

"اور اپنے غیر شادی شدہ آزاد افراد اور اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے با صلاحیت افراد کے نکاح کا اہتمام کرو کہ وہ اگر فقیر بھی ہوں گے تو خدا اپنے فضل و کرم سے اُنہیں مال دار بنا دے گا کہ خدا بڑی وسعت والا اور سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔"

﴿سورہ نور آیت ۳۲﴾

Presented by www.ziaraat.com

یعنی نہ صرف یہ کہ فقر و ناداری کو شادی کی راہ میں رکاوٹ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ کنوارے پن کو غنا اور ثروت و دارائی کے حصول میں رکاوٹ سمجھنا چاہیے، کیونکہ یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ کہاں سے کھائیں گے؟ کیسے گزارہ ہوگا؟ درحقیقت یہ جملے کہنے والا اور یہ سوچنے والا خدا سے بدگمان ہے اور خدا سے بدگمانی حرام ہے، جب کہ پروردگارِ عالم نے وعدہ کیا ہے کہ وہ فقیروں اور ناداروں کو شادی کے ذریعے بے نیاز اور صاحبِ مال بنادے گا۔ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"مَنْ تَرَكَ التَزويجَ مَخَافَةَ الفَقرِ فَقَدْ اَساءَ الظَنَّ بِاللّٰهِ عزّو جل اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ اِنْ يَّكونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ"

"جو فقر اور ناداری کے خوف سے شادی نہیں کرتا، درحقیقت ایسا شخص خدا سے بدگمان ہے، جب کہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداوندِ متعال اپنے لطف سے بے نیاز بنادے گا۔"

﴿من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۳۸۵۔ وسائل الشیعہ ج ۲۰ ص ۴۲﴾

ب: سکونِ قلب اور ذہنی آسودگی:

قرآن مجید میں سورۂ روم کی ۲۱ویں آیت میں ارشادِ خداوندی ہے:

"وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً

Presented by www.ziaraat.com

لِتَسْكُنُوا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَ رَحْمَةً اِنّ فى ذَلكَ لَاَيَاتٍ لِقَومٍ يَتفَكَّرُون "

"اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اُس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تا کہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان مودّت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں صاحبانِ فکر کے لیے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔"

اس آیت سے چند نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ مرد اور عورت ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں (من انفسکم) بعض لوگوں کا یہ غلط نظریہ ہے کہ عورت ایک پست تر اور مرد ایک بالاتر وجود ہے۔

۲۔ شادی صرف جنسی لذّتوں کے لیے ہی نہیں، بلکہ روحانی و ذہنی سکون کا سبب قرار پاتی ہے۔ (لِتَسْكُنُوا اِلَيْهَا)

۳۔ محبت پیار اور رحمت خداوندِ عالم کی جانب سے دولہا اور دُلہن کو ہدیہ ہے۔ (جَعَلَ بينكم مَوَدّةً وَ رحمةً)

اگر انسانی مزاج کا تجزیہ کیا جائے تو مرد عورت کے بغیر ایک نامکمل عضو اور اسی طرح عورت مرد کے بغیر ایک نامکمل عضو بن کر رہ جائے گی۔ یعنی دونوں ایک دوسرے کے محتاج اور پشت پناہ ہیں۔

سورۂ مبارکہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۷ میں ارشادِ خداوندی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

"هُنَّ لِبَاس" لَكُمْ و اَنْتُم لباسُ لَّهُنَّ"

"عورتیں گویا تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

قرآن مجید میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے، کیونکہ لباس:

الف) گرمی اور سردی سے بچاتا ہے۔

ب) مضر چیزوں سے بدن کی حفاظت کرتا ہے۔

ج) معیوبات کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

د) انسان کے بدن کے لیے زینت قرار پاتا ہے۔

بالکل اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو انحرافات، کجرویوں اور بھٹکنے سے بچاتے ہیں، ایک دوسرے کے عیب، نقائص، کوتاہیوں اور گناہوں کو چھپاتے ہیں اور بہترین خانوادہ تشکیل دینے کی صورت میں ایک دوسرے کی زینت قرار پاتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر تمہاری بیوی اچھی ہو تو جان لو کہ تم ایک بڑی نعمت رکھتے ہو کیونکہ بیوی اچھی ہو تو اُس کی کوئی قیمت نہیں۔"

ج: شادی ایک جنسی ضرورت:

آئندہ صفحات پر آدابِ مجامعت اور جنسی تسکین کے طریقوں کا ذکر کیا جائے گا، لیکن یہاں اتنا بتانا ضروری ہے کہ اگر جنسی تسکین معقول اور مشروع ذریعے سے نہ

Presented by www.ziaraat.com

ہوتو انسان کا یہ فطری دباؤ اسے عصیان گراور گناہ گار بنا دیتا ہےاور انسان میں موجود یہ حیوانی پہلواور فطری تقاضا دوسرے سے وابستہ ہے،لہٰذا معاشرتی فساد کا سبب بھی قرار پاتا ہے۔شاید اس طرح کہ جب پیاس کی شدّت بڑھ جائے تو پیاسا پانی کے عوض ہر ممکن قدم اٹھا سکتا ہے یا ایک بے دین بھوکا انسان اپنی بھوک مٹانے کے لیے کسی بھی اقدام سے گریز نہیں کرتا، لہٰذا جس طرح اسلام میں بھوک اور پیاس کے فطری تقاضوں کوختم کرنے کے بجائے پانی اور غذا کا مشروع اہتمام کیا گیا ہے، اسی طرح جنسی طلب کو دبانے کے بجائے شادی اور متعہ جیسے مشروع تعلقات پیش کیے ،خاص طور پر جس ماحول میں بے پردگی، فحاشی، عریانیت انتہا کو پہنچ چکی ہو، وہاں ایک جوان لڑکے اور لڑکی سے کوئی خاص توقع رکھنا بے جا ہوگا۔

روایت ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے دریافت کیا:''اے شیطان انسان کے کس عمل کی بنیاد پر تو اسے زیر کرلیتا ہے۔''

اس پر شیطان نے کہا،''میں تین باتوں سے خبردار کرنا چاہتا ہوں، جو بھی انہیں یادرکھے گا،ان میں ضرور کامیاب رہے گا۔''

۱۔ کبھی تکبّر نہ اپنائے، چونکہ انسان کے دل میں تکبّر ڈالنے میں میرا خاص کردار ہےاور تکبّر عذاب کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔

۲۔ جب وعدہ کرے تو اسے ضرور پورا کرے، چونکہ نیّت بدلنے میں میرا خاص کردار ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ رہے، جب کوئی شخص کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو میں انہیں فتنے میں ڈالنے کے لیے خود پہنچتا ہوں اور اکثر کامیاب بھی ہو کر رہتا ہوں۔

اس کے بعد شیطان یہ کہتا ہوا چلا:

''ہائے افسوس موسیٰ کو وہ باتیں معلوم ہوگئیں، جن میں اکثر لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔''

﴿احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۶۵﴾

جابر ابن عبداللہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

''جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور اپنی کامیابی و خوشحالی چاہتا ہو، وہ کبھی کسی نامحرم عورت سے تنہائی میں نہ ملے، جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو، کیونکہ اس وقت تیسرا فرد شیطان ہوتا ہے۔''

ہمارے معاشرے میں جیٹھ، دیور، نندوئی، چچازاد بھائی، ماموں زاد اور پھوپھی زاد یہ کہہ کر اس مسئلے میں نظر انداز کر دیے جاتے ہیں کہ یہ تو رشتہ دار ہیں ارے ان سے کیا پردہ؟ یہ تو گھر کے افراد ہیں اور افسوس دین پر عمل کرنے والی خواتین اور مردوں کو تنگ نظر اور بنیاد پرست جیسے ناموں سے طعنہ دیا جاتا ہے، جب کہ ایسے افراد کی تسلّی کے لیے رسول اکرمؐ کی حدیث ہے کہ ''ایک زمانہ آئے گا کہ میرے چاہنے والوں کو اجنبی (اور اچھوت) شمار کیا جائے گا۔''

Presented by www.ziaraat.com

اگر چہ مذکورہ تحریر کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ان رشتوں کی بے احترامی کی جائے۔

شرعی مسئلہ:

☆ مراجع عظّام کا فتویٰ ہے کہ

"نامحرم مرد اور عورت کا تنہائی کی جگہ میں ہونا اگر احتمالِ فساد رکھتا ہو تو حرام ہے۔"

﴿توضیح المسائل: مراجع تقلید ص: ۴۲۳، م: ۲۴۴۵﴾

☆ اسی طرح نامحرم عورت خاص طور پر جوان عورت کو سلام کرنا شاید اس لیے مکروہ قرار دیا ہے کہ اسلام بے راہ روی کے دروازے کو بند کرنا چاہتا ہے۔

د: شادی یا معاشرہ سازی:

اسلام کی نگاہ میں شادی کرنے کے علل و اسباب میں سے ایک سبب انسان سازی ہے، کیونکہ شادی کے بعد پیدا ہونے والی اولاد کی تربیت سے پہلے عورت کے لیے مرد کا اور مرد کے لیے عورت کا انتخاب اور پھر شادی کے بعد ذمہ داریوں کے اضافے کے سبب انسانیت، شرافت، غیرت، خودداریت، عزتِ نفس، حقوق طرفین، رشتوں کی نسبت احساس ذمہ داری وغیرہ ایک انسان کو بہتر انسان بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ گھر کا ماحول اسبابِ تربیت میں خود ایک سبب قرار پایا ہے۔ گھریلو زندگی میں ایک دوسرے سے مختلف رجحانات، خواہشات اور ان کے حصول میں سلیقوں کے اختلاف کی وجہ سے طریقوں کا اختلاف اور پھر مشترک مطالبات کی وجہ سے ایک دوسرے پر خود کو نظر انداز کرنا، مقابل کے طریقے کا احترام کرنا، حلم و

Presented by www.ziaraat.com

بردباری اور فداکاری کو اپنانا وغیرہ، سب انسان کی انسانیت کے گوہر شمار کیے جاتے ہیں، چنانچہ ایک مرد اور عورت جب خدا کی خوشنودی کی خاطر ایک دوسرے کی بد اخلاقی یا کوتاہ فکری پر صبر کرتے ہیں تو انہیں بہت ثواب دیا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ:

''مَنْ صَبَرَ عَلٰی سُوْءِ خُلْقِ الْمَرْءَ ةِ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوابَ اَیُّوبَ فی بَلائِهِ وَمَنْ صَبَرَتْ عَلٰی سُوءِ خُلْقِ زَوجِهَا اَعْطَاهَا ثوابَ آسِیَةَ''

''جو شخص اپنی زوجہ کی بداخلاقی پر صبر کرے، خدا اُسے حضرت ایوب علیہ السلام جیسا ثواب عطا کرے گا، جو اُنہوں نے بلاؤں میں حاصل کیا اور جو خاتون اپنے شوہر کی بد اخلاقی پر صبر کرے، خدا اُسے حضرت آسیہ علیہا السلام والا ثواب عطا کرے گا۔''

﴿درسِ اخلاق: استاد مظاہری﴾

۵: میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے تفریح گاہ:

''وَمَا اِسْتَفَادَ امرء'' مُسْلِم'' فَائِدَةً بَعْدَ الاسلامِ افضلُ مِنْ زَوْجَةٍ مُسْلِمَةٍ تَسُرُّهُ إذَا نَظَرَ اِلَیْهَا''

''اسلام کے بعد اس سے زیادہ کوئی فائدہ مند اور مفید چیز نہیں کہ کسی شخص کی

Presented by www.ziaraat.com

ایسی بیوی ہو کہ وہ جب اس کی طرف دیکھے تو اُسے سُرور ملے۔" ایک شخص نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا، "اے اللہ کے رسولؐ جب میں گھر جاتا ہوں تو میری بیوی دروازہ کھولتی ہے، مسکراتے ہوئے میرا استقبال کرتی ہے، میرے ساتھ رہتی ہے، باتیں کرتی ہے، جب میں غمگین ہوتا ہوں اور تھک جاتا ہوں تو میری تھکاوٹ اور غم کو دور کر دیتی ہے۔" پیغمبرِ خداؐ نے فرمایا۔ "یہ عورت خدائی کارندوں میں سے ہے، فرشتہ ہے اور اس کا ثواب بھی فرشتے کی طرح ہے اور اس کا عمل بہت قیمتی ہے۔"

﴿وسائل الشیعہ۔ ج ۱۴ ص ۲۳﴾

Presented by www.ziaraat.com

شادی شدہ افراد کے فضائل

خداوندِ متعال نے قرآن مجید میں اور معصوم پیشواؤں نے اپنے ارشادات میں شادی کی جانب ترغیب اور تشویق دلائی ہے، چنانچہ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل ہے کہ

''قیامت کے دن تین گروہ عرشِ خدا کے سائے کے نیچے ہوں گے،
ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو کسی لڑکے کی شادی کرادے۔''

﴿درس اخلاق، آیت اللہ حسین مظاہری﴾

امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''قیامت کے دن خداوندِ عالم اُس شخص کو رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور وہ دوسروں کی شفاعت کرے گا، جس کی بیٹی کسی لڑکے سے شادی کرتی ہے یا بیٹا کسی لڑکی سے شادی کرتا ہے۔''

﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴ص ۲۸﴾

۲۔ پیغمبرِ اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں۔

''رِذَالُ مَوْتَاکُمُ الْعُزَّابُ''

''سب سے پست ترین شخص وہ ہے جو بغیر شادی کے مرجائے۔''

Presented by www.ziaraat.com

﴿وسائل الشیعہ ج۱۶ ص۲۹﴾

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں

"الرَّكعَتانِ يُصَلِّيهَا رَجُلٌ مُتَزَوِّجٌ اَفضَلُ مِنْ رَجُلٍ اَعْزَبَ يقومُ لَيْلَهُ وَ يَصُومُ نَهَارَهُ"

"شادی شدہ شخص کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ شخص کی رات بھر عبادت اور دن کے روزے سے افضل ہے۔"

﴿وسائل الشیعہ: ج۱۴ ص۷۷﴾

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جدِّ نامدارؐ نے فرمایا۔

"مَنْ تَزَوَّجَ اَحْرَزَ نِصفَ دِيْنِهٖ"

"جو شخص شادی کرے اُس نے شادی کے ذریعے نصف دین محفوظ کرلیا۔"

﴿وسائل الشیعہ: ج۱۴ ص۵﴾

اور دوسری حدیث میں ہے:

"فليتّق اللّه فى النّصف الآخر او الباقى"

تو اسے چاہیے کہ دوسرے نصف یا بقیہ نصف کے بارے میں اللہ سے ڈرے

(وسائل الشیعہ، ج۱۴ ص۵)

Presented by www.ziaraat.com

شادی میں والدین کی اجازت

احادیث وتعلیماتِ اہل بیت علیہم السلام کے پیش نظر ایک طرف تو لڑکیاں اپنی شادی کے متعلق فیصلہ کرنے میں آزاد اور خود مختار ہیں اور دوسری طرف دوشیزاؤں کے عقد کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ناتجربہ کار لڑکیاں جو سراسر پاکیزہ جذبات اور پُر خلوص احساسات رکھتی ہیں اور انہوں نے ابھی تک ہوس پرست مردوں کی چالوں کو نہیں پہچانا ہے اور وہ اسی وجہ سے اپنی حقیقی خوش بختی اور بھلائی کو تباہ و برباد کر بیٹھتی ہیں، لہٰذا اسلام نے بچیوں کے لیے اسے بنیادی شرط قرار دیا ہے تاکہ احتمالی نقصانات کا سد باب کیا جاسکے، لیکن اگر ایسی علامات پائی جائیں جن سے پتا چلے کہ باپ اپنی بیٹی کی بہتری اور بھلائی کو مد نظر نہیں رکھ رہا ہے، تو ایسی صورت میں شریعت کی طرف سے ولی کی اجازت کا حق ساقط ہو جاتا ہے، البتہ اذن ولی کا یہ قاعدہ لڑکے اور لڑکی کے بہتر مستقبل کے لیے قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ ولی، سرپرست اور والدین تجربات کی دنیا سے گزر چکے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ لوگ اس نوجوان کی نسبت جو شاید اپنی زندگی کا فیصلہ جذباتی طور پر کر رہا ہو، بہتر فیصلہ یا مشورہ دے سکتے ہیں۔ چونکہ سورۂ نور کی ۳۲ ویں آیت میں بھی بزرگوں اور والدین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے بچوں اور ماتحت افراد کی شادی کا اہتمام کریں یا اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ: "اگر جہاد اور دشمن خدا سے لڑائی آپ کے دروازے کے قریب لڑی جائے تو بھی اپنے

Presented by www.ziaraat.com

والدین کی اجازت کے بغیر اس میں شرکت نہ کیجیے"۔

﴿کنز العمال: ج ۴، ص ۳۵۶﴾

روایات وغیرہ اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ بزرگوں کے تجربات نا تجربہ کار نوجوان کے حق میں بہتر ثابت ہو سکتے ہیں۔

والدین سے گزارش ہے!

☆ اپنی اولاد کی ہم سفرِ زندگی کے انتخاب میں رہنمائی ضرور کریں، مگر مصداق تلاش کرنے میں انہیں آزاد چھوڑ دیں تا کہ وہ اپنی زندگی میں خود بھی ذمہ داری محسوس کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

مثالی شادیاں

بنیادی طور پر پسند اور ناپسند یا انتخاب کا دارومدار عقل و شعور پر منحصر ہے، جب کہ یہ بات واضح ہے کہ عقل و شعور کی پختگی میں تجربات اور علم کو دخل حاصل ہے۔ قرآن مجید میں جن شادیوں کا ذکر ہوا ہے، ان میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت صفورہ کی شادی ہے۔ دوسری حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت زلیخا کی شادی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت بلقیس کا تذکرہ ہے، اسی طرح حضرت رسول اکرمؐ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام، حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اور حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام، حضرت زینب علیہا السلام اور حضرت عبد اللہ علیہ السلام اور آئمہ علیہم السلام کی امہاتِ آئمہ علیہم السلام کے ساتھ شادیاں مثالی اور قابلِ پیروی ہیں۔ اگرچہ جب کسی کامیاب جوڑے کا ذکر کیا جائے تو اس میں میاں اور بیوی دونوں کا ذکر ضروری ہوتا ہے، لیکن یہاں صرف ازواجِ مطہرات کا تذکرہ اس لیے ہے کہ خود آئمہ معصومین علیہ السلام سے متعلق معلومات کتابوں میں موجود ہیں، جبکہ ازواج سے متعلق بیان عام نہیں ہے جسے یہاں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت محمد مصطفیٰ ؐ

و

حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؑ

سیّدہ خدیجہ بنتِ خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر

اس طرح حضرت خدیجہ علیہا السلام کا نسب اپنے جدِّ اکبر (قصی) تک پہنچ کر حضرت نبی اعظم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

حضرت سیّدہ خدیجہ علیہا السلام کے بلند مرتبے پر دلالت کرتے ہوئے ہم اُن کی بعض صفات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱۔ ابی الحسن الاوّل علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اُن کو چن لیا اور انہیں اپنی اُن منتخب کردہ خواتین میں سے قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے چار عورتوں کو چنا، ''مریم، آسیہ، خدیجہ اور فاطمہ علیہم السلام۔''

﴿الخصال: ج ۱ ص ۲۲۵ باب ۵۸﴾

۲۔ آپ علیہا السلام ہی وہ سب سے پہلی خاتون ہیں، جو رسولؐ اللہ پر ایمان لائیں اور اسلام قبول فرمایا اور آپ علیہا السلام ہی وہ سب سے پہلی خاتون ہیں، جنہوں نے آنحضرتؐ

Presented by www.ziaraat.com

کی اقتدا میں سب سے پہلے نماز پڑھی۔

﴿مستدرک الوسائل: ج۶ ص۴۵۵ باب ۴ ح ۷۲۲﴾

۳۔ اللہ تعالیٰ نے بی بی کو خاص طور پر سلام بھیجا، یہ چیز اس بات کی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بی بی کی کیا عظمت اور کیا تقدّس ہے کہ آپ علیہا السلام ہی کی ذات کو سلام کے لیے مخصوص فرمایا۔

حدیث شریف میں آیا ہے، جبرائیل علیہ السلام نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کے بارے میں پوچھا، لیکن آپؐ نے بی بی کو وہاں نہ پایا، عرض کی جب وہ تشریف لائیں تو اُن سے کہیے گا کہ ان کا رب انہیں سلام کہتا ہے۔

﴿روضۃ الواعظین: ج۲ ص۲۶۹ مجلس فی مناقب آل محمدؐ﴾

ایک بوڑھی عورت رسولؐ اللہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ آپؐ نے اس پر بڑی مہربانی فرمائی، جب وہ واپس چلی گئی تو حضرت عائشہ نے آنحضرتؐ سے اُس کے بارے میں پوچھا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''یہ خدیجہ علیہا السلام کے زمانے میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور ماضی کی اچھی یاد کو زندہ رکھنا ایمان کا حصّہ ہے۔''

﴿بحار الانوار: ج۱۶ ص۸﴾

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا: ''ایک دن نبی اکرمؐ نے اپنی بیویوں کے پاس حضرت خدیجہ علیہا السلام کو یاد کیا اور رو دیے، حضرت عائشہ نے پوچھا، بنی اسد کی بوڑھیوں میں سے اُس سرخ رنگ کی بوڑھی کے بارے میں کس شے نے آپؐ کو رلا دیا ہے؟

Presented by www.ziaraat.com

آپؐ نے فرمایا: ''اُس نے اُس وقت میری تصدیق کی جب تم لوگوں نے جھٹلایا، وہ اُس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب تم لوگوں نے انکار کیا اور اس نے مجھے اولاد عطا کی اور تم نے مجھے محروم رکھا۔''

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں ''حضرت خدیجہ علیہا السلام'' کے ذکر سے نبی اکرمؐ کا تقرّب حاصل کرتی تھی۔ ﴿بحارالانوار: ج۱۶ ص۸﴾

سب عورتوں سے افضل :

حضرت امیرالمومنین امام علی علیہ السلام سے روایت ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''تمام عورتوں سے افضل خدیجہ علیہا السلام ہیں اور (اپنے زمانے) کی عورتوں سے مریم علیہا السلام افضل ہیں۔''

ابن عباس علیہ السلام سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: ''جنت کی عورتوں میں سے سب سے افضل عورتیں:

۱۔ مریم علیہا السلام بنتِ عمران
۲۔ خدیجہ علیہا السلام بنتِ خویلد
۳۔ فاطمہ علیہا السلام بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴۔ زوجہ فرعون آسیہ علیہا السلام بنتِ مزاحم

﴿الخصال: ج۱ ص۲۰۶ باب۴ حدیث۲۳﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت خدیجہ ؑ رسول ؐ اللہ

کا خیال رکھتی ہیں

جب جناب خدیجہ علیہا السلام نبی اکرم ؐ کے چچاؤں کے ساتھ معاہدہ کر چکیں اور اپنے تمام تر اموال اور جو کچھ ان کے پاس ہے، سب کچھ آپ ؐ کے اختیار میں دے چکیں تو پھر اپنے غلاموں کی طرف متوجہ ہو کر ان کو وصیّت کی اور ان کو آمادہ کیا کہ وہ پورے سفر اور گھر میں آپ ؐ کی خدمت اور اطاعت کریں۔ یہی وہ پہلو ہے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بی بی علیہا السلام کو نبی اکرم ؐ کی کتنی معرفت تھی۔

مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ جب عبد المطلب علیہ السلام کے بیٹے نکلے اور سفر کا آغاز کرنے لگے تو جناب خدیجہ علیہا السلام نبی اکرم ؐ کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا، کیا آپ ؐ کے پاس اس لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہیں؟ یہ تو سفر کے قابل نہیں۔

فرمایا: ''میرے پاس اس کے علاوہ کوئی بھی لباس نہیں۔''

جناب خدیجہ علیہا السلام رو پڑیں اور کہا: ''میرے پاس اس سفر کے قابل لباس موجود ہے، لیکن وہ لمبا ہے آپ ؐ انتظار کریں تو اس کو آپ ؐ کے لیے چھوٹا کروا دوں۔''

نبی اکرم ؐ نے وہ لباس قبول کر لیا، لیکن آپ ؐ نے چھوٹا لباس پہنا تو وہ لمبا ہو گیا اور جب لمبا لباس زیب تن فرمایا تو وہ چھوٹا ہو گیا، گویا کہ وہ تیار ہی آپ ؐ کے لیے کیا گیا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

بی بی آپؐ کے لیے دو قباطی مصری لباس ایک عدنی جبّہ، ایک یمنی چادر، عراقی عمامہ، چمڑے کے دو موزے اور خیزراں (بانس) کی چھڑی لے آئیں۔ نبی اکرمؐ نے وہ لباس زیب تن فرمایا اور جب آپؐ نکلے تو ایسے محسوس ہُوا جیسے بدرِ کامل، چودھویں کا چاند طلوع ہو۔

جنابِ سیّدہ خدیجہ علیہا السلام نے پھر آنحضرتؐ سے پوچھا: "کیا آپؐ کے پاس سوار ہونے کے لیے سواری ہے؟

فرمایا: "جب تھک جاؤں گا سوار ہو جاؤں گا یعنی مجھے اونٹ چاہیے۔"

بی بی نے کہا نہیں ان اموال کے علاوہ۔

پھر اپنے غلام میسرہ سے کہا میری "صہباء" اونٹنی لاؤ تا کہ آپؐ اس پر سوار ہوں میسرہ وہ اونٹنی لائے جس پر تکان اور درد سوار کے قریب تک نہیں آتا تھا۔

پھر بی بی علیہا السلام نے اپنے دونوں غلاموں میسرہ اور ناصح کی طرف متوجہ ہو کر دونوں سے فرمایا، دونوں غور سے سن لو اور جان لو، میں تمہارے ساتھ اپنے اموال کے امین کو بھیج رہی ہوں۔ وہ قریش کے سردار ہیں، ان کے کسی حکم کی مخالفت نہ کرنا، اگر وہ مال بیچنا چاہیں منع نہ کرنا اور اگر نہ بیچیں انہیں پریشان نہ کرنا، تم دونوں ان کے ساتھ انتہائی مؤدّب ہو کر نرمی سے گفتگو کرنا، ان کے کلام سے تمہاری آواز بلند نہ ہو۔

میسرہ نے کہا، اللہ کی قسم میری مالکہ! میرے دل میں عرصۂ دراز سے محمدؐ کی محبت بہت زیادہ تھی اور آپ کی ان سے محبت نے اس میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

پھر نبی اکرمؐ نے خدیجہؑ کو الوداع کیا، سواری پر سوار ہوئے اور نکل گئے۔ میسرہ اور ناصح دونوں آپؐ کے آگے آگے تھے۔

﴿بحارالانوار: ج۱۶ص ۲۸﴾

نبی اکرمؐ سے شادی کا مطالبہ

جناب خدیجہؑ اہل مکہ کے دین پر نہیں تھیں۔ بلکہ آپ ابراہیمؑ خلیل اللہ کے دین پر ایمان رکھتی تھیں اور ان کی ہمیشہ سے یہ شدید خواہش تھی کہ وہ نبی اکرمؐ کی زوجہ بن کر بہت بڑے شرف کی مالک بن جائیں۔

تاریخ میں موجود ہے کہ بی بی نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا کہ اٹھو اور اپنے چچاؤں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ میرے باپ سے آپ سے شادی کے لیے مجھے طلب کریں۔

نبی اکرمؐ جناب خدیجہؑ کے پاس سے نکلے اور اپنے چچا حضرت ابو طالبؑ کی خدمت میں اس حالت میں تشریف لائے کہ آپؐ کے چہرے پر خوشی نمایاں تھی، آپؐ نے اپنے چچاؤں کو اکٹھا بیٹھے ہوئے دیکھا۔

حضرت ابو طالبؑ نے آپؐ کی طرف دیکھا اور کہا اے بھتیجے، آپ کو مبارک ہو، جو کچھ خدیجہؑ نے آپ کو عطا کیا ہے، آپ کا اُس کے بارے میں کیا خیال ہے کہ اُس نے آپ کو اپنی عطا سے مالا مال کر دیا ہے؟

Presented by www.ziaraat.com

رسولؐ اللہ نے فرمایا: ''چچا جان مجھے آپ سے کام ہے۔''

آپ علیہ السلام نے پوچھا، کیا کام ہے؟

آپ ؐ نے فرمایا، ''آپ علیہ السلام اور میرے سبھی چچا ابھی اٹھیں اور خویلد کے پاس جائیں اور اس سے میرے لیے خدیجہ علیہا السلام کا رشتہ مانگیں۔'' نبی اکرمؐ کے چچاؤں میں اختلاف ہو گیا، بعض نے تائید کی اور بعض نے مخالفت۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا۔ ''اے میرے چچاؤں، بات کو لمبا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اُٹھیں اور خدیجہ علیہا السلام کے والد سے خدیجہ علیہا السلام کا میرے لیے رشتہ مانگیں۔ خدیجہ علیہا السلام کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں آپ نہیں جانتے۔

﴿بحار الانوار: ج ۱۶ ص ۳۶﴾

جنابِ صفیہؑ رسولؐ اللہ کے لیے رشتہ مانگتی ہیں:

جب جناب صفیہ علیہا السلام رسولؐ اللہ کی پھوپھی کو یہ پتا چلا کہ نبی اکرمؐ سیّدہ خدیجہ علیہا السلام سے شادی کے خواہش مند ہیں اور انہیں یہ بھی پتا چلا کہ جناب سیّدہ خدیجہ علیہا السلام اپنے آپ کو ان کی خدمت میں پیش کر چکی ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس خبر کی سچائی کا اطمینان کر لیں، کیوں کہ وہ جانتی تھیں کہ جناب سیّدہ خدیجہ علیہا السلام قریش کے بڑے بڑے سرداروں کے بہت سے رشتے ٹھکرا چکی تھیں۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں خدیجہ علیہا السلام اس منگنی کے لیے تیار نہ ہوں، لہٰذا جناب صفیہ علیہا السلام نے نبی اکرمؐ کے چچاؤں سے یہ کہا، میں ابھی

Presented by www.ziaraat.com

خدیجہ علیہا السلام کے پاس جاتی ہوں اور پھر تمہیں حقیقت بیان کروں گی۔

جناب صفیہ علیہا السلام خدیجہ علیہا السلام کے گھر چلیں، راستے میں جناب خدیجہ علیہا السلام کی بعض کنیزوں سے ملاقات ہوگئی، وہ جلدی سے گھر گئیں اور جناب خدیجہ علیہا السلام کو ان کی آمد کی خبر دی۔

جناب سیّدہ خدیجہؑ جو سونا چاہتی تھیں، اٹھیں اور جناب صفیہؑ کے لیے جگہ تیار کرنے لگیں۔

جناب صفیہ علیہا السلام نے دروازے پر دستک دی، دروازہ کھولا اور جناب خدیجہؑ کے پاس تشریف لائیں۔ جناب خدیجہ علیہا السلام ان کی آمد پر بہت زیادہ خوش ہوئیں، جناب صفیہ نے کہا، اے خدیجہ علیہا السلام میں تیرے پاس ایک بات پوچھنے آئی ہوں، کیا وہ صحیح ہے کہ نہیں؟

جناب خدیجہ علیہا السلام نے کہا: ''وہ خبر صحیح ہے، اگر آپؑ اس کو پوشیدہ رکھنا چاہیں یا ظاہر کرنا چاہیں آپؑ کو اختیار ہے اور میں نے محمدؐ کے ساتھ شادی کا ارادہ کیا ہے، میں ہی اس کا حق مہر دوں گی کیوں کہ میں جانتی ہوں کہ اسے آسمانوں کے پروردگار کی تائید حاصل ہے۔''

جناب صفیہ علیہا السلام ان کی یہ بات سن کر مسکرائیں۔

جب جناب صفیہ علیہا السلام نے گھر سے جانے کا ارادہ کیا تو ان سے جناب خدیجہ علیہا السلام نے کہا، تھوڑی دیر انتظار کرو اور کہا، اے صفیہ، اللہ کے لیے میری اس خواہش کو پورا کرنے میں میری مدد کرو۔

جناب صفیہ علیہا السلام نبی اکرمؐ کے چچاؤں کی طرف لوٹ آئیں اور کہا، اے میرے

Presented by www.ziaraat.com

بھائیو، اگر تم کھڑے ہو تو چل پڑو، خدا کی قسم وہ تمہارے بھائی کے بیٹے محمدؐ کو چاہتی ہیں۔ یہ سن کر وہ سبھی بہت خوش ہوئے۔

﴿بحار الانوار: ج۱۶ص ۵۷﴾

صفیہ علیہا السلام واپس لوٹیں اور انہوں نے نبی اکرمؐ کے چچاؤں کو یہ خبر دی کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام رسول اکرمؐ سے شادی کرنے کی خواہش مند ہیں تو حضرت ابو طالب علیہ السلام رسولؐ اللہ کے پاس گئے، انہیں خوبصورت فاخرہ لباس پہنایا، پہلو میں تلوار آویزاں کی، انہیں گھوڑے پر سوار کیا، اُن کے چچاؤں نے انہیں چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے لیا اور پھر چل دیے، یہاں تک کہ خویلد کے گھر پہنچے، کنیزیں جلدی سے خویلد کی خدمت میں پہنچیں۔

جب خویلد نے بنی ہاشم کو دیکھا تو کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ حضرت ابو طالبؑ نے خویلد سے کہا، اے خویلد، ہم تیرے پاس ایک حاجت لے کر آئے ہیں اور تُو اپنے ساتھ ہماری قرابت داری کو جانتا ہے۔ ہم اس حرم میں ایک باپ کے دو بیٹے ہیں، ہم تیرے پاس اپنے سردار کے لیے تیری بیٹی کا رشتہ مانگنے آئے ہیں اور ہم اس کا رشتہ چاہتے ہیں۔

خویلد نے کہا، کس کے لیے رشتہ چاہتے ہو اور میری کس بیٹی کا رشتہ مانگتے ہو۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا، "ہمارا دولہا بھتیجا محمدؐ ہے اور ہم تجھ سے تیری بیٹی خدیجہ علیہا السلام کا رشتہ مانگتے ہیں۔"

Presented by www.ziaraat.com

جب خویلد نے یہ سنا، اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور اس نے کہا، خدا کی قسم، تمہاری عظمت کے لیے تو یہی کافی ہے کہ تم ساری مخلوق میں ہم سب سے زیادہ صاحبِ عزّت ہو، لیکن خدیجہؑ اپنے نفس کی خود مالک ہے اور عقل و شعور کے اعتبار سے بھی وہ مجھ سے زیادہ عقل مند ہے۔

﴿بحار الانوار: ج۱۶ص ۵۹﴾

ورقہ خدیجہ علیہا السلام کو نبی اکرمؐ سے شادی کے لیے آمادہ کرتا ہے۔

جناب سیّدہ خدیجہ علیہا السلام اپنے چچا ورقہ بن نوفل کو بہت مقدّس جانتی تھیں اور ان کی ہر رائے کا احترام کرتیں، جیسا کہ تاریخ میں مذکور ہے، وہ اپنے مشکل ترین معاملات میں اُنہی سے مشورہ کیا کرتیں۔

تاریخ میں ذکر ہوا ہے کہ جب جناب خدیجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کرنے کے لیے آمادہ ہوئیں اور ورقہ کو اس صورتِ حال کا علم ہُوا، جو نبیِ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات و واقعات سے آگاہ تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ ایسی ایک عورت سے شادی کرے گا جو اپنی قوم کی سردار ہوگی، لہٰذا اس نے خدیجہ علیہا السلام کو اس شادی کی طرف رغبت دلاتے ہوئے نبیِ اکرمؐ کے فضائل کو بیان کیا اور انہیں اس عورت کی عظمت اور تقدّس کو بڑی تفصیل سے بیان کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہوں گی۔

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں نقل کرتے ہیں کہ خدیجہ علیہا السلام کا ایک چچا تھا جس کو ورقہ کہتے تھے، اس نے ساری کتابیں پڑھ رکھی تھیں اور بڑے عالم تھے، وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Presented by www.ziaraat.com

کی صفات کو جانتے تھے، ان صفات میں ایک صفت یہ بھی تھی کہ وہ قریش کی ایک سردار عورت سے شادی کریں گے، جو اپنا سارا مال ان پر خرچ کرے گی اور اپنے نفس کو ان کے حوالے کر دے گی اور ان کے تمام امور میں مدد کرے گی، ورقہ یہ جانتے تھے کہ مکے میں خدیجہ علیہا السلام سے بڑھ کر کوئی مالدار عورت نہیں، لہٰذا ورقہ کو یہ امید تھی کہ اس کی بھتیجی خدیجہ علیہا السلام اس آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی کی شریکِ حیات بنے گی، لہٰذا وہ ان سے کہا کرتے تھے کہ اے خدیجہ علیہا السلام تو عنقریب ایک ایسے شخص سے ملے گی، جو زمین و آسمان میں رہنے والی تمام مخلوق سے افضل ہوں گے۔

﴿بحار الانوار: ج ۱۶ ص ۲۱﴾

جناب سیّدہ خدیجہؑ کا حق مہر:

جنابِ خدیجہ علیہا السلام بڑی عظمت والی بی بی تھیں، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت اُن کی قدر و منزلت اور اُن کے بلند و بالا مقام سے اچھی طرح آگاہ تھیں، لہٰذا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کرنے کے لیے قیمتی سے قیمتی شے خرچ کرنے کو تیار تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق مہر بھی خود ادا کیا، جب کہ وہ عرب کے بڑے بڑے سرداروں اور شخصیات کے رشتوں کو ٹھکرا چکی تھیں۔

جنابِ خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں سب اکٹھے ہوئے، جنابِ سیّدہ خدیجہ علیہا السلام نے چار ہزار دینار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھجوائے اور کہا کہ وہ اپنے چچا عباس علیہ السلام کو دے

Presented by www.ziaraat.com

کر بھیجیں تا کہ وہ میرے بابا تک پہنچائیں۔ اس مال کے ساتھ ایک انتہائی قیمتی خلعت بھی بھیجی۔ پس عباسؑ اور ابو طالبؑ سارے کے سارے خدیجہؑ کے گھر کی طرف گئے اور خلعت پہنائی۔

﴿بحار الانوار: ج۱۶ ص ۷۰﴾

حضرت ابو طالبؑ کھڑے ہوئے اور ایک انتہائی فصیح و بلیغ اور خوبصورت خطبہ دیا۔ مؤرخین نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جیسے من لایحضرہ الفقیہ

﴿ج ۳ ص ۳۹۷ باب الولی وشھو دوالخطبہ والصداق حدیث ۴۳۹۸﴾

اور اس طرح یہ مبارک ترین شادی مکمل ہوئی۔

جناب سیّدہ خدیجہؑ کی اولاد:

رسول اللہ ﷺ کی ساری اولاد جناب سیّدہ خدیجہؑ کے بطن سے تھی، سوائے جناب ابراہیمؑ کے جو ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے، جو مدینہ منورہ میں ہی پیدا ہوئے اور ایک سال دس مہینے آٹھ دن زندہ رہے، مدینہ منورہ ہی میں ان کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

﴿مناقبِ آل ابی طالبؑ ج ۱ ص ۱۶۱﴾

جناب سیّدہ خدیجہؑ کے بطن مبارک سے دو بیٹے پیدا ہوئے، جن کے نام طیّبؑ اور قاسمؑ تھے۔ دونوں مکہ مکرّمہ میں بچپن میں ہی وفات پا گئے اور آپؑ

Presented by www.ziaraat.com

کے بطن مبارک سے ایک بیٹی جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام متولد ہوئیں، جن کی بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد مظلومیت کی حالت میں شہادت واقع ہوئی اور اہلِ بیت علیہم السلام میں سے سب سے پہلی جناب سیّدہ علیہا السلام تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل مُبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِنہی پیاری بیٹی سے چلی، جو تا قیامِ قیامت جاری وساری رہے گی۔

جناب سیّدہ خدیجہؑ کی وفات:

اُمّ المومنین حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ہجرت سے تین سال پہلے مکّہ مکرمہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی رحلت پر بہت زیادہ غم اور حزن کا اظہار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں جنت میں مقام کی بشارت دی تھی، جب بی بی علیہا السلام کا وقتِ وفات قریب آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی علیہا السلام کے پاس تشریف لائے اور کہا، میں تمہیں تکلیف میں دیکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کے بدلے میں خیر اور بھلائی قرار دی ہے۔

جب بی بی علیہا السلام کو دفن کرنے کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود قبر میں داخل ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں دفن کیا۔ (حجون مکّہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے اور یہاں پر وہ قبرستان ہے، جس میں بی بی علیہا السلام دفن ہیں)

﴿بحارالانوار: ج ۱۸ ص ۹۷﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرتِ ابو طالبؑ

اور

حضرتِ فاطمہؑ بنتِ اسدؑ

آپؑ کا نام سیّدہ فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام آپ کے والد گرامی اُسد ابن ہاشم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ جب لوگ رسمِ نکاح، شادی اور دونوں دولہا، دلہن کی رخصتی کے لیے آئے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کہا:

''سب تعریفیں عالمین کے پروردگار کے لیے ہیں، جو عرشِ عظیم کا پروردگار ہے، جو مقامِ ابراہیمؑ، مشعر الحرام اور حطیم کا پروردگار ہے، جس نے ہمیں سرداریِ کعبہ کی دربانی اور خدمت، انتہائی بلند مقامِ دوستی اور اپنی حجّت کی خاطر سرداری (جو ہر قسم کی خیانت، شک، تکلیف اور عیب سے پاک و پاکیزہ ہے) کے لیے منتخب فرمایا، جس نے ہمارے لیے مشاعر کو قائم کیا اور ہمیں تمام قبیلوں پر فضیلت عطا فرمائی، اس نے ہمیں آل ابراہیمؑ میں سے چن لیا اور حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہمیں قرار دیا۔''

Presented by www.ziaraat.com

پھر کہا: ''میں فاطمہ بنتِ اسدؑ سے شادی کرتا ہوں، حق مہر ادا کرتا ہوں اور معاملہ نافذ کرتا ہوں، تم ان سے پوچھ لو اور گواہی دو۔ حضرت فاطمہؑ کے والد اسدؒ نے کہا۔ ہم نے اس کی آپؑ سے شادی کی اور ہم آپؑ سے راضی ہوئے، پھر لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔''

﴿مناقب آل ابی طالبؑ ج ۲ ص ۱۷۱﴾

اس کے بعد سیّدہ فاطمہ بنت اسدؑ کو ابو طالبؑ کے گھر پہنچا دیا گیا۔ وہ ابو طالبؑ جو مومن اور توحید پرست تھے، جنہوں نے شریعتِ حنیفہ کی بنیادوں کو قائم کیا، قرآن کریم کے ستونوں کو مضبوط کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کے لیے اپنی جان کو قربان کیا اور ہمیشہ اپنی حکمت، ثابت قدمی اور اپنی اولاد کے ساتھ کفر و شرک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرتے ہوئے اور شیطان کے حیلوں کو ناکام بناتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دفاع کرتے رہے۔ ان کی روح اور پاکیزہ بدن پر روزِ محشر دوبارہ زندہ ہونے تک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

حضرت فاطمہ بنتِ اسدؑ نے جناب ابو طالبؑ کے ساتھ زندگی گزارنا شروع کی۔ آپؑ نے گھر کے معاملات اور تمام تر مسائل، ذمّے داریوں کو صبر و صداقت، خلوص، انتہائی پاکیزہ سوچ، صاف دلی، انتہائی محبتِ ایمان اور پاکیزگی کے ساتھ پورا کیا۔ حضرت ابو طالبؑ سے آپ کے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں، جن کے نام درج ذیل ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۔ جناب طالب علیہ السلام

۲۔ جناب عقیل علیہ السلام

۳۔ جناب جعفر علیہ السلام

۴۔ جناب علی علیہ السلام

۵۔ جنابِ اُمّ ہانی علیہا السلام

۶۔ جناب جمانہ علیہا السلام

﴿اعلام الوریٰ: ص ۱۴۴﴾

حضرت فاطمہؑ بنتِ اسدؑ کا ایمان:

اس روایت اور دوسری روایت وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام، اللہ تعالیٰ عزّ وجل کی ذات پر یقین رکھتی تھیں، اللہ کی توحید پر یقین رکھتی تھیں، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی پیروکار تھیں، دوسرے زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی طرح آپ نے کبھی بھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ لہٰذا جب رسولؐ اللہ مبعوث بہ رسالت ہوئے تو آپؐ کی نبوت اور اسلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والی خواتین میں آپؑ کا شمار ہوتا ہے۔

حضرت فاطمہؑ بنتِ اسدؑ کی طہارت:

صاحبِ کتاب ریاحین الشریعہ: ج ۳، ص ۸ نے فصول المہمہ مؤلفہ ابنِ صباغ

Presented by www.ziaraat.com

مالکی کے حوالے سے نقل کیا ہے:

"اَلْوَلَدُ الطَّاهِرُ مِنَ النَّسْلِ الطَّاهِرِ وُلِدَ فِي مَوْضِعٍ طاهِرٍ فَأَيْنَ تُوْجَدُ بِهٰذِهِ الْكَرَامَةِ لِغَيْرِهِ"

"یعنی ایک پاکیزہ مولود پاکیزہ نسل سے جو موضع طاہر کعبہ میں پیدا ہوا ہو، پس اس کے بغیر کسی کے لیے ایسا شرف آیا ہے۔"

حضرت فاطمہؑ بنتِ اسدؑ کی وفات:

اس سیّدہ جلیلہ کے فضائل و مناقب کی جو روایات ہم تک پہنچی ہیں، ان میں سے چند ایک کا تذکرہ یہاں ضروری خیال کرتے ہیں، جو ان کے بلند و بالا اور رفیع مقام و منزلت کو اجاگر کرتی ہیں اور ان روایات میں سے ایک روایت اور خبر ان کی وفات سے متعلق ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا، حضرت علی علیہ السلام ایک دن روتے ہوئے رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے، "انا للہ و انا الیہ راجعون" ان سے رسولؐ خدا نے فرمایا: "اے علی علیہ السلام، خیریت تو ہے۔"

حضرت علی علیہ السلام نے بتایا، "یا رسولؐ اللہ، میری ماں فاطمہ بنتِ اسدؑ علیہا السلام فوت ہوگئی ہیں۔"

عبداللہ ابن عباسؓ نے بتایا یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رو پڑے اور پھر فرمایا۔ "اے علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ آپ کی ماں پر رحم فرمائے، وہ صرف آپؑ ہی کی ماں نہ تھیں، بلکہ وہ میری بھی ماں تھیں۔ یہ عمامہ لو اور میرے یہ دونوں لباس لو، ان دونوں کپڑوں میں

Presented by www.ziaraat.com

انہیں کفن پہناؤ اور عورتوں کو حکم دو کہ وہ ان کو بہترین طریقے سے غسل دیں اور اس وقت تک ان کا جنازہ نہ اٹھانا، یہاں تک کہ اُن کے آخری امور کو ادا کرنے کے لیے میں خود آ جاؤں۔

راوی کہتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد نبیِ اکرمؐ تشریف لے آئے۔ حضرت علی علیہ السلام کی والدہ کا جنازہ اٹھایا گیا، نبی اکرمؐ نے اُن کی ایسی نمازِ جنازہ پڑھی، جیسی اس سے پہلے کسی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی، پھر آپؐ نے ان پر چالیس تکبیریں کہیں پھر ان کی قبر میں اُترے اور اس میں خود لیٹ گئے، آپؐ کی نہ تو آواز سنی گئی اور نہ حرکت دیکھی گئی پھر فرمایا۔ ''اے علی علیہ السلام، جنازہ قبر میں اتار لیں، اے حسن علیہ السلام تم بھی اُترو۔'' دونوں باپ بیٹا قبر میں اترے، جب جنازہ لحد میں اتار چکے تو آپؐ نے فرمایا: ''اے علی علیہ السلام، باہر نکل آؤ۔'' وہ دونوں باہر نکل آئے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں اتنا جھکے، یہاں تک ان کے سر کے قریب ہو گئے۔ پھر فرمایا، ''اے فاطمہ علیہا السلام میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں۔ گھبرانا نہیں، جب منکر و نکیر تمہارے پاس آئیں اور تم سے پوچھیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو کہہ دینا، اللہ میرا رب ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں۔ اسلام میرا دین ہے۔ قرآن میری کتاب ہے اور میرا بیٹا میرا امام اور ولی ہے۔''

پھر آپؐ نے بتایا کہ: ''اسی بات پر ثابت اور پکی رہنا۔''

پھر آپؐ قبر سے باہر نکل آئے اور قبر کے اوپر پتھر جوڑے، پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں کے اوپر رکھ کر (قینچی کی طرح) کراس بنایا، پھر فرمایا: ''مجھے قسم ہے اُس

Presented by www.ziaraat.com

ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ فاطمہ علیہا السلام نے میرے دائیں ہاتھ کو بائیں کے ساتھ جُڑتا ہوا سُنا ہے۔"

عمار یاسرؓ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں، یارسولؐ اللہ، آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپؐ نے ان پر ایسی نماز جنازہ پڑھی ہے، جو اس سے پہلے کبھی کسی پر نہیں پڑھی گئی۔

آپؐ نے فرمایا، "اے ابا یقظان میری جانب سے (فاطمہ علیہا السلام) ایسے ہی عمل کی اہل تھیں، کیونکہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کی اولاد زیادہ تھی، ان کے پاس خیر کثیر تھا، جب کہ ہمارے پاس کم، تو فاطمہ بنتِ اسد علیہا السلام مجھے سیر کر کے کھلاتیں، جب کہ ان کو بھوکا رکھتیں، مجھے کپڑے پہناتیں، جب کہ ان کا لباس ویسے ہی رہنے دیتیں، میرے سر پر تیل لگاتیں، بال سنوارتیں، جب کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور پراگندہ رہتے۔"

پوچھا، یارسولؐ اللہ آپ نے ان پر چالیس تکبیریں کیوں پڑھیں؟ آپؐ نے فرمایا، "اے عمار میں نے جب دائیں جانب دیکھا تو فرشتوں کی چالیس صفیں کھڑی ہیں، لہٰذا میں نے ہر صف کے لیے ایک تکبیر پڑھی۔ پوچھا، یارسولؐ اللہ آپؐ ان کی قبر میں لیٹ گئے، آپؐ کی نہ تو آواز سنی گئی اور نہ ہی حرکت؟

فرمایا، "لوگ روزِ قیامت برہنہ محشور ہوں گے، اُس وقت تک اپنے پروردگار سے دُعا کرتا رہا کہ وہ حالتِ لباس میں محشور ہوں۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ میں اُس وقت تک اُن کی قبر سے باہر نہیں نکلا

Presented by www.ziaraat.com

جب تک میں نے خود دیکھ نہیں لیا کہ نور کے دو چراغ ان کے سرہانے، نور کے دو چراغ ان کے پاؤں کی جانب روشن ہو گئے اور دو فرشتے ان کی قبر پر مقرر کر دیے گئے، جو دونوں روزِ قیامت تک اُن کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔"

﴿بحار الانوار: ج ۳۰ ص ۷۰ ح ۴﴾

بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ پر ستّر تکبیر نماز جنازہ پڑھی، جو سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کی عظمت پر دلالت کرتی ہے، حدیث میں ہے جب جناب سیّدہ فاطمہ بنت اسد علیہا السلام کی رحلت ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر ستّر تکبیر نماز جنازہ پڑھی، پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں لحد میں اتارا...... یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے ان پر ستّر تکبیر نماز جنازہ اس لیے پڑھی تھی، کیونکہ ان پر فرشتوں کی ستّر صفوں نے نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔"

﴿مستدرک الوسائل: ج ۲ ص ۶ ح ۱۹۲۹﴾

جب عورتیں بی بی کے غسل و کفن سے فارغ ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے اور بی بی کا جنازہ اپنے کندھے پر اٹھایا اور اُس وقت تک جنازہ اٹھائے رکھا، یہاں تک کہ قبر کے قریب پہنچے، جنازہ رکھ کر آپؐ قبر میں اترے اور اس میں خود لیٹ گئے۔

پھر فرمایا: "مجھے پکڑاؤ، جسدِ مبارک پکڑا اور قبر میں لٹا دیا، پھر کافی دیر تک آپ کے اوپر جھکے رہے اور باتیں کرتے رہے، یہاں تک کہ بی بی سے فرمایا کہو۔ " ابنک ابنک " "تمہارا بیٹا تمہارا بیٹا تمہارا بیٹا" پھر باہر نکل آئے اور قبر کو بند کر دیا اور

Presented by www.ziaraat.com

پھر قبر کے اوپر جھک گئے، آپؐ کو کہتے ہوئے سنا گیا۔

"لا اله الّا اللّٰه انی استو دعها ایاك "

''سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں انہیں آپ ہی کے حوالے کر رہا ہوں۔''

مسلمانوں نے آپؐ سے پوچھا، ہم نے آپ کو آج ایسے کام کرتے دیکھا ہے جن میں سے کوئی بھی اس سے پہلے آپؐ نے انجام نہیں دیا۔

آپؐ نے فرمایا، آج میں نے ابو طالب علیہ السلام کے احسان کو کم کر دیا ہے، کیونکہ ان کے پاس جب بھی کوئی شے ہوتی تو اپنی اولاد اور اپنے آپ سے زیادہ مجھے اہمیت اور ترجیح دی جاتی تھی۔ میں نے روزِ قیامت کے بارے میں ذکر کیا کہ لوگ عریاں محشور ہوں گے تو بی بی نے کہا، ہائے افسوس! میں نے ضمانت دی کہ اللہ تعالیٰ اُن کو لباس میں ملبوس چھپا ہُوا محشور فرمائے گا۔ میں نے تنگیِ قبر کا ذکر کیا تو بی بی علیہا السلام نے کہا ہائے کمزوری، تو میں نے ضمانت دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے محفوظ رکھے گا، لہٰذا میں نے اپنی قمیص میں انہیں کفن پہنایا، اُن کی قبر میں خود لیٹا اور ان پر جھک کر تلقین پڑھی، جس کے بارے میں ان سے سوال ہونا تھا۔

اُن سے اُن کے رب کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا۔ اُن سے اُن کے رسول کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا۔ اُن سے اُن کے ولی کے بارے میں پوچھا گیا تو بی بی شرما گئیں تو میں نے کہا "ابنك ابنك ابنك " "تمہارا بیٹا، تمہارا

Presented by www.ziaraat.com

بیٹا، تمہارا بیٹا۔"

﴿الکافی ج ۱، ص ۴۵۳ بابِ مولا امیر المومنینؑ ح ۲، امہاتِ معصومینؑ ص ۱۵۳، ۱۸۳﴾

حضرت علیؑ کی جنابِ فاطمۃ الزہراءؑ سے شادی

حضرت علی علیہ السلام، حضرت رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ دیر گفتگو کے بعد فرمایا: "یا رسولؐ اللہ آپ دنیا اور آخرت میں میری پناہ گاہ ہیں اے اللہ کے رسولؐ اتنی مہربانیوں کے ساتھ آپؐ کی جانب سے ایک اور تعاون چاہتا ہوں کہ میں اپنا گھر تشکیل دوں تاکہ اپنی زوجہ اور اہلِ خانہ کے ساتھ اچھی زندگی گزار سکوں، اے اللہ کے رسولؐ، آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام سے میرا عقد فرمادیں

حضرت اُمِّ سلمہ علیہا السلام کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اکرمؐ کے رخسار خوشی کے مارے سرخ ہوگئے، پھر امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: "اے ابوالحسن علیہ السلام کیا تمہارے پاس کچھ ہے تاکہ میں فاطمۃُ الزّہرا علیہا السلام سے تمہارا عقد کردوں؟" حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا، آپؐ تو میرے بارے میں خوب جانتے ہیں کہ میں ایک تلوار، ایک زرہ اور ایک اونٹ جس کے ذریعے پانی کھینچتا ہوں، کے علاوہ کچھ اور نہیں رکھتا ہوں۔" رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "اے علی علیہ السلام، تلوار کی تمہیں ضرورت ہے اور اونٹ بھی اس لیے ضروری ہے کہ درختوں کی سیرابی کے لیے پانی کھینچنا ہوتا ہے، جبکہ وہ سفر میں بھی کام آتا ہے، لیکن زرہ ایک ایسی چیز ہے جس کے عوض فاطمہؑ

Presented by www.ziaraat.com

الزّہراؑ کا عقد تمہارے ساتھ کر دیتا ہوں۔''

﴿بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۲۶﴾

حضرتِ علی علیہ السلام کا خطبہ

اسی عقد اور نکاح کی پاکیزہ محفل میں حضرت رسولِ خداؐ نے ایک انتہائی عظیم خطبہ صادر فرمایا اور پھر حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ اب تم خطبہ پڑھو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا،

''سب تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنی حمد کرنے والے کو قریب کیا اور اپنے سے سوال کرنے والے کو نزدیک کیا اور اپنی ذات سے ڈرنے والے کو جنت کا وعدہ دیا اور اپنی نافرمانی کرنے والے کو جہنم سے ڈرایا۔ ہم اُس کے قدیم احسانات اور نعمتوں پر اُس کی حمد کرتے ہیں۔ حمد اس کی طرف سے جو اُسے خلق اور پیدا کرنے والا جانتا ہے۔ ہم اُسی سے مدد مانگتے ہیں اور اُسی کی ذات سے ہدایت چاہتے ہیں، ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور اُسی کو کافی جانتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جو اُس تک پہنچے اور وہ اس سے راضی ہو اور گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد اور رسولؐ ہیں، ان پر ایسا درود جو لگاتار ہو، جو ان کے درجات کو بلند کرنے اور اُن کو

Presented by www.ziaraat.com

چننے کا سبب بنا اور نکاح اللہ تعالیٰ کا امر ہے اور وہ اُس پر راضی ہے اور ہمارا جمع ہونا اس وجہ سے ہوا کہ اُس نے ہمارے لیے اسے مقدر کیا اور اس میں ہمیں اذن دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں، جنھوں نے اپنی بیٹی کی پانچ سو درہم حق مہر کے بدلے میرے ساتھ شادی کی ہے، میں اس پر راضی ہوں اور اُس ذات سے سوال کرتا ہوں اور گواہ رہوں گا۔"

﴿امہاتِ المعصومینؑ۔ ص ۲۵۴، ترجمہ: ڈاکٹر محمد حسین اکبر﴾

حضرت فاطمۃ الزہراؑ

اور

حضرت علیؑ کی شادی

کچھ پیغامات:

☆معصومۂ عالم سلام اللہ علیہا کا عقد ماہ رجب میں ہوا لیکن رخصتی کو ماہ ذی الحجہ تک معطل رکھا گیا اور ۲ھ کے ماہ ذی الحجہ میں شہزادی کو شوہر کے گھر کی طرف رخصت کیا گیا اور بعض حضرات کے بیان کے مطابق بی بی علیہا السلام کی رخصتی عقد کے ایک ماہ بعد ہے۔

جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ نئی زندگی میں قدم رکھنے کے لیے عورت کی زندگی کے ابتدائی مراحل کو اپنے گھر میں انجام پانا چاہیے، جہاں اسے کسی طرح کی

Presented by www.ziaraat.com

وحشت کا سامنا نہیں ہوتا ہے اور ازدواجی زندگی کا آغاز سسرال کے وحشت کدہ سے نہیں ہوتا ہے، جہاں ایک عورت زندگی کی پہلی منزل میں ہزار طرح کی وحشت اور دہشت کا شکار رہتی ہے۔

ہمارے ملک کا ماحول سیرت معصومین علیہم السلام کو مکمل طور پر اپنانے کی اجازت دیتا اور ایک عورت کے ساتھ جانے اور صبح سویرے واپس لانے کے بجائے اگر عورت اور شوہر کی ملاقات خود عورت کے گھر میں ہو جاتی تو شاید زندگی ہزاروں گنا زیادہ خوشگوار ہوتی اور عورت کسی طرح کی دہشت اور وحشت کا شکار نہ ہوتی۔

البتہ اس نکتے کو سمجھنے کے لیے تقلید آباء اور پابندی رسم و رواج سے بڑی حد تک آزاد ہونے کی ضرورت ہے جس کا بظاہر کوئی امکان نہیں ہے۔

☆ رسول اکرمؐ نے اپنی دخترِ نیک اختر کو نہایت درجہ مختصر سامان جہیز دیا اور وہ بھی شوہر کے دیے ہوئے مہر میں سے خرید کر اور صرف وہ سامان جو دونوں کی مشترکہ ضروریات میں شامل تھا جس میں نہ شوہر کی مخصوص سواری کا ذکر تھا اور نہ اس کی مخصوص گھڑی کا، لیکن ہمارے معاشرے نے اس نظام کو بھی یکسر منقلب کر دیا اور جہیز مہر سے بالکل الگ ہو گیا اور اس کا سارا زور صرف شوہر کی ضروریات پر صرف ہونے لگا۔

☆ مولائے کائنات علیہ السلام کے بیت الشرف میں آنے کے بعد زندگی کا یہ عملی معاہدہ سامنے آیا کہ گھر کے اندر کا کام صدیقہ طاہرہ علیہا السلام انجام دیں گی اور باہر کا کام مولائے کائنات علیہ السلام انجام دیں گے۔ ایسا نہیں ہوگا کہ باہر سامان کی خریداری، سماجی تعلقات کی

Presented by www.ziaraat.com

پاسداری کا کام زوجہ انجام دے گی اور بچوں کے کھلانے کا کام شوہر انجام دے گا جو ہمارے ترقی یافتہ سماج کا طرۂ امتیاز ہے۔

☆ واضح رہے کہ مولائے کائنات علیہ السلام کے ولیمے میں مختلف صحابہ کرام نے بھی حصہ لیا تھا۔ سعد نے دنبہ فراہم کیا اور دیگر افراد نے غلہ کا انتظام کیا۔ رسول اکرمؐ نے روغن، کھجور اور دیگر اشیاء کا بندوبست فرمایا۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ولیمہ صرف لوٹ کر کھانے کے طعام کا نام نہیں ہے، بلکہ اس میں بھی شوہر سے تعاون کیا جائے تو بہترین کارِ خیر ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

امام حسینؑ اور حضرتِ شہر بانوؑ

حضرت بی بی شہر بانو علیہا السلام فارس (ایران) کی اُن قیدی عورتوں میں سے تھیں، جن کو مدینہ منوّرہ لایا گیا جو کہ یزدجرد کی بیٹیاں تھیں اور تین لڑکیاں تھیں۔

۱۔ ان میں سے ایک کی شادی عبداللہ بن عمر سے ہوئی، جن سے ان کے بیٹے سالم پیدا ہوئے۔

۲۔ دوسری کی شادی محمد بن ابی بکرؓ سے ہوئی، جن سے قاسمؒ پیدا ہوئے۔

۳۔ تیسری کی شادی حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئی، جن سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوئے۔

ان کو حضرت عمر کے زمانے میں قیدی بنایا گیا، حضرت عمر نے ان کو بیچنا چاہا، حضرت علی علیہ السلام نے بیچنے سے منع فرمایا اور فرمایا: ''ان سے کنارہ کشی اختیار کرو اور ان کو اختیار دو تا کہ یہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کو اپنے لیے منتخب کر لیں۔'' شہر بانو علیہا السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پسند فرمایا۔ آپؑ نے حکم دیا کہ ان کی حفاظت کرو اور ان پر احسان کرو، یہ بی بی اپنے زمانے کے اہل زمین میں سے سب سے نیک بیٹے کو جنم دیں گی۔

اہل مدینہ کے بعض لوگ کنیزوں کے ساتھ شادی پسند نہیں کرتے تھے، جب

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو پھر اہل مدینہ نے کنیزوں کے ساتھ شادی کرنا شروع کیا۔

ابن الخیرتین :

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب یزدجرد کی بیٹی کو عمر کے سامنے پیش کیا گیا تو مدینے کی کنواری لڑکیاں ان کو دیکھنے کے لیے آئیں۔ بی بی جب مسجد میں داخل ہوئیں تو مسجد آپ کے نور سے روشن ہوگئی، جب عمر نے بی بی کی طرف دیکھا تو بی بی نے اپنا چہرہ چھپالیا اور کہا۔ ''اف بیروج بادا روی ہرمز۔''

عمر نے کہا کہ یہ گالیاں دے رہی ہے اور ان کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت عمر سے کہا: آپ کو کچھ نہیں کہہ رہی، اس کے لیے مسلمانوں میں سے ایک شخص کو منتخب کرواور اس عورت کو اپنے ہی گروہ میں شمار کرو۔

پس بی بی شہر بانو علیہا السلام کو اختیار دیا گیا، بی بی علیہا السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بی بی سے پوچھا، آپ کا نام کیا ہے؟

پس بی بی نے کہا۔ ''شاہ جہاں۔''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں، بلکہ شہر بانو۔ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا، اے ابا عبداللہ یہ خاتون تمہارے لیے تمام اہل زمین سے افضل اور نیک بیٹا پیدا کرے گی۔

Presented by www.ziaraat.com

پس حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کو بی بی نے جنم دیا، اسی لیے حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کو ابن الخیرتین یعنی دو افضل ترین اور نیک ترین (جوڑے) کا بیٹا کہا گیا، یعنی عرب میں سے اللہ کے نزدیک افضل ترین اور چُنا ہوا فرد حضرت ہاشم اور عجم میں سے فارس۔

﴿امہات المعصومینؑ: ص ۳۶۰ تا ۳۶۲﴾

عالمِ خواب میں رسولؐ اللہ رشتہ مانگتے ہیں :

بعض روایات میں موجود ہے، شاہِ زنان اٹھیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے کندھے پر جا کر اپنا ہاتھ رکھ دیا، گویا کہ وہ آپؑ کو جانتی تھیں اور خواب میں دیکھ چکی تھیں۔ جیسا کہ انہوں نے خود حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو قصّہ بیان کیا اور کہا، مسلمانوں کے ہمارے خلاف لشکر آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا، گویا محمد رسولؐ اللہ ہمارے گھر میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے، ان کے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام تھے، انہوں نے میری ان کے ساتھ منگنی کی اور میرے بابا نے میری ان سے شادی کر دی، جب صبح ہوئی تو میرے دل میں اس بات کے اثرات تھے، ان کے علاوہ کسی نے میرا رشتہ نہیں مانگا تھا، جب دوسری رات ہوئی تو میں نے خواب میں حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، وہ میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے اسلام کی دعوت دی، میں نے اسلام کو قبول کرلیا، پھر فرمایا۔ مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوگا اور تم عنقریب

Presented by www.ziaraat.com

میرے بیٹے حسین علیہ السلام تک صحیح وسالم پہنچ جاؤ گی، کوئی بھی، بُری نیت سے تمہیں مَس تک نہیں کر سکے گا۔ یہی صورتِ حال تھی کہ ہمیں مدینے کی طرف نکال دیا گیا۔

اور یہ بھی روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حریث بن جابر کو مشرق کی جانب عامل بنا کر بھیجا اور یزدجرد بن شہریار نے اپنی دو بیٹیاں آپؑ کی طرف بھیجیں۔ ان دو میں سے شاہِ زنان کے ساتھ آپ کے بیٹے حضرت امام حسین علیہ السلام نے شادی کی، جن سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام متولد ہوئے، جب کہ دوسری نے محمد بن ابی بکرؓ سے شادی کی اور ان سے قاسمؒ ابن ابی بکرؓ متولد ہوئے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں۔

مولودِ مبارک :

سیّدہ شاہِ زنان (شہر بانو علیہا السلام) حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے وجودِ مبارک سے حاملہ ہوئیں، آپؑ کی ولادت ۳۸ھ میں ہوئی، ابوالاسود نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی شان میں یہ شعر کہا تھا۔

وان غلاما بین کسریٰ و هاشم

لاکرم من نیطت علیه التمائم

کسریٰ وہاشم کے درمیاں ایک جوان اتنا حسین ہے کہ

نظرِ بد سے بچانے کے لیے اُس کے تعویذ باندھا جاتا ہے

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے دادا امیر المومنین علیہ السلام کے ہمراہ دو سال، اپنے چچا حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہمراہ بارہ سال اور اپنے باپ کے ساتھ تیس سال زندگی گزاری اور اپنے باپ کی شہادت کے بعد چونتیس سال زندگی گزاری، زہر کے ساتھ مدینۂ منوّرہ میں شہید کیے گئے۔ ۹۵ھ میں آپؑ کی شہادت واقع ہوئی، اُس وقت آپؑ کی عمر ستاون برس تھی۔ آپؑ کی مدّتِ امامت چونتیس سال ہے۔ آپؑ کو چچا حضرت امام حسن ابن علی علیہما السلام کے پہلو میں جنت البقیع مدینۂ منوّرہ میں دفن کیا گیا۔

ماں کا احترام:

روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام سے پوچھا گیا، آپ تمام لوگوں سے نیک ہیں، لیکن آپ اپنی ماں کے ساتھ دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے، جب کہ وہ یہ چاہتی ہیں۔ (بعض راویوں نے یہ روایت کی ہے کہ امامؑ کی والدہ آپؑ کی ولادت کے چند ہی دنوں بعد وفات پا گئی تھیں اور اس روایت میں ماں سے مراد وہ خاتون ہیں جنھوں نے آپؑ کی پرورش کی تھی)

آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ جس لقمے کو انہوں نے اپنے لیے پسند کیا ہے، میرا ہاتھ ان کے ہاتھ سے پہلے اس کی طرف نہ بڑھ جائے، اس طرح کہیں میں عاق اور نافرمان شمار نہ ہو جاؤں۔''

اس کے بعد برتن کو ڈھانپ دیا جاتا تھا اور آپ طبق کے نیچے ہاتھ ڈال کر کھانا

Presented by www.ziaraat.com

اٹھاتے اور تناول فرماتے۔

(بحار الانوار ج ۴۶، ص ۹۳۔ مناقب ابنِ شہر آشوب ج ۳، ص ۳۰)

آپؑ کی وفات:

کہا گیا ہے کہ حضرت شہر بانو علیہا السلام امام زین العابدین علیہ السلام کی ولادت کے فوراً بعد وفات پا گئی تھیں۔ آپؑ کی کفالت اور تربیت آپ کی دوسری ماؤں نے کی تھی۔ آپؑ اُن کی بھی اسی طرح عزّت کرتے تھے، جس طرح ماں کا احترام اور اُن پر احسان کیا کرتے تھے۔

لوگ اُن کو بھی آپؑ کی ماں کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

اس روایت کے مطابق حضرت شہر بانو علیہا السلام روزِ عاشور کربلا میں موجود نہ تھیں، لیکن بعض تاریخوں میں موجود ہے کہ ایک خاتون جس کا نام شہر بانو تھا، روزِ عاشور کربلا میں موجود تھیں۔

جیسا کہ روایت میں ذکر ہُوا ہے کہ ایک بچّہ خیموں سے نکلا، اس کے ہاتھ میں خیموں کی ایک چوب تھی، جس کے دونوں کانوں میں بالیاں تھیں۔ وہ دائیں اور بائیں دیکھنے لگا، اس کی وہ بالیاں حرکت کرتی تھیں، ہان بن ثبیب نے حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ شہر بانو علیہا السلام اس کو دیکھ رہی تھیں اور خوف اور دہشت کی وجہ سے بات نہیں کر رہی تھیں۔

﴿بحار الانوار: ج ۴۶ ص ۴۶ تا ۵۴، امہات المعصومینؑ: ص ۳۶۰ تا ۳۶۶﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرتِ امام زین العابدینؑ
اور
حضرت فاطمہؑ بنتِ امام حسنؑ

آپؑ کا نسب :

آپؑ کا اسم گرامی فاطمہ بنت امام حسن بن علی علیہ السلام ہے آپ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی والدہ گرامی قدر ہیں۔

اور حضرت امام باقر علیہ السلام دو ہاشمیوں میں سے ایک ہاشمی، دو علویوں میں سے ایک علوی، دو فاطمیوں میں سے ایک فاطمی سردار ہیں۔ یوں آپ سب سے پہلے وہ فرد ہیں جن میں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد جمع ہوتی ہے۔

﴿مناقب آل ابی طالبؑ ج ۴ ص ۲۰۸﴾

آپ کی کنیت اُمّ عبداللہ اور اُمّ الحسن ہے۔ آپ بنی ہاشم کی عورتوں کی سردار عورتوں میں سے ہیں۔ حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام آپ کو صدیقہ کہا کرتے تھے۔ ﴿الکافی ج ۱ ص ۳۹۰، اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۶۵۱، المناقب ج ۴ ص ۱۹۵﴾

آپ علیہا السلام کے بارے میں حضرت امام جعفر ابن محمد الصادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ''آپ صدیقہ تھیں اور آلِ حسن علیہ السلام میں آپ جیسا کوئی بھی نہ تھا۔''

﴿الکافی ج ۱ ص ۴۶۹، امہات المعصومینؑ: ص ۲۳۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

آپؑ کی کرامات :

ابی الصباح نے حضرت امام ابی جعفر الباقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا: میری ماں دیوار کے پاس کھڑی تھیں کہ دیوار پھٹ گئی، ہم نے ایک شدید دھماکے کی آواز سنی، آپؑ نے دیوار سے کہا، آپ کو حقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں گرنے کی اجازت نہیں دی۔ دیوار ہوا میں معلق رہی اور بی بی وہاں سے گزر گئیں۔ میرے بابا نے ان کی خاطر سو دینار صدقہ دیا، ابو صباح کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی دادی کے بارے میں ارشاد فرمایا "وہ صدیقہِ آلِ حسنؑ تھیں، دنیا میں ان جیسی کوئی خاتون نہ تھی۔"

﴿امہات المعصومینؑ۔ ص ۳۷۰﴾

حضرت سیّدہ فاطمہ بنتِ امام حسن علیہ السلام اپنے شوہر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور اپنے بیٹے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ واقعہ کربلا میں یوم عاشورہ موجود تھیں اور اُس دن آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو بھی مصائب و آلام گزرے، ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، اپنے چچا امام حسین علیہ السلام اور اصحاب کرام کے باقی نوجوانوں کو بھی شہید ہوتے دیکھا، اپنے بیمار شوہر کو بھی زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا، اپنے چار سالہ بیٹے کو بھی پیاس کی شکایت کرتے اور العطش العطش کرتے دیکھا اور صبر سے کام لیا اور ان تمام تر مصائب و آلام کو اللہ کی راہ میں شمار کیا۔

﴿امہات المعصومینؑ۔ ص ۳۷۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت فاطمہؑ بنتِ حسنؑ کے فضائل و مناقب:

امام محمد باقر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے بارے میں آپ کے پوتے امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں :

"کانت صدیقة لم تدرك فی آل حسن امراة مثلها"

"آلِ حسن علیہ السلام میں ایسی صدیقہ بی بی نہیں دیکھی گئی۔"

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: "ایک بار کمزور دیوار کے سائے میں تشریف فرما تھیں کہ اس کے گرنے کی آواز پیدا ہوئی، آپ نے بلاخوف اس دیوار سے مخاطب ہو کر فرمایا :

"لِحَقِّ الْمُصْطَفٰی مَااَذِنَ اللّٰهُ لَکَ فِی السُّقُوطِ"

"حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تجھے اللہ نے گرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔"

﴿امہات ائمہؑ ص۲۰ مؤلف: مولانا ملک غلام حیدر کلو، ناشر: مکتب الساجد ملتان پنجاب پاکستان﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرتِ امام محمد باقرؑ
اور
حضرتِ فاطمہ اُمِّ فروہؑ

آپؑ کا نسب:

آپ علیہا السلام کا نام سیّدہ جلیلہ فاطمہ بنتِ قاسم بن محمد ابن ابی بکرؓ والدہ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہا السلام کی کنیت اُمِّ فروہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ علیہا السلام کی کنیت اُمِّ القاسم ہے۔ آپ علیہا السلام اپنے زمانے کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ متقی صالحہ اور قناعت کرنے والی خاتون تھیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''میری ماں وہ تھیں جو بہت زیادہ مومنہ، متّقیہ اور احسان کرنے والی تھیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

﴿الکافی: ج ۱ ص ۴۷۲ باب مولد ابی عبداللہ جعفر بن محمدؑ ح ۱﴾

ابوالحسن الکاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میرے بابا میری ماں اور اُمِّ فروہ کو اہلِ مدینہ کے حقوق کو پورا کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

﴿الکافی: ج ۳ ص ۲۱۷ باب ما یجب علی الجیران لاھل المصیبۃ اتخاذ الماتم ح ۱﴾

Presented by www.ziaraat.com

اعیان الشیعہ میں ہے کہ آپ علیہا السلام کی کنیت ام فروہ اور اُمّ القاسم تھی، آپ کا نام قریبہ یا فاطمہ بنتِ قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؒ ہے۔ آپ علیہا السلام کی ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؒ ہیں۔

﴿بحار الانوار: ج۲۹ ص۶۵۱﴾

آپؑ کے والدِ گرامی:

آپ علیہا السلام کے والد گرامی حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کے صاحب وثوق ثقہ اصحاب میں سے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا "کہ سعید بن مسیّبؒ، قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؒ، ابو خالد کابلیؒ، علی بن الحسین علیہ السلام کے ثقہ اصحاب میں سے تھے۔

حضرتِ اُمّ فروہؑ عالمۂ فقیہہ:

شیخ یعقوب کلینیؒ نے اصول کافی میں عبدالاعلیٰ کی سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے، انہوں نے کہا: میں نے خانۂ کعبہ میں اُمِّ فروہ کو ایک معمولی چادر اوڑھے خانۂ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا، انہوں نے بائیں ہاتھ سے حجر اسود کو سلام کیا، ایک شخص طواف میں مشغول تھا، اس نے کہا، اے کنیز خدا تم نے سنّت کی ادائیگی میں غلطی کی ہے۔

بی بی علیہا السلام نے جواب دیا، ہم آپ کے علم سے بے نیاز ہیں۔

﴿الکافی: ج۴ ص۴۲۸، امہات المعصومینؑ: ص۳۹۶﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت اُمِّ فروہ کی فضیلت:

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی والدۂ ماجدہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"کانت امی ممن آمنتْ او ایقنت واحسنت واللّٰہُ یحبُّ المحسنین"

"میری والدہ صاحب ایمان، صاحبِ یقین اور محسنہ تھیں اور اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔"

﴿امہات آئمہؑ ص ۶۳﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرتِ امام جعفرِ صادقؑ

اور

حضرتِ حمیدہ المغربیہؑ

آپؑ کا نسب شریف:

آپؑ کا اسم گرامی حضرت سیّدہ حمیدہ المغربیہ "بربریہ" بنت صاعد البربری ہے۔
آپؑ کا لقب لوٴلوٴ "موتی" ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے آپؑ کا لقب محمودہ قرار دیا، اسی لیے آپؑ کے بارے میں کہا گیا، "آپ دنیا میں حمیدہ ہیں اور آخرت میں محمودہ ہیں۔"

حضرت سیّدہ حمیدہ خاتون بربر کی رہنے والی تھیں اور بعض نے کہا ہے کہ آپ اندلس کی رہنے والی ہیں۔ آپؑ کا شمار انتہائی متقی، پرہیز گار اور قابلِ وثوق خواتین میں ہوتا ہے، فرشتے آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے، جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ آپ کو جنابِ اُمّ فروہ کے ساتھ مدینہ منوّرہ والوں کے حقوق کو ادا کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے اور آپ کا شمار عجمی قبائل کے اشراف میں ہوتا ہے۔

﴿امہات المعصومینؑ۔ ص ۱۰۴﴾

Presented by www.ziaraat.com

امام جعفرِ صادق علیہ السلام کے ساتھ آپ کی شادی کا قصہ ایک کرامت کا حامل ہے۔
جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ ابن عکاشہ بن محصن الاسدی حضرت ابی جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے تھے، اس نے آپ علیہ السلام کی طرف انگور بڑھائے اور کہا ایک ایک دانہ بوڑھا شیخ کھائے اور ایک ایک دانہ چھوٹا بچہ کھائے اور تین تین چار چار وہ کھائے جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ سیر نہیں ہوگا اور سارے دو دو دانے کھائیں کیونکہ یہ مستحب ہے۔ انہوں نے حضرت ابی جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ ابا عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شادی کیوں نہیں کرتے جب کہ ان کی شادی کا وقت ہے؟ انہوں نے کہا جب کہ آپ علیہ السلام کے آگے ایک مہر زدہ تھیلی پڑی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، غلاموں اور کنیزوں کی خرید و فروخت کرنے والا بربر سے آئے گا، وہ میمون کے گھر قیام کرے گا اور ہم اس تھیلی کے بدلے ایک کنیز خرید کریں گے۔

راوی کہتا ہے: اس نے جسے جسے لے کر آنا تھا، آ گیا۔

ایک دن ہم ابی جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے فرمایا: ''میں تمہیں خبر دے رہا ہوں کہ غلاموں اور کنیزوں کی خرید و فروخت کرنے والا آ چکا ہے جس کا میں نے تذکرہ کیا تھا، جاؤ اور اس تھیلی کے بدلے اس سے کنیز خرید کر لاؤ۔''

راوی نے کہا، ہم غلاموں اور کنیزوں کی خرید و فروخت کرنے والے کے پاس گئے، اس نے کہا جو کچھ میرے پاس تھا، میں نے فروخت کر دیا ہے، میرے پاس اب

Presented by www.ziaraat.com

صرف دو کنیزیں ہیں جو کہ دونوں بیمار ہیں اور ایک دوسری کی مانند ہیں۔

ہم نے کہا: ان کو لاؤ تا کہ ہم ان کو دیکھ لیں، وہ دونوں کو لایا۔

ہم نے پوچھا: اِس مماثلہ کنیز کو کتنے میں فروخت کرو گے؟

اس نے کہا: ستّر (۷۰) دینار میں۔ ہم نے کہا بہت خوب۔"

اس نے کہا: میں ستّر (۷۰) دینار سے کم نہیں لوں گا۔

ہم نے کہا: ہم اس کنیز کو اس تھیلی کے بدلے خریدیں گے، اس میں کتنے دینار ہیں، ہم نہیں جانتے۔ اس کے پاس ایک سفید سر اور داڑھی والا شخص بیٹھا تھا، اس نے کہا: اس کی مہر توڑ و اور تول لو۔ غلاموں کے تاجر نے کہا، مہر نہ توڑو۔ اگر ستّر میں سے ایک دینار بھی کم ہوا میں تمہارے ہاں اسے فروخت نہیں کروں گا۔ اس بوڑھے شخص نے کہا: قریب آؤ۔

ہم اس کے قریب گئے، ہم نے مہر توڑی اور دیناروں کا وزن کیا تو پورے ستّر دینار تھے نہ کم نہ زیادہ۔ ہم نے کنیز لے لی اور ابی جعفر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دی، جب کہ امام جعفر صادق علیہ السلام ان کے پاس ہی کھڑے تھے، جو کچھ ہوا ہم نے حضرت امام ابا جعفر محمد باقر علیہ السلام کو بتا دیا۔ آپ نے اس پر اللہ کی حمد کی اور شکر بجالائے، پھر اس کنیز سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا حمیدہ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، "دنیا میں حمیدہ ہو اور آخرت میں محمودہ" مجھے بتاؤ کیا آپ کنواری ہیں یا شادی شدہ ہیں؟ اس نے بتایا، میں کنواری ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

پوچھا: کیسے کنواری ہو، جب کہ غلاموں کے تاجروں کے ہاتھ کوئی شے لگے تو اسے فاسد کر دیتے ہیں؟ بی بی نے بتایا وہ کئی مرتبہ میرے پاس آیا اور میرے پاس اس طرح بیٹھا جس طرح مرد عورت کے پاس بیٹھتا ہے کہ فوراً اللہ تعالیٰ اس پر ایک سفید سر اور داڑھی والے شخص کو مسلط کر دیتا جو اسے لگا تار تھپڑ مارنے لگتا، یہاں تک کہ وہ مجھ سے دور ہو جاتا۔ اس نے کئی بار میرے قریب آنے کی کوشش کی اور بوڑھے نے اسے بار بار مارا پیٹا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا، ''اے جعفر اسے اپنے لیے لے جاؤ، یہ پوری روئے زمین کے افضل ترین فرزند موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو جنم دے گی۔

اپنے شوہر کا خاص خیال رکھنا:

حضرت سیّدہ حمیدہ خاتون علیہا السلام اپنے شوہر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا خاص خیال رکھا کرتی تھیں۔

ابی عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا، مجھے سرکہ اور گھی نقصان دیتا تھا، یہاں تک کہ حمیدہ نے اس میں مرغی کو بھونا تو دوبارہ میری طبیعت اس کی طرف لوٹ آئی۔

﴿امہات المعصومینؑ: ص ۴۰۹﴾

آپ کی اولاد:

اللہ تعالیٰ نے اس بی بی کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام موسیٰ

Presented by www.ziaraat.com

کاظم علیہ السلام کے علاوہ اسحاق علیہ السلام، محمد علیہ السلام اور فاطمہ عطا فرمائے۔

﴿امہات المعصومین ع: ص۴۰۹﴾

بی بی عالمۂ فقیہہ :

حضرت سیّدہ حمیدہ خاتون علیہا السلام مذہبِ اہلِ بیتؑ کی عالمہ اور فقیہہ تھیں، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام احکام شرعیہ سیکھنے اور فقہی مسائل کو جاننے کے لیے عورتوں کو آپ علیہا السلام کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت ہے انہوں نے ابی عبداللہ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے کہا: حج کے موقع پر ہمارے ساتھ ایک بچّہ ہے، ہم اس کے لیے کیا کریں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ''اس کی ماں کو حمیدہؑ کے پاس بھیجو وہ ان سے پوچھ لیں کہ بچّوں کے بارے میں کیا کرنا ہے۔'' اس بچّے کی ماں آپ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، سوال کیا کہ کیا کریں؟

﴿امہات المعصومین علیہم السلام۔ ص۴۱۰﴾

حضرت حمیدہ خاتونؑ کی روایات :

حضرت حمیدہ خاتون علیہا السلام کا آئمہ اہلبیت علیہم السلام سے روایت حدیث کرنے والے راویوں میں شمار ہوتا ہے۔ ابوالبصیر سے روایت کی گئی ہے، انہوں نے کہا کہ میں اُمِّ حمیدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت پر تعزیت پیش کی، بی بی رونے لگیں، اُن کے گریہ کرنے سے میں بھی رونے لگا، پھر بی بی علیہا السلام نے کہا،

Presented by www.ziaraat.com

اے ابا محمد اگر تم اباعبداللہ علیہ السلام کو شہادت کے وقت دیکھتے تو تعجب کرتے ان کی دونوں آنکھیں کھلی تھیں، انہوں نے فرمایا، میرے اور ان کے تمام قرابت داروں کو جمع کرو" بی بی کہتی ہیں، ہم نے سب کو اکٹھا کیا اور کسی کو بھی نہ چھوڑا۔ آپ علیہ السلام نے تمام کی طرف دیکھا اور فرمایا، "جو نماز کو معمولی خیال کرتا ہے وہ ہماری شفاعت سے محروم رہے گا۔"

﴿امہات المعصومین علیہم السلام۔ ص ۴۱۰﴾

اپنے بیٹے کی شادی:

حضرت سیّدہ حمیدہ خاتون علیہا السلام کو اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک ایک بہت بلند و بالا مقام حاصل تھا، اُنہوں نے اپنے بیٹے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شادی کا خود اہتمام فرمایا اور ان کے لیے سیّدہ نجمہ خاتون "تکتم" جو کہ امام رضا علیہ السلام کی والدہ تھیں کو خرید فرمایا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حکم کے مطابق بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر کے مطابق ان کی اپنے بیٹے کے ساتھ شادی کی۔

علی بن میثم اپنے باپ سے نقل فرماتے ہیں، انہوں نے کہا، "جب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی ماں حمیدہ علیہا السلام نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی والدہ نجمہ علیہا السلام کو خرید فرمایا تو حضرت حمیدہ خاتون علیہا السلام بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، انہوں نے مجھے فرمایا، "اے حمیدہ علیہا السلام اس نجمہ خاتون علیہا السلام کو تیرے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حوالے کر رہا ہوں، جب ان کے ہاں حضرت امام رضا علیہ السلام کی ولادت ہو تو ان کا نام طاہرہ رکھنا، ان کے پاس اس کے علاوہ بھی کئی نام ہیں، نجمہ، اروی، سکن، سمان، تُکتم اور ان

Presented by www.ziaraat.com

کے اور بھی نام ہیں۔"

﴿امہات المعصومین علیہم السلام۔ ص ۴۱۱﴾

عیون الاخبار الرضا علیہ السلام میں عون بن محمد الکندی سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے ابوالحسن علی بن میثم کو کہتے ہوئے سنا، انہوں نے بتایا میں نے کسی ایک شخص کو بھی نہیں دیکھا جو ائمہ علیہم السلام کے امر ولادت اور ان کے بارے میں خبروں کو جانتا ہو اور اسی طرح ان کی شادیوں کے بارے میں، انہوں نے کہا، حمیدہ مصفاۃ جو ابی الحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی ماں ہیں اور اشرافِ عجم میں سے ہیں، نے ایک پیدائشی کنیز کو خریدا جن کا نام تکتم تھا، وہ اپنے زمانے کی عورتوں میں عقل، دین اور عظمت کے اعتبار سے اپنی سردار اور مالکن حمیدہ مصفاۃ کے نزدیک سب سے افضل تھیں، یہاں تک کہ جب سے ان کو خرید فرمایا، جناب نجمہ خاتونؑ اپنی مالکن حضرت حمیدہ مصفاۃؑ کے رعب و جلال اور عزّت و عظمت کی وجہ سے آپ کے سامنے نہیں بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فرمایا، اے میرے بیٹے میں نے تکتم کنیز سے بڑھ کر صاحبِ فضیلت کنیز نہیں دیکھی اور مجھے اس بارے میں بھی اللہ پر کوئی شک نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی نسل کو پاک و پاکیزہ بنائے گا، اگر ان کی نسل ہوئی۔ میں نے یہ کنیز آپ کو ہبہ کر دی اور تمہیں ان کے بارے میں خیر و بھلائی کی وصیّت کرتی ہوں۔ جب ان کے ہاں رضا علیہ السلام پیدا ہوں تو ان کا نام طاہرہ رکھنا۔"

﴿امہات المعصومین علیہم السلام۔ ص ۴۱۲﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت حمیدہ علیہاالسلام کی منزلت:

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی زوجہ حضرت حمیدہؑ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”حمیدہ مُصَفَّاۃ من الاد ناس کسبیکۃ الذھب مازالت الاملاک تحرسھا حتی ادت الیٰ کرامۃ من اللّٰہ لی والحجۃ من بعدی“

”حمیدہ علیہاالسلام خالص سونے کی طرح پاک وصاف ہیں ملائکہ ان کی حفاظت پر مامور تھے، یہاں تک کہ اللہ کے کرم سے میرے اور میرے بعد کی حجت کی بزرگواری کے لیے مجھ تک پہنچیں۔“

﴿امہات ائمہؑ: ص ۶۴﴾

اپنے شوہر کی شہادت پر گریہ:

حضرت سیّدہ حمیدہ خاتون علیہاالسلام نے اپنے شوہر کی شہادت پر بہت گریہ کیا اور جب بھی ان کا تذکرہ ہوتا تو رو پڑتیں، جیسا کہ ابی بصیر کی روایت میں ذکر ہوا ہے، انہوں نے کہا، ”میں سیّدہ حمیدہ خاتون علیہاالسلام کی خدمت میں تعزیت کے لیے حاضر ہوا، تا کہ ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کا پرسہ دوں تو آپ رو پڑیں اور ان کو روتے ہوئے دیکھ کر میں بھی رو پڑا۔“

﴿امہات المعصومینؑ: ج ۴ ص ۲۵﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

اور

حضرتِ نجمہ خاتونؑ (تکتم طاہرہ)

آپؑ کا نسب شریف:

آپؑ کا اسم گرامی سیّدہ جلیلہ نجمہ علیہا السلام ہے۔ آپ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی والدہ گرامی قدر ہیں۔

آپ کے کئی دوسرے ناموں میں "تُکتَم" طاہرہ، اروی سکن النوبیہ اور سمان بھی مشہور ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے اسمائے گرامی میں "خیزران المرسیہ" "صقر اور شقراء النوبیہ" بھی شامل ہیں۔ آپؑ کی کنیت اُمّ البنین ہے۔

﴿امہات المعصومین علیہم السلام۔ ص ۴۱۵﴾

مدرسۂ اہل البیتؑ میں:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ حضرت سیّدہ جلیلہ حمیدہ خاتون علیہا السلام نے حضرت نجمہ خاتون علیہا السلام کی تعلیم و تربیت کی ذمّہ داری اپنے ذمّہ لی، یہاں تک کہ آپ علیہا السلام نے نجمہ خاتون علیہا السلام کو بہت زیادہ علومِ آلِ محمد علیہم السلام کی تعلیم دی۔ اسی طرح آپ نے اپنے شوہر حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے بھی تربیت حاصل کی اور بہت زیادہ علوم سیکھے۔

Presented by www.ziaraat.com

ادب و آخلاق کا نمونہ :

حضرت سیّدہ نجمہ خاتون علیہاالسلام اَخلاق اور ادبِ اسلامی کا نمونہ تھیں اور آپ علیہاالسلام کی سیرت دوسری تمام عورتوں کے لیے اسوۂ حسنہ اور مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت تُکتَم خاتون عقل وشعور اور امورِ دین میں تمام عورتوں میں سب سے زیادہ صاحبِ فضل وکرم تھیں اور اپنی مالکن اور آقا حضرت سیّدہ حمیدہ المصفاۃ علیہاالسلام کا بہت زیادہ احترام کیا کرتیں، یہاں تک کہ جب سے حضرت حمیدہ خاتونؑ کی ملکیت میں آئیں، ان کے احترام اور عزّت کی وجہ سے ان کے سامنے بھی نہ بیٹھا کرتیں۔

﴿امہات المعصومین علیہم السلام: ص ۴۲۰﴾

حضرت نجمہ خاتون علیہاالسلام کی فضیلت :

جناب حمیدہ خاتون علیہاالسلام نے اپنے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ سے فرمایا:

”یا بُنیَ ان تکتم جاریة مارایت افضل منها ولستُ اشکُ ان اللّٰه تبارك و تعالیٰ سیطهُرُ نسلَها اِن کانَ لهانسل“

”اے میرے فرزند میں نے تکتم (نجمہ) سے زیادہ افضل کسی کو نہیں دیکھا، مجھے یقین ہے اللہ اس کی نسل کو مطہر قرار دے گا۔“

﴿امہات ائمہؑ: ص ۶۷﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام علی رضاؑ
اور
حضرتِ سبیکہ خاتونؑ

آپؑ کا نسب شریف :

آپؑ کا اسمِ گرامی سبیکہ نوبیہ ہے۔ آپ امام محمد بن علی التقی الجوادؑ کی والدۂ گرامی قدر ہیں۔

آپؑ کے اسمائے گرامی میں " درہ، خیزران اور ریحانہ" شامل ہیں، ایک قول کے مطابق آپ کو "سکینہ" بھی کہا جاتا ہے۔ آپؑ کی کنیت اُمّ الحسنؑ ہے۔

شیخ کلینیؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ امام محمد بن علی الجوادؑ کی ماں اُمِ ولد ہیں، آپ کو سبیکہ نوبیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اُمِّ وَلد، اُس کنیز کو کہا جاتا ہے جو اپنے مالک کی زوجیت میں آ کر ان کی اولاد کی ماں بنے۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ کا تعلق حضرت ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہؐ کے خاندان سے ہے۔

ابن شہر آشوب کے مطابق حضرت حکیمہ بنتِ امام موسیٰ کاظم بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ بی بی نے کہا:

جب خیزراں بی بی اُمّ ابی جعفرؑ کے ہاں وقتِ ولادت قریب آیا تو مجھے امام

Presented by www.ziaraat.com

رضا علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا: "اے حکیمہ ان کے ہاں ولادت کا وقت قریب آ چکا ہے، ان کی مدد کرو، جب کہ خود جناب خیزران اور دائیہ گھر پر ہیں۔" ہمارے لیے چراغ رکھا، دروازہ بند کر دیا۔

جب وقتِ ولادت قریب آیا تو چراغ بجھ گیا۔ ان کے سامنے طشت تھا، چراغ کے بجھنے کا بہت غم کیا اور ابھی سوچ ہی رہی تھیں کہ ابو جعفر علیہ السلام نے اس طشت میں ظہور فرمایا، ان پر بہت ہی کوئی باریک قسم کی کپڑا نما شے تھی، جس سے نور نکل رہا ہے، یہاں تک کہ ان کے نور سے پورا گھر روشن ہو گیا، جس نے ہماری آنکھیں چندھیا دیں۔

میں نے ان کو پکڑا اور اپنی گود میں لے لیا، پھر ان سے اس پردے کو ہٹا دیا۔

اتنے میں امام رضا علیہ السلام تشریف لائے، ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکے تھے، امامؑ نے فرمایا: "اے حکیمہؑ ان کو گود میں لو۔"

بی بی کہتی ہیں، جب تیسرا دن ہوا، آپؑ نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کیں، پھر دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا:

" اشهد ان لا اله الاالله و اشهد ان محمد رسول الله "

میں ذرا خوف کے مارے کھڑی ہو گئی اور ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے کہا، میں نے اس بچّے سے عجیب و غریب بات سنی ہے۔

پوچھا کیا ہے؟

میں نے ساری خبر بتائی۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، اے حکیمہؑ آپ اس سے بہت

Presented by www.ziaraat.com

زیادہ عجائبات دیکھیں گی۔

﴿امہات المعصومین علیہم السلام: ص۴۲۶﴾

امام علی رضاؑ فرماتے ہیں:

" فقد خُلقت طاهرہ مطهرة "

''جواد کی والدہ کو طاہرہ اور مطہّرہ خلق کیا گیا ہے۔''

﴿امہات ائمہؑ ص ۶۸﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام محمد تقیؑ

اور

حضرتِ سمانہ مغربیہؑ

آپؑ کا نسب شریف :

آپ کا اسمِ گرامی حضرت سیّدہ سمانہ مغربیہؑ ہے۔آپ حضرت امام علی الہادی النقی علیہ السلام کی والدہ گرامی ہیں۔

آپ علیہا السلام کے دوسرے اسمائے گرامی ''سوسن'' اور ''منفرشہ مغربیہ'' ہیں۔آپ کی کنیت ''اُمّ الحسن'' اور ''ام الفضل'' ہے۔

آپ علیہا السلام اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے افضل تھیں۔حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمّہ داری اور تولّیت کو پورا فرمایا، جس وجہ سے آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزار اور اُس کی عبادت گزار تھیں۔آپ علیہا السلام کا شمار تہجد گزار قنوت کرنے والی اللہ کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت کرنے والی متّقی اور ایسی پرہیزگار خواتین میں ہوتا ہے، جن کے قریب شیطان سرکش کو آنے کی جرأت تک نہ ہوئی۔

حضرت امام ابی الحسن علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا، میری ماں میرے حق ''امامت'' کو پہچاننے والی جنتی خواتین میں ہیں۔شیطانِ مردود جن کے قریب تک نہیں گزرا اور نہ ہی اس کی دشمنی اور سرکش سازشیں ان تک پہنچ پائیں۔وہ

Presented by www.ziaraat.com

اللہ تعالیٰ کی نہ سونے والی آنکھوں کے ساتھ محفوظ اور مصون تھیں اور صدیقین اور صالحین کی ماؤں سے مختلف تھیں۔

﴿امہات المعصومین علیہم السلام: ص ۴۳۰﴾

آپؑ کی شادیِ مبارک :

محمد بن فرج بن ابراہیم سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام نے بلایا اور مجھے بتایا کہ قافلہ آچکا ہے، اس میں غلام فروش ہیں، ان کے پاس ایک کنیز ہے اور مجھے ستّر دینار دیے اور حکم دیا کہ ان اوصاف و علامات اور خصوصیات کی مالکہ کنیز کو خرید کر لاؤ، میں گیا جو کچھ مجھے حکم ہوا تھا، میں نے اس پر عمل کیا اور وہ کنیز اُمِ ابی الحسن علیہ السلام تھیں۔

﴿امہات المعصومین علیہم السلام: ص ۴۳۰﴾

پاک و پاکیزہ مولود :

حضرت سیّدہ سمانہ علیہا السلام کے ہاں مدینہ منورہ میں پاک و پاکیزہ حضرت امام علی نقی الہادی علیہ السلام متولد ہوئے، ایک قول کے مطابق یثرب ''مدینہ منورہ'' سے تین میل دور ''صریا'' نامی بستی میں آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، جس بستی کی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے بنیاد رکھی تھی۔

﴿امہات المعصومین علیہم السلام: ص ۴۳۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت سمانہؑ کی فضیلت:

امام علی نقی علیہ السلام فرماتے ہیں :

''اِسُمُهَا سَمَانَة''وَاَنَّهَا اَمَة''عَارِفَة''بِحَقِّیُ وَهِیَ مِنَ الُجَنَّه وَلایَقِرُ بِهَا الشَّیُطَانِ وَلَایَنَالُ لَهَا کَیُدَ جَبَّارٍ عَنِیُدٍ وَهِیَ کَانَتُ بِعَیُنِ اللّٰه اَلَّتِی لَاتَنَامُ وَلَا تَخَلَّفُ عَنُ اَمَّهَاتِ الصِدِّیُقِیُن وَالصَالِحِیُنَ''

''میری والدہ کا نام سمانہؑ ہے، وہ میرے حق کی معرفت رکھتی ہیں اور اہلِ جنت میں سے ہیں۔ان کے نزدیک نہ شیطان بھٹک سکتا ہے اور نہ ہی کوئی جابر انہیں بہکا سکتا ہے، کیونکہ اللہ ان کی حفاظت کرتا ہے، جس کی آنکھ نہ سوتی ہے اور نہ دھوکا کھاتی ہے اور وہ صدیقین وصالحین میں سے کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔''

﴿امہات ائمہؑ ص ۶۹﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام علی نقیؑ

اور

حضرتِ حدیث خاتونؑ (بی بی سَلیلؑ)

آپؑ کا نسب شریف :

آپ کا نام حدیث علیہا السلام ہے۔ آپ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامی ہیں آپ علیہا السلام کے دوسرے اسمائے گرامی ''سلیل'' اور ''جدّہ'' ہیں۔ ایک قول کے مطابق ''سمانہ'' اور دوسرے قول کے مطابق ''سوسن'' بھی آپ کے اسمائے گرامی ہیں۔

آپ علیہا السلام کا شمار عارفہ اور صالحہ بیبیوں میں ہوتا ہے۔ آپ کی فضیلت کے لیے بس یہی کافی ہے کہ آپ حضرت ابی محمد العسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعیان آل محمد علیہم السلام کی پناہ گاہ تھیں۔ شیخ صدوقؒ نے احمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضرت حکیمہ بنتِ محمد بن علی الرضا علیہ السلام جو کہ حضرت امام ابی الحسن صاحب العسکر علیہ السلام کی بہن تھیں، کی خدمت میں ۲۶۲ھ میں حاضر ہوا، میں نے پس پردہ ان سے بات کی اور ان کے دین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے وضاحت کے ساتھ بتایا کہ کون ان کی امامت کرے گا۔ پھر بی بی علیہا السلام نے فرمایا، حجۃ بن الحسن بن علی علیہ السلام پس ان کو مخصوص کیا ہے۔ میں نے پھر ان سے پوچھا: میں آپ علیہا السلام پر قربان جاؤں، کیا ان کو دیکھا جاسکتا ہے یا صرف خبر کے ذریعے پہچانا ہے۔ بی بی نے کہا، صرف اس خبر

Presented by www.ziaraat.com

کے ذریعے جو ابی محمدؑ نے اپنی ماں کی طرف لکھی ہے۔ میں نے پوچھا، تو مولود کہاں ہے؟ بی بی نے فرمایا: ''وہ پوشیدہ ہیں۔ میں نے پوچھا تو شیعہ کس کے ہاں پناہ لیں؟ بی بی نے فرمایا، جدّہ اُمِّ ابی محمدؑ کے پاس۔ میں نے عرض کی، میری رہنمائی فرماؤ، کون ہے، کس طرح عورت کو وصی مقرر کیا ہے؟ بی بیؑ نے فرمایا، حسینؑ بن علی علیہ السلام کی اقتدا میں جنھوں نے اپنی بہن زینبؑ بنتِ علیؑ کو اپنی طرف سے ظاہری طور پر وصی مقرر کیا تھا۔ یہی وجہ ہے علیؑ بن الحسینؑ سے جو بھی علم بیان ہوتا، اس کی نسبت زینب علیہا السلام کی طرف دی جاتی ہے تاکہ علی بن الحسین علیہ السلام کو پوشیدہ رکھا جائے۔

حضرت امام علی نقی الہادیؑ نے ان کی تعریف فرمائی ہے اور ان بی بی کے بلند و بالا مقام، رتبے اور ان کی کرامات کو واضح کیا ہے۔ آپؑ نے اس بی بی کے بارے میں ارشاد فرمایا، ''سلیل جو بی بی کا نام تھا، اس کے معنی ہیں، آفات و بلّیات ہر قسم کے رجس اور نجاسات سے محفوظ۔''

حضرت امام عالمؑ سے روایت ہے کہ جب آپؑ بی بی سلیل اُمّ امام حسن عسکری علیہ السلام امام نقی الہادیؑ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپؑ نے فرمایا: ''سلیل ہر آفت اور مصیبت سے محفوظ، ہر رجس اور نجاست سے پاک۔ پھر فرمایا آپ نجس نہیں ہوں گی، آپ کو اللہ تعالیٰ عزّ وجل اپنی مخلوق پر حجّت عطا فرمائے گا، جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح پُر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔''

﴿امہات المعصومینؑ: ص ۴۳۴﴾

Presented by www.ziaraat.com

پاك و پاكيزه مولود :

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بحار الانوار میں روایت کی ہے کہ حضرت ابی محمد علیہ السلام کی ولادت مدینے میں ہوئی۔ آپ کی تاریخ ولادت ماہ ربیع الاول ۲۳۰ھ ہے۔ آپ کی ماں اُمِّ ولد تھیں، جن کو حدیثہ کہا جاتا ہے۔

﴿امہات المعصومینؑ: ص ۴۳۴﴾

حضرت سليل کی فضيلت :

مادرِ امام حسن عسکری علیہ السلام کو جب امام علی نقی علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا :

"سليل" مسلولة" من آلافات والعايات والا نجاس ثم قال سيهب الله لک حجة على خلقه"

"یہ ہر قسم کی آفت، عیب اور جملہ رجس ونجاست سے پاک ہے۔" اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اللہ تمہیں وہ فرزند دے گا جو اُس کی خلق پر حجت ہوگا۔"

﴿امہات ائمہؑ: ص ۷۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت امام حسن عسکریؑ

اور

حضرت نرجس خاتونؑ

آپؑ کا نسب شریف :

آپؑ کا اسمِ گرامی حضرت سیّدہ نرجس بنتِ یشوعا بن قیصر ملک روم ہے۔ آپؑ کی ماں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی شمعون کے حواریوں میں سے ایک حواری کی اولاد میں سے ہیں۔

آپؑ کے اسمائے گرامی میں "ملیکہ" صقیل، سوسن، ریحانہ، مریم شامل ہیں۔ ایک قول کے مطابق حکیمہ اور دوسرے قول کے مطابق "خمط" بھی آپ علیہا السلام کے اسمائے گرامی ہیں۔

لیکن آپ علیہا السلام کا مشہور نام "نرجس" ہے۔

آپ علیہا السلام کی کنیت اُمّ محمد ہے۔

بشیر بن سلیمان نخاس بیان کرتے ہیں جو کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی اولاد میں سے ہیں اور امام ابی الحسن علی النقی الہادی علیہ السلام اور ابی محمد العسکری علیہ السلام کے خاص موالیوں اور سرمن رائے (سامرہ) میں آپؑ کے پڑوسیوں میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں۔

حضرت امام مولانا ابوالحسن علی بن محمد العسکری علیہ السلام نے غلاموں کے بارے میں

Presented by www.ziaraat.com

فقہی احکام کی تعلیم دی، میں اُن کی اجازت کے بغیر نہ غلام خرید اکرتا اور نہ ہی بیچا کرتا‘ میں جب تک اس معاملے میں مکمل طور پر معلومات حاصل نہ کرلیتا، شکوک وشبہات کے مقامات سے اجتناب کرتا۔ میں حلال اور حرام کے درمیان اچھی طرح فرق جانتا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں سر من رائے (سامرہ) میں اپنے گھر میں تھا، رات کا کافی حصّہ گزر چکا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی، میں جلدی سے دروازے پر گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام مولانا ابی الحسن علی بن محمد علیہ السلام کے خادم کافور دروازے پر ہیں اور کہا کہ مولاؑ آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں نے کپڑے بدلے اور آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوگیا، میں نے دیکھا کہ پردے کے پیچھے آپؑ اپنے بیٹے ابا محمد علیہ السلام اور اپنی بہن حکیمہ خاتون علیہا السلام کے ساتھ باتیں کررہے ہیں، جب میں بیٹھ گیا تو فرمایا، اے بشر تم انصار کی اولاد میں سے ہو اور یہ ولایت تمہارے درمیان جاری رہے گی، جس کا ایک کے بعدِ دوسرا وارث بنتا رہے گا۔ تم ہم اہلبیت علیہم السلام کے خاص قابلِ اعتبار اور صاحبِ وثوق افراد میں سے ہو اور میں نے تمہارا تذکیہ کیا اور تمہیں صاحب شرف بنایا۔ اس کی وجہ وہ فضیلت ہے، جس میں تم ہمارے ساتھ محبتِ ولایت رکھنے والے شیعوں میں سب سے آگے ہو۔ میں تمہیں ایک راز سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور ایک کنیز خریدنے کا حکم دیتا ہوں۔ حضرت امامؑ نے رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک خط لکھا، اس کو لپیٹا اور پھر اس کے اوپر اپنی مہرِ امامت لگادی، پھر ایک زرد رنگ کی تھیلی نکالی، جس میں دوسو بیس دینار تھے۔ فرمایا یہ تھیلی لے لو اور بغداد چلے جاؤ، وہاں دریائے فرات

Presented by www.ziaraat.com

کے پُل پر چاشت کے وقت پہنچ جاؤ۔ ''دریائے فرات ایک مشہور دریا ہے، جو روم کی حدود سے شروع ہوتا ہے، شام کے اطرافؒ سے گزرتا ہوا کوفہ پہنچتا ہے، کوفہ سے حلّہ پھر بطائع کے مقام پر دجلہ سے جا ملتا ہے، وہاں سے یہ دونوں دریا ایک دریا بن کر ایران کے شہر ابادان میں خلیج فارس میں جا کر گرتے ہیں۔''

جب تم قیدیوں کے قریب پہنچ جاؤ اور کنیزوں کو فروخت کے لیے نکالا جائے تو بنی عباس کے دلال اور عراق کے لوگوں کی مختلف ٹولیاں اور کئی گروہ خریدنے کے لیے موجود ہوں گے، جب یہ سب کچھ دیکھ لو تو دور سے عمر بن یزید نخاس پر نگاہ رکھو، جو سارا دن خریداروں کے لیے ان ان صفات کی کنیزیں پیش کرتا رہے گا۔ جب وہ اس کنیز کو فروخت کے لیے پیش کرے، جس نے ریشم کے دو لباس پہن رکھے ہوں، جو اپنے چہرے کو عریاں کرنے کی اجازت نہ دے رہی ہو، ہاتھ لگانے کی کوشش کرنے والے کو ہاتھ لگانے سے روک رہی ہو، جو کوئی مَس کرنے کی کوشش کرے، اس سے اپنے آپ کو دور رکھ رہی ہو، نگاہیں جس کو باریک پردے کے پیچھے غور سے دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں، جب غلاموں کا تاجر اس کو فروخت کے لیے پیش کرے تو وہ رومی انداز میں چیخ رہی ہوگی، پس تم جان لو کہ وہ کہہ رہی ہے ہائے ہتکِ عزّت! ایک خریدار کہہ رہا ہوگا میں اسے تین سو دینار میں خریدتا ہوں، اس کی پاک دامنی نے مجھے اس کا مزید گرویدہ بنا دیا ہے۔

وہ عربی زبان میں کہے گی، اگر تم سلیمان علیہ السلام اور اُن کے تخت کو بھی پیش کر دو پھر

Presented by www.ziaraat.com

بھی مجھے تجھ سے کوئی دلچسپی نہیں، پھر وہ مالک سے مہربانی کی طالب ہوگی۔

غلاموں کا تاجر اس سے کہے گا کہ کیا صورت ہوسکتی ہے، بہر حال مجھے، تجھے فروخت کرنا ہی ہے؟

تو وہ کنیز کہے گی تمہیں جلدی کا ہے کی ہے؟ مجھے اس بات کا اختیار ہے کہ اپنے آپ کو اُس کے ہاتھ بیچوں، جس کے بارے میں میرا دل مطمئن ہو اور اس کی امانت اور دیانت قابلِ بھروسا ہو۔

پس تم اس وقت عمر بن یزید نخاس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میرے پاس ایک بند خط ہے، جو اشراف میں سے ایک شریف نے لکھا ہے، جو کہ رومی زبان اور رومی رسم الخط میں لکھا ہے، اس میں انہوں نے اپنے کرم، وفا، بزرگی، سخاوت کو بیان کیا ہے۔ ہم یہ خط اس کو دیتے ہیں تا کہ وہ صاحبِ خط کے اخلاق کے بارے میں سوچ لے، اگر وہ ان کی طرف مائل ہوگئیں تو میں اس صاحبِ خط کی طرف سے وکیل ہوں تا کہ اس کو خرید لوں۔

بشیر بن سلیمان النخاس کہتے ہیں، میں نے اس کنیز کے بارے میں اپنے مولا و آقا حضرت ابوالحسن علیہ السلام کی تمام ترہدایات پر عمل کیا، جب اس کنیز نے اس خط کو کھولا تو زار و قطار رونے لگی اور عمر بن یزید نخاس سے کہا کہ اس صاحبِ خط کے ہاں مجھے فروخت کر دو اور سخت قسم کی قسم کھائی اور کہا کہ اس نے کب فروخت ہونے سے روکا تھا، جس کے لیے میں نے اپنی جان تک خطرے میں ڈال دی، وہی تو میری مراد تھی۔

Presented by www.ziaraat.com

قیمت پر بحث ہوتی رہی، یہاں تک کہ وہی قیمت طے پائی جو میرے مولاؑ نے اس زرد رنگ تھیلی میں دینار بند کر کے دیے تھے۔ اس نے وہ دینار مجھ سے لے لیے اور ہنستی مسکراتی کنیز میرے حوالے کر دی۔ میں ان کو بغداد میں جس کمرے میں ٹھہرا ہوا تھا لے گیا۔

آپؑ کا اسلام:

چار راتوں کے بعد میں نے خواب دیکھا، کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت سیّدۃ النساء علیہا السلام میری زیارت کے لیے تشریف لائی ہیں اور حضرت مریم بنتِ عمران علیہا السلام اور ایک ہزار جنت کی کنیزیں ان کے ہمراہ ہیں۔ حضرت مریم سلام اللہ علیہا نے مجھ سے فرمایا، یہ سیّدۃ نساء العالمین علیہا السلام ہیں، جو تمہارے شوہر ابی محمد علیہ السلام کی ماں ہیں، میں ان سے لپٹ جاتی ہوں اور رو رو کر ان سے شکایت کرتی ہوں کہ ابی محمد علیہ السلام مجھے نہیں ملتے۔

مجھے سیّدۃ النساء العالمین علیہا السلام نے فرمایا: بیٹا اُس وقت تک تمہیں زیارت نہیں کرائے گا جب تک تم دینِ مسیحیت پر ہو۔ یہ میری بہن مریم سلام اللہ علیہا بھی تمہارے دین سے نفرت کرتی ہیں، پس اگر تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم سلام اللہ علیہا پر راضی ہو جائے اور ابی محمد علیہ السلام کی زیارت کرو تو پھر یہ کلمہ پڑھو۔

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان ابی محمد رسول الله

جب میں نے کلمہ پڑھا، سیّدۃ النساء العالمین علیہا السلام نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا، جس سے مجھے سکون ملا، اُس وقت فرمایا، اب ابی محمد علیہ السلام کی زیارت کی توقع رکھو، اب

Presented by www.ziaraat.com

میں ان کو تیری طرف بھیجوں گی۔

یہ کہتے ہوئے میں نیند سے بیدار ہوگئی، اے ابی محمد علیہ السلام کی ملاقات کا شوق!

قید ہونے کا قصّہ :

بشیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے قید ہونے کا کیا واقعہ ہے؟

بی بی نے بتایا، مجھے ابو محمد علیہ السلام نے راتوں میں سے ایک رات بتایا، عنقریب تیرا دادا فلاں دن مسلمانوں کو قتل کرنے کے لیے اپنا لشکر بھیجے گا، پھر وہ خود ان کے پیچھے پیچھے جائے گا، پس تم خود ان کے ساتھ شامل ہو جانا، اپنے آپ کو نوکرانیوں کے معمولی لباس میں ملبوس کر کے فلاں راستے سے کنیزوں کے ساتھ شامل ہو جانا، میں نے ایسے ہی کیا، ہمارے اوپر مسلمانوں کے ہراول دستے نے حملہ کیا اور گرفتار کر لیا، جہاں تک میرا تعلق ہے نہ کسی نے مجھے دیکھا نہ کسی کو پتا چلا، نہ ہی اب تک کسی کے وہم وگمان میں تھا کہ میں روم کے بادشاہ کی بیٹی ہوں، سوائے تمہارے اور وہ بھی میں نے خود تمہیں بتایا ہے۔

مجھ سے اس شیخ نے پوچھا، جس کے حصے میں بطور مال غنیمت آئی تھی کہ تیرا نام کیا ہے تو میں نے ناپسند کیا اور کہہ دیا، نرجس۔ اس نے کہا کنیز کا نام۔

رومی خاتون عربی میں بات کرتی ہے :

میں نے کہا، مجھے تعجب ہے کہ آپ رومی ہیں اور آپ کی زبان عربی نہیں ہے،

Presented by www.ziaraat.com

بی بیؑ نے بتایا، مجھے مختلف ادیان اور زبانوں کو جاننے کا شوق تھا، میرے دادا تک میرے شوق کی خبر پہنچی تو انھوں نے میری تعلیم و تربیت کے لیے ایک عورت کو مقرر کیا، جو میرے پاس آنے جانے والوں کی گفتگو کا ترجمہ کیا کرتی تھیں، وہ صبح و شام میرے پاس آتیں میں ان سے عربی سیکھتی، یہاں تک کہ میں نے عربی زبان پر عبور حاصل کر لیا اور عربی مضبوط ہوگئی۔

بشیر نے بتایا، جب میں ان کو لے کر سر من رائے ''سامرہ'' پہنچا اور مولانا ابی الحسن العسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے بی بی سے کہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی عزت کس طرح دکھائی اور نصرانیت اور عیسائیت کی ذلّت اور اہلِ بیتِ محمد علیہم السلام کے شرف کو کس طرح ظاہر کیا؟

بی بی علیہا السلام نے کہا: اے فرزندِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیسے بیان کروں، آپ علیہ السلام مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں آپ کو عزّت و تکریم دینا چاہتا ہوں، آپ ان میں سے کیا پسند کریں گی دس ہزار درہم یا ہمیشہ ہمیشہ کے شرف کی بشارت؟

بی بی نے کہا: مجھے بشارت چاہیے۔

حضرت امامؑ نے فرمایا: آپ کو ایک ایسے بیٹے کی بشارت ہو، جو دنیا کے مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور وہ اس زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پُر کردے گا، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

Presented by www.ziaraat.com

بی بی علیہا السلام نے پوچھا: کیسے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا، جس کے ساتھ فلاں رات فلاں مہینے اور فلاں رومی سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کی تھی۔

بی بی علیہا السلام نے پوچھا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے وصی نے کیا کہا؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے وصی نے کس کے ساتھ شادی کرائی؟

بی بی علیہا السلام نے کہا: آپ کے بیٹے ابی محمد علیہ السلام کے ساتھ۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ اُن کو جانتی ہیں؟

بی بی علیہا السلام نے کہا: جس رات سے میں نے ان کی ماں حضرت سیّدۃ النساء علیہا السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اُس رات سے آج تک کوئی رات ایسی نہیں، جس میں، میں نے ان کی زیارت نہ کی ہو؟

حضرت ابوالحسن امام علی نقی الہادی علیہ السلام نے فرمایا: اے کافور میری بہن حکیمہ علیہا السلام کو بلاؤ، جب وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لے آئیں تو آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا، یہ ہیں وہ۔ جنابِ حکیمہ خاتون ع نے مجھے کافی دیر تک گلے لگائے رکھا اور بہت زیادہ خوش ہوئیں۔

ہمارے مولا و آقا علیہ السلام نے ان سے فرمایا، اے بنتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے گھر لے جاؤ اور ان کو فرائض اور سنن کی تعلیم دو، یہ ابی محمد علیہ السلام کی زوجہ اور قائم آلِ محمد علیہ السلام کی ماں ہیں۔

﴿امہاتِ المعصومین علیہم السلام: ص ۴۴۸﴾

Presented by www.ziaraat.com

میلاد کی رات :

شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب ''الغیبۃ'' میں میلاد مبارک کے واقعے کو کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

حضرت سیّدہ حکیمہ خاتون علیہا السلام بنتِ محمد بن علی الرضا علیہ السلام سے روایت ہے، انہوں نے بیان فرمایا کہ حضرت ابو محمد علیہ السلام نے پندرہ شعبان ۲۵۵ھ کو بلا بھیجا اور فرمایا، پھوپی جان آج رات روزہ ہمارے ساتھ افطار کریں، اللہ تعالیٰ آج رات اپنے ولی اپنی مخلوق پر اپنی حجّت اور میرے بعد میرے خلیفہ کو بھیجے گا۔

حضرت حکیمہ خاتون علیہا السلام فرماتی ہیں، یہ سن کر مجھے بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی، میں نے اپنے کپڑے اٹھائے اور اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ابو محمد علیہ السلام کے پاس جا پہنچی، آپ اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے اور آپ کی کنیزیں آپ کے اردگرد بیٹھی تھیں، میں نے عرض کی، میری جان آپ پر قربان ہو، اے میرے سردار آپ کا خلیفہ کس سے ہوگا؟

انہوں نے فرمایا، سوسن سے۔

میں نے اپنی نگاہیں سب پر گھمائیں، میں نے سوسن سمیت کسی بھی کنیز میں کوئی آثار نہ دیکھے، حکیمہ خاتون علیہا السلام بیان فرماتی ہیں: جب میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھ کر فارغ ہوئی تو دسترخوان پر آئی، میں نے اور سوسن نے روزہ افطار کیا اور پھر ایک ہی گھر میں ہم نے رات بسر کی۔

میری تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگ گئی، پھر میں بیدار ہوگئی، لیکن ابو محمد علیہ السلام نے ولی

Presented by www.ziaraat.com

اللہ کے امر کے بارے میں جو وعدہ فرمایا تھا، میں مستقل پریشان تھی، میں ہر رات جس وقت نماز کے لیے اٹھا کرتی تھی، اُس سے بہت پہلے اٹھ بیٹھی، میں نے نمازِ تہجد پڑھی، یہاں تک کہ نمازِ وتر بھی پڑھ لی۔ اچانک سوسن گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور گھبرا کر نکلی، تجدیدِ وضو کیا، واپس لوٹی اور نمازِ تہجد پڑھی اور نمازِ وتر بھی پڑھ لی۔ میرے دل میں خیال آیا فجر کا وقت قریب ہے میں اٹھی تاکہ دیکھوں کہ فجرِ اوّل طلوع ہو چکی ہے، ابی محمد علیہ السلام نے جو وعدہ فرمایا تھا میرے دل میں اس بارے میں شک پیدا ہوا ہی تھا کہ ابو محمد علیہ السلام نے اپنے کمرے سے ہی مجھے آواز دے کر فرمایا: شک نہ کرو آپ جلد وہ گھڑی دیکھیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سیّدہ حکیمہ خاتون علیہا السلام فرماتی ہیں، مجھے ابی محمد علیہ السلام کی یہ بات سن کر شرم محسوس ہوئی جو کچھ میں نے دل میں سوچا تھا، میں گھر واپس لوٹی تو میرے دل میں خجالت اور شرم کا احساس تھا، اچانک سوسن علیہا السلام نے اپنی نماز چھوڑ دی اور گھبرائی ہوئی باہر نکلیں، میں نے ان سے گھر کے دروازے پر ملاقات کی اور میں نے کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، کیا کچھ محسوس کر رہی ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں پھوپی جان مجھے سخت پریشانی ہو رہی ہے۔

حضرت سیّدہ نرجس خاتونؑ کا وسیلہ :

حضرت سیّدہ نرجس خاتون علیہا السلام اللہ تعالیٰ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جس کی طرف محتاج رخ کرتے ہیں اور مصیبت زدہ اپنی حاجات کو پورا کرا کر

Presented by www.ziaraat.com

اپنے غموں کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے دور کرانے کے بعد واپس لوٹتے ہیں۔

اس موضوع پر بہت زیادہ شواہد دلالت کرتے ہیں۔

میرزا محمد تقی شیرازی قدس سرہ کے حالاتِ زندگی میں منقول ہے کہ سامرا شہر میں ان کو طاعون کا مرض لاحق ہو گیا تھا، آپ کے گھر والوں کو اس کی بہت زیادہ پریشانی ہوئی، کیونکہ سامرہ کے رہنے والے طاعون کے مرض میں مرنے والوں کو دفن کرنے سے عاجز آچکے تھے، وہ ان کی لاشوں کو اسی حالت میں سڑکوں پر چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔

میرازمحمد تقی شیرازی بڑی مشکل سے سیّد محمد الفشارکی قدس سرہ کے گھر پہنچے جہاں پر علم وفکر کے درخشاں ستارے جمع ہو کر اسی طاعون کی بیماری کی وبا کے بارے میں بحث کر رہے تھے، جس نے تمام کی زندگی کو خطرے میں ڈال رکھا تھا۔ان میں ایک عالم بزرگوار میرزا شیرازی قدس سرہ بھی تھے، وہ یہ کہتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے جب حکم صادر، ہو جائے تو اسے نافذ بھی ہونا چاہیے یا نہیں؟

سب نے کہا، ہاں حکم نافذ ہے اور اسے جاری کرنا واجب ہے۔

تو میرزا شیرازی نے فرمایا: میں سامرا کے تمام مایوس شیعوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ زیارتِ عاشورہ آج سے دس دن تک پڑھیں اور اس کا ثواب حضرت سیّدہ نرجس خاتون علیہا السلام والدہ حضرت امام حجت علیہ السلام کو ہدیہ کریں تا کہ وہ ان سے اس بلا کو دُور کریں۔

حاضرین نے اس مرجع بزرگوار کا حکم تمام شیعوں تک پہنچایا۔ موالیانِ اہلبیت علیہم السلام نے

Presented by www.ziaraat.com

زیارتِ عاشورہ کو پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ ان کی زیارت پڑھنے کے دوران ہی طاعون کا مرض ان سے دور ہو گیا۔ لیکن جو اِن کے غیر تھے، ان میں وہ مرض ویسے ہی رہا، جس کا مشاہدہ تمام لوگوں نے کیا۔

دوسرے مذاہب کے بعض پیروکاروں نے سامرہ کے شیعوں سے پوچھا کہ ان سے طاعون کا مرض کس طرح دور ہوا ہے تو انہوں نے ان کو صورتِ حال بتائی، انہوں نے بھی زیارتِ عاشورہ پڑھ کر جناب سیّدہ نرجس خاتون علیہا السلام کو ہدیہ کی، اس طرح تمام لوگوں سے یہ بلا دور چلی گئی۔

﴿امہات المعصومینؑ۔ تالیف: آیۃ اللہ سید محمد شیرازی ترجمہ: علامہ ڈاکٹر محمد حسین اکبر، سے اقتباسات﴾

حضرت نرجس خاتونؑ کی فضیلت:

محدّث قمی نے مفاتیح الجنان میں زیارت جناب نرجس خاتونؑ نقل کرتے ہوئے فقرہ لکھا ہے:

"السلام علیک و علی روحک و علیٰ بدنک الطاھر الخ"

"سلام ہو آپؑ پر آپؑ کی روح اور بدن طاہر پر۔"

Presented by www.ziaraat.com

حضرت زینبِ کبریٰ ؑ اور حضرت عبداللہؓ

حضرت زینبِ کبریٰ علیہا السلام کی ولادت کے بارے میں علماء و مورّخین کا اتفاق ہے کہ بی بی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات میں متولد ہوئیں، آپ کی تاریخ ولادت ۵ جمادی الاوّل سن ۵ یا ۶ ہجری ۶ شعبان المعظم ہے۔ جب بی بی زینب علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو آپؑ کی والدہ گرامی حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے انہیں حضرت امیرالمومنینؑ کی گود میں دے دیا اور فرمایا، مولودہ کا نام تجویز کریں۔ آپؑ نے فرمایا۔ ''میں رسولؐ خدا کی تشریف آوری سے پہلے نام نہیں رکھوں گا، کیونکہ وہ سفر پر ہیں۔ جب واپس تشریف لائیں گے تو خود ہی نام تجویز کریں گے۔ آنحضرتؐ جب تشریف لائے تو امیرالمومنینؑ نے بچّی کا نام تجویز کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا، ''میں پروردگار کے حکم سے پہلے کوئی نام تجویز نہیں کروں گا۔'' پس جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ کی طرف سے سلام کا پیغام دیا اور فرمایا ''اس بچّی کا نام زینب رکھیے۔ اللہ نے اس کے لیے یہی نام منتخب کیا ہے۔'' اور پھر بچّی پر آنے والے مصائب کی خبر دی اور آنحضرتؐ نے گریہ فرمایا۔

﴿کبریت احمر: ص ۳۷۶، مسافرہ شام: ص ۱۴﴾

جنابِ زینبؑ کے فضائل و مناقب :

یوں تو بی بی زینب علیہا السلام کے فضائل و مناقب اور آپؑ کی عظیم المرتبت شخصیّت کا اندازہ آپؑ کے زیارت نامے کے علاوہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام اور امام زین

Presented by www.ziaraat.com

العابدین علیہ السلام کے آپؑ کے بارے میں نقل ہونے والے اقوال سے لگایا جا سکتا ہے، یہاں صرف ایک روایت پر اکتفا کرتے ہیں کہ جس میں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

''تمام حاضرین اور غیر حاضرین کو میرا پیغام پہنچا دو کہ زینب علیہا السلام شکل و شباہت میں اپنی جدّہ محترمہ خدیجہ علیہا السلام سے ملتی ہیں، لہٰذا ان کی تعظیم کرنا سب پر ضروری ہے۔''

﴿مسافرۂ شام: ص ۳۳﴾

حضرت عبد اللہؒ سے شادی

جناب زینب کبریٰ علیہا السلام جب دورِ طفولیت سے عالمِ شباب پر پہنچیں تو روسائے قبائل اور اشرافِ عرب نے ان کی خواستگاری کی لیکن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ان سارے پیغامات کو رد کر دیا، اشعث ابن قیس نے بھی خواستگاری کی تو حضرت علی علیہ السلام نے اسے جسارت شمار کرتے ہوئے شدّت سے رد کر دیا۔

آپؑ نے اپنے بھتیجے عبد اللہ ابن جعفرؓ کو بلایا اور ان کو جنابِ زینبِ عالیہ علیہا السلام کے شوہر ہونے کا شرف عطا فرمایا، اور وہی مہر قرار دیا جو آپ کی والدہ کا تھا، اس عقد میں امیر المومنینؑ نے ایک شرط بھی ضمنِ عقد قرار دی کہ اگر میری بیٹی زینب اپنے بھائی کے ساتھ سفرِ عراق پر جانا چاہے تو تم منع نہ کرنا۔

﴿مسافرۂ شام: ص ۷۹ علیؑ کی بیٹی: ص ۷۰ مؤلف: علی قائمی﴾

Presented by www.ziaraat.com

حضرت موسیٰؑ اور دخترانِ حضرت شُعیبؑ

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے شہر مصر سے رات کی تاریکی میں ہجرت کر کے مدین کے علاقے میں داخل ہوئے، وہاں ایک کنویں پر مختلف چوپانوں کو دیکھا جو اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے، مگر انہی چوپانوں میں دو لڑکیوں کو دیکھا جو بھیڑوں کو کنویں کے قریب جانے سے روک رہی ہیں۔ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا، ''آپ اپنے جانوروں کو کیوں پانی پینے نہیں دیتیں۔''

اس پر انہوں نے جواب دیا، ''ہم اس وقت تک رکے رہیں گے، جب تک یہ مرد اپنے جانوروں کو پانی پلا کر فارغ نہیں ہو جاتے۔ ہمارے والد ایک ضعیف العمر انسان ہیں اور وہ یہ کام نہیں کر سکتے ہیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈول لے کر کنویں پر گئے اور ان دو لڑکیوں کے جانوروں کو سیراب کیا اور اس کے بعد بھوک کے غلبے کی وجہ سے درخت کے سائے میں آ کر بیٹھ گئے، کچھ دیر کے بعد ان دو لڑکیوں میں سے ایک واپس آئی اور کہا، ''ہمارے والد آپ کو اس زحمت کی اجرت دینا چاہتے ہیں۔'' موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر ان کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات کو سن کر انہیں تسلّی دی کہ یہ سرزمین فرعون کی سلطنت سے باہر

Presented by www.ziaraat.com

ہے لہٰذا تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

دخترِ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا" بابا جان اسے اپنی مدد کے طور پر اجرت کے عوض اپنے پاس رکھ لیں کیونکہ یہ قوی بھی ہے اور امین بھی۔" حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا" کنویں سے پانی نکال کر جانوروں کو سیراب کرنا اس کے قوی ہونے کی علامت ہے لیکن تم امین ہونے کو کہاں سے پہچانیں؟" اس پر دخترِ حضرت شعیبؑ نے کہا:" جب میں اسے اپنے گھر لا رہی تھی کہ اس نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے آگے چلوں گا اور آپ مجھے پیچھے سے راستے کی رہنمائی فرمایئے، کیونکہ ہم اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو عورتوں کے ہیکل اور اندام کو نہیں دیکھتے۔" حضرت شعیب علیہ السلام اس بات سے خوش ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:" میں اپنی بیٹی صفورہ کا اس شرط پر عقد کرنا چاہتا ہوں کہ آٹھ سال میرے گوسفندوں کو سنبھالنا ہوگا اور اگر دس سال بھی رہنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس سرزمین پر غریب و تنہا تھے، لہٰذا حضرت شعیب علیہ السلام کی دامادی کو خوشی سے قبول کیا اور جب دس سال کی مدت مکمل ہو گئی تو اپنی زوجہ اور حضرت شعیب علیہ السلام کے عطا کردہ جانوروں کو لے کر اپنے وطن مصر کی جانب روانہ ہوگئے۔

﴿قصہ ہائے قرآن: ص ۱۲۸ مؤلف: سیّد محمد صحفی﴾

سورۂ قصص کی تیئسویں (۲۳) تا ستائیسویں (۲۷) آیات میں موجود اس واقعے سے استفادہ ہوتا ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

”وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ج قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ“ ﴿آیت ۲۳﴾

”فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ“ ﴿آیت ۲۴﴾

”فَجَآءَتْهُ اِحْدٰهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ط فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ“ ﴿آیت ۲۵﴾

”قَالَتْ اِحْدٰهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ“ ﴿آیت ۲۶﴾

”قَالَ اِنِّىْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِىْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔“ ﴿آیت ۲۷﴾

ا۔ لڑکیوں کو بھی لڑکوں کی طرح منطق اور حکمت کی بنیاد پر اپنے شریکِ زندگی

Presented by www.ziaraat.com

کے انتخاب کا حق ہے۔

"قَالَتْ اِحْدٰهُمَا یٰا اَبَتِ اِسْتَاْجِرْهُ"

۲۔ لڑکیوں میں یہ جرأت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے دل کی بات اپنے بڑے سے کرسکیں۔

"یٰا اَبَتِ اِسْتَاْجِرْهُ"

۳۔ گھر کے تمام افراد کو رائے دینے کا حق ہے مگر آخری فیصلہ سرپرست کا ہونا چاہیے۔

"اِسْتَاْجِرْهُ"

۴۔ انتخاب کے وقت بہتر سے بہتر کی تلاش ہونا چاہیے۔

"اِنَّ خیرَ من استأجرت الْقَوِیُّ الامین"

۵۔ داماد کے بارے میں پہلے سے غور کرنا ایک ضروری امر ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے حالات حضرت شعیب علیہ السلام کو بیان کیے اور شعیب علیہ السلام اسے مطمئن ہو گئے تب انہیں اپنا داماد بنانے کی پیش کش کی۔"

"فَلَمَاجَاءَهٗ وَ قَصَّصَ علیه القَصَصَ"

۶۔ اگر جوان کے امین اور باصلاحیت ہونے کا اطمینان ہو جائے تو امکانات، مکان، روزگار وغیرہ کو شادی میں رکاوٹ نہیں ہونا چاہیے۔

"اُرِیْدُ اَن اُنکِحَکَ"

Presented by www.ziaraat.com

۷۔ شادی کی پیش کش لڑکی کے والد کی طرف سے کوئی بُرا فعل نہیں ہے۔

''اِنّی اُرِیْدُ ان اُنکِحَکَ''

۸۔ بڑی بیٹی کی شادی ہر صورت میں پہلے کی جائے، یہ کوئی ضروری عمل نہیں۔

''اِحْدَی ابْنَتَیَّ ھٰتَیْنِ''

۹۔ جنسی تعلقات کا حتیٰ کہ بیتِ نبیؐ میں بھی خیال رکھا جاتا ہے تا کہ گھر کا ماحول صحیح رہے۔ چنانچہ اس واقعے میں بھی پہلے شادی کی بات کی گئی ہے پھر کام کی بات کی گئی۔

''علیٰ اَنْ تَاْجُرَنِیْ''

۱۰۔ مہر کا تعین شادی سے پہلے ضروری ہے۔

''علیٰ اَنْ تَاْجُرَنِیْ''

۱۱۔ مہر کے لیے لازم نہیں ہے کہ وہ مال کی صورت میں ہو، بلکہ کام بھی مہر قرار پا سکتا ہے

''علیٰ اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمانِیَ حِجَجٍ''

البتہ اس مسئلے میں مراجع تقلید سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

۱۲۔ لڑکی کے والد کو مہر کے مسئلے میں زیادہ سخت مزاج نہیں ہونا چاہیے۔

''وَمَا اُرِیْدُ ان اَشُقَّ عَلَیکَ''

معمولاً لڑکی پسند کرتے وقت مال و ثروت، حُسن و زیبائی اور حسب و نسب پر خاص توجّہ دی جاتی ہے۔ جب کہ حدیث میں ہے کہ

Presented by www.ziaraat.com

"عَلَیکَ بذات الدّین"

"انتخاب کے وقت محور و معیار عقیدہ و دین کو قرار دینا چاہیے۔"

﴿کنزل العمال حدیث ۴۶۶۰۲﴾

ایک اور حدیث میں ملتا ہے کہ ممکن ہے حُسن و زیبائی ہلاکت کا اور ثروت بغاوت کا سبب بن جائے۔ ﴿تفسیرِ نور: ج ۹ ص ۴۶﴾

اخلاق اور دین پر شدّت سے توجّہ کا مقصد یہی ہے کہ وراثت کا قانون ایک بنیادی قانون ہے، کیونکہ جینٹک (طغرہ) اس موجود کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے ماں باپ کے صفاتِ ظاہری و باطنی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں۔ جو بچے کے ذہنی و روحانی حالات کو تشکیل دیتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

"تَزَوَّجُوا فِی الْحِجرِ الصَّالِحِ فاِنّ العِرق دَسَّاسٌ مکارم"

"نیک اور صالح گھر میں شادی کرو، کیونکہ اصالت اچھے اخلاق میں اثر رکھتی ہے۔"

اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ عرق، جینٹک اور اصالت اولاد میں مزاج اور والدین کے صفات منتقل کرنے میں خاص کردار ادا کرتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

شادی کی اہمیت پر کچھ اور روایات

آنحضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''نکاح میری سنّت ہے، جس نے میری سنّت سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

کبھی ارشاد فرمایا:

''اللہ کے نزدیک وہ گھر زیادہ محبوب ہے جو اسلام کے ساتھ ازدواج سے آباد ہو۔'' ﴿وسائل الشیعہ﴾

کبھی ارشاد فرمایا: ''آسمان کے دروازے چار مقامات پر کُھلتے ہیں:

الف: بارش کے موقع پر۔

ب: جب بچّہ باپ کا چہرہ دیکھتا ہے۔

ج: جب کعبے کا دروازہ کھلتا ہے۔

د: جب عقد نکاح پڑھا جاتا ہے۔

﴿مستدرک الوسائل﴾

کبھی ارشاد فرمایا: ''اہلِ جہنم میں اکثر غیر شادی شدہ افراد ہوں گے۔''

کبھی ارشاد فرمایا:

''تم میں بدترین لوگ غیر شادی شدہ افراد ہیں، کیونکہ غیر شادی شدہ افراد شیطان کے بھائی ہیں۔''

﴿بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۱﴾

Presented by www.ziaraat.com

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''شادی شدہ شخص کی دو رکعت نماز غیر شادی شدہ کی ستّر رکعتوں سے بہتر ہے۔''

کبھی ارشاد فرمایا:

''صرف شادی شدہ افراد ہیں جو اپنا دامن پاک رکھ سکتے ہیں۔''

﴿مستدرک الوسائل﴾

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جب بسترِ شہادت پر تھیں تو ایک روز حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

یا ابنِ عَمِّ رسولِ اللّٰہ :

''اُوصِیکَ اَوَّلاً اَن تتزوِّجَ بعدی ... امامہ فَاِنَّھا تکونُ لِوُلْدِیْ مِثْلِیْ فَاِنَّ الرِجالَ لاُبُدَّ لَھُمْ مِنَ النِّسَاءِ''

''اے رسولؐ خدا کے چچازاد'' پہلی وصیّت یہ ہے کہ میرے بعد اُمامہ سے عقد کرنا، کیونکہ وہ میرے بچّوں کی نسبت میری طرح مہربان ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مردوں کے لیے زوجہ کا ہونا ضروری ہے۔''

﴿بحار الانوار: ج ۴۳ ص ۱۹۲﴾

Presented by www.ziaraat.com

تقریبِ نکاح کے آداب

"وَاَنکِحُوا الاَیَامیٰ مِنکُمْ و الصّالِحین مِنْ عِبادِکُم و اِمَائِکُم"

"تم لوگ اپنے کنوارے لڑکے اور لڑکیوں کا نکاح کرو۔"

یہ وہ حکمِ الٰہی ہے، جسے تقریبِ نکاح میں یاد رکھنا چاہیے، کیونکہ نکاح کی تقریب خالصتاً ایک عبادتِ الٰہیہ ہے، جس طرح ہم دیگر عبادتوں میں ان کے آداب کا خیال رکھتے ہیں، اسی طرح اس عبادت میں بھی ہر اُس چیز کا خیال رکھنا پڑے گا جس سے اللہ راضی رہتا ہے۔

۱۔ اسلام کسی طرح کی بھی نمود و نمائش کو پسند نہیں کرتا کیونکہ نمود و نمائش انسان کی ترقی میں سوائے رکاوٹ کے کوئی اور اثر نہیں رکھتی ، بالخصوص نکاح میں بھاری مہر ، بڑا جہیز ، دو طرفہ سختیاں اور غیر معقول اور غیر شرعی رسومات کی سختی سے ادائیگی، خاص طور پر:

۲۔ (Mix Gathering) مخلوط محفل کہ جس میں عریانیت وفحاشی عام ہوتی ہے اور یہ چیزیں نکاح کی تقریب سے کسی صورت میل و مناسبت نہیں رکھتیں اور شاید یہی وجہ ہو کہ نئی زندگی کا آغاز اللہ و رسولؐ اور اہل بیت علیہم السلام کی لعنتوں اور ناراضی

Presented by www.ziaraat.com

کے ساتھ شروع ہونے کی وجہ سے ازدواجی زندگی میں چین، سکون، الفتیں، راحتیں، رزق وروزی میں برکت اور گھریلو آرام نصیب نہیں ہوتا۔

۳۔ تقریبِ نکاح میں تصاویر، فلم بندی اور عکس بندی بھی فساد کی جڑ ہے۔

اگرچہ یہ بات پہلے ہی مسلّمات میں سے ہے کہ کسی خاتون کا حُسن و آرائش کے ساتھ نامحرم کے آگے پیش ہونا چاہے وہ عکس بندی کرنے والا ہو یا کیمرہ مین، یا تقریب میں شریک گھر، خاندان اور محلّے کے نوجوان لڑکے ہوں، **حرام ہے**۔ پھر تصاویر اور فلم بندی پر ہزاروں روپے خرچ کیے جاتے ہیں، یہ کام بعد میں اختلافات کا سبب اور بُرے ثبوت کے طور پر باقی رہتا ہے اور یہ چیز محبتوں کی راہ میں رکاوٹ، باہمی محبت و الفت کا خاتمہ اور الجھنوں کا شکار بنا دیتی ہے اور ایسے ماحول میں آنے والا بچّہ الفت و محبت سے خالی ذہنی انتشار کا شکار ہوتا ہے جو کہ کسی بھی معاشرے کے لیے زہر سے کم نہیں۔

۴۔ ہمارے معاشرے میں اگر بعض اوقات نکاح سے پہلے بڑھ چڑھ کر انتہائی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے **جہیز کا انکار ان الفاظ میں کر دیا جاتا ہے** کہ آپ اپنی بیٹی دے رہے ہیں یہی بہت ہے، ہمارے گھر میں سب کچھ ہے آپ کی دی ہوئی چیزیں غیر ضروری ہوں گی، جہیز کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم تو آپ لوگوں سے رشتہ کرنے کو سعادت مندی سمجھتے ہیں اور اگر غلطی سے لڑکی کے والدین ان الفاظ کو سچ سمجھ کر شادی کر لیں تو پھر شادی کے دوسرے روز ہی سے طعنے اور جملہ بازی اور کم ظرفی کا

Presented by www.ziaraat.com

مظاہرہ شروع ہوجاتا ہے، بات بات پر احساس دلایا جاتا ہے کہ تم کیا لائی ہو؟ ادھر لڑکی بَری (وہ سامان جو کہ لڑکے کی طرف سے شادی میں دیا جاتا ہے) کے اندر عیب نکال کر بدلہ لیتی ہے کہ ہاں تم نے اپنے یہاں کے جوڑے دیکھے تھے فلاں زیور دیکھا تھا وغیرہ اس مقام پر محبّانِ آلِ رسولؐ غور کریں، جب حضرت علیؑ نے حضرت زہراؑ کی خواستگاری کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا ''شادی کے لیے تمہارے پاس کیا ہے۔'' تو حضرت علیؑ نے فرمایا ''ایک زرہ، تلوار اور سواری ہے۔'' آنحضرتؐ نے تلوار اور سواری کے علاوہ زرہ کو بیچنے کا مشورہ دیا جو کہ پانچ سو درہم میں فروخت ہوئی کہ جس سے حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کا جہیز تیار ہوا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں جہیز کا بوجھ لڑکی کا باپ اٹھاتا ہے، جب کہ کائنات کی عظیم ترین شادی میں یہ ذمّے داری داماد کے سر پر رکھی گئی ہے۔

۵۔ تقریبِ نکاح میں وکیل شرعی کا دولہا اور دلہن سے اجازت طلب کرنا انتہائی ضروری اور واجب عمل ہے لیکن یہ ایک رسم سے زیادہ نہیں ہے، کیونکہ اصلی اجازت اُس وقت حاصل کی جانی چاہیے کہ جب رشتہ طے کیا جارہا ہو۔ اُس وقت سب سے پہلی اجازت اور رضایت لڑکی کی ہونی چاہیے۔

مسئلہ: وکیلِ شرعی یعنی نکاح پڑھنے والے دولہا اور دلہن کے وکیل کا صحیح عربی میں صیغوں کو ادا کرنا اور قصد انشاء سے آشنا ہونا ضروری ہے، چنانچہ نکاح کے موقع پر

Presented by www.ziaraat.com

وکیل شرعی کے انتخاب میں ان کی قابلیت پر توجّہ دینا اہل خانہ کی ذمّے داری ہے۔

مسئلہ: دولہا اور دلہن میں سے کسی ایک کا اہلِ سنّت سے ہونا شرعاً کوئی قباحت نہیں رکھتا لیکن تمام مراجع کا فتویٰ ہے کہ صحیح صیغوں (ایجاب وقبول) کا اجراء کرنا ضروری ہوگا۔

الف: استخارے کی رسم

استخارہ روایاتِ معصومین علیہم السلام کی روشنی میں حقیقت رکھتا ہے، لیکن اس سے پہلے کے مرحلے کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے اور وہ ہے استشارہ یعنی خوب اچھی طرح مشورہ اور تحقیق کر لینے کے بعد اگر بات واضح نہ ہو رہی ہو تب استخارہ دیکھا جائے۔ اگرچہ شادی ایک اہم ترین فریضہ ہے، لیکن اسے ادا کرتے وقت احتیاط سے کام لینا ہوگا، یہاں مندرجہ ذیل چند نکات کی طرف توجّہ دلانا ضروری ہے۔

ب: لڑکے اور لڑکی کی رضایت:

جب حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے جنابِ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے لیے خواستگاری کی گئی تو رسول اکرمؐ نے اس کے باوجود کہ خود بھی یہ رشتہ پسند فرماتے تھے، جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے پاس جا کر پوچھا، ''دخترم، علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اچھی طرح پہچانتی ہو، کیا مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں تمہارا عقد اس کے ساتھ کر دوں؟'' حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو شرم و حیا مانع آئی اور آپؑ نے گردن جھکا کر سکوت اختیار کیا، جسے آنحضرتؐ نے رضایت کی علامت سمجھتے ہوئے بی بی کو دُعا دی ﴿بحارالانوار ج ۴۳ ص ۱۲۷﴾

Presented by www.ziaraat.com

ج: خطبۂ عقد میں عزیز و اقارب اور اہم شخصیات کو مدعو کرنا:

رضایتِ مرد کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا، ''مسجد میں جاؤ اور اصحابِ کرامؓ کو تقریبِ عقد کی دعوت دو۔'' آپؑ جب مسجد میں پہنچے تو باآوازِ بلند سب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''اَجِیْبُوا اِلیٰ وَلِیْمَۃِ فاطمۃِ''

''میں تمہیں فاطمہ علیہا السلام کی شادی کی دعوت دیتا ہوں۔'' (اس روایت سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ تقریبِ نکاح کا کھانا ہی اصل میں ولیمے کا کھانا ہے)

﴿بیت الاحزان: ص ۵۹﴾

د: خطبۂ عقد کے موقع پر مہر کا تعین کرنا ضروری ہے:

اسلام زیادہ مہر کو مناسب نہیں سمجھتا بلکہ سفارش کرتا ہے کہ اگر تمہیں داماد کا دین اور اخلاق پسند آئے تو مہر کے بارے میں سختی سے کام نہ لو اور تھوڑے مہر پر قناعت کرو پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں: ''میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو خوبصورت اور کم مہر والی ہیں۔''

﴿وافی، کتابِ نکاح: ص ۱۵﴾

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''عورتوں کی برائی اس میں ہے کہ ان کا مہر بہت زیادہ ہو۔''

﴿وافی، کتابِ نکاح: ص ۱۵﴾

درحقیقت اسلام سمجھتا ہے کہ زیادہ مہر طلب کرنے کا رجحان لوگوں پر زندگی کو

Presented by www.ziaraat.com

سخت کر دیتا ہے اور ملّت کے لیے بڑی مشکلات وجود میں لاتا ہے، بھاری مہر نئی زندگی کے آغاز میں داماد کی اقتصادی بنیاد کو متزلزل اور کمزور کر دیتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان محبت و اخلاص میں رخنہ انداز ہوتا ہے۔

مگر افسوس ہمارے معاشرے میں کہ جہاں مہر دینے کا کوئی تصوّر ہی شادی کے موقع پر نہیں ہے، بلکہ عند الطلب جملے کے ذریعے اسلامی تعلیمات کو پسِ پشت ڈالنا عام ہو گیا ہے، جبکہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی شادی میں وہ رقم مہر کی تھی کہ جس سے جہیز تیار کیا گیا تھا، چنانچہ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا مہر

۱) ایک زرہ، جس کی قیمت چار سو یا چار سو اسّی یا پانچ سو درہم تھی۔

۲) یمنی کتان کا ایک جوڑا۔

۳) ایک گوسفند کی خام کھال۔

زرہ کی قیمت لے کر پیغمبرِ اسلامؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت بلال حبشیؓ کو بلایا اور اس میں سے کچھ رقم انہیں دے کر فرمایا: ''اس سے فاطمہ علیہا السلام کے لیے اسبابِ زندگی اور لوازمات خرید کر لاؤ۔'' اور کچھ رقم حضرت اسماءؑ کو دے کر فرمایا: ''اس سے میری بیٹی کے لیے عطر اور خوشبو مہیا کرو۔''

﴿مناقبِ ابن شہرِ آشوب: ج ۳ ص ۳۵۳﴾

ھ: رخصتی کے وقت دولہا اور دلہن کو نصیحتیں:

آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

Presented by www.ziaraat.com

۱) ''اے فاطمہ علیہا السلام، علی علیہ السلام بہترین اور نیک شوہر ہیں۔''

۲) ''اے فاطمہ علیہا السلام، نہ تمہارا باپ فقیر ہے نہ تمہارا شوہر، بلکہ اللہ نے زمین کے تمام خزانوں کو میرے اختیار میں قرار دیا ہے، تمہارا شوہر اسلام میں سب پر مقدّم، علم میں سب سے عالم تر اور حلم میں سب سے بُردبار تر ہے۔ اے میری بیٹی، جب اللہ نے زمین کی جانب دیکھا تو اس پر دو مردوں کو سب سے زیادہ برگزیدہ پایا، ان میں سے ایک کو تمہارا باپ قرار دیا اور دوسرے کو تمہارا شوہر قرار دیا۔ اے میری دختر، اپنے شوہر کی تمام امور میں اطاعت کرنا۔''

﴿بیت الاحزان: ص ۶۲﴾

۳۔ دخترم علیہا السلام علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے کوئی ایسا سوال نہ کرنا جسے پورا کرنے میں انہیں دقّت کا سامنا ہو۔

۴۔ فاطمہ، گھر کے کاموں کو تقسیم کر دینا۔

و۔ حضرت اسماء بنتِ خارجہؓ کی نصیحت:

حضرت اسماء بنت خارجہؓ نے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت فرمایا: ''میری بیٹی، تم اپنی زندگی کے ساتھی کے لیے زمین بن جانا تا کہ وہ تمہارے لیے آسمان بن جائے، اگر تم اُس کی باندی اور کنیز بن گئیں تو وہ تمہارا غلام بن جائے گا، اُس سے ضد اور زبردستی نہ کرنا ورنہ وہ تم سے نفرت کرنے لگے گا، اس سے دور مت رہنا ورنہ وہ تم کو رُلا دے گا، اپنی زبان کا بھی خیال رکھنا، تمہارے میٹھے بول اُس کے کانوں تک پہنچ کر اُس

Presented by www.ziaraat.com

کو اطمینان وسکون پہنچائیں۔

﴿اسلامی دلہن۔ص ۴۰﴾

ذ۔ حضرت امامہ کی نصیحت:

حضرت امامہ بنتِ حارث نے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحتیں فرمائیں۔

''میری پیاری بیٹی، تُو اپنے شوہر کا دل اُس وقت تک نہیں جیت سکتی، جب تک کہ اپنی پسند کو اس کی پسند میں فنا نہ کر دے اور کبھی اس کے کمرے (راز) کی باتوں کو آشکار نہ کرنا، اگر تم نے راز کھول دیے تو پھر وہ تم پر بھروسا نہیں کرے گا۔ جب وہ رنجیدہ ہو تو اس کے سامنے ہرگز خوشی کا اظہار نہ کرنا بلکہ اس کے غم میں شریک رہنا۔''

ح۔ دولہا کو بھی کچھ نصیحتیں کرنی چاہئیں:

آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو رخصتی کے وقت ایک جانب اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو دوسری جانب بٹھایا اور ارشاد فرمایا۔

۱۔ فاطمہ علیہا السلام اچھی رفیقۂ حیات ہیں۔

۲۔ یا علی علیہ السلام، اپنے گھر کے کاموں کو تقسیم کر دینا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت علی علیہ السلام گھر کے لیے لکڑیاں اور پانی مہیا کرتے اور گھر کی صفائی کرتے تھے جب کہ جنابِ فاطمہ علیہا السلام چکی پیستیں، آٹا گوندھتیں اور روٹی

Presented by www.ziaraat.com

پکاتی تھیں۔

﴿بحارالانوار ۴۳ ص ۱۵۱﴾

ط۔ سسرال والے توجّہ کریں:

شادی کے موقع پر لڑکے کو یہ جان لینا چاہیے کہ لڑکی شوہر کے گھر آنے کے بعد باکمال ہوتی ہے، چونکہ جب تک ماں باپ کے گھر رہتی ہے، ذمّے داریاں نہ ہونے کی وجہ سے اپنی صلاحیتوں کو محسوس نہیں کر پاتی، چنانچہ شوہر کے خاندان کے افراد کو ایک مدت تک لڑکی کا ساتھ دینا ہوگا، اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو مخالف جماعت بن کر اس کے خلاف آواز اٹھانے کے بجائے نظر انداز کرنا ہوگا، اس کی ذاتی زندگی میں شوہر کے علاوہ کسی اور کی دخالت حتیٰ کہ جیٹھ، دیور، نند اور ساس کی دخالت بھی کسی خطرے کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ البتہ سمجھا دینا اور نصیحت کر دینا کافی ہے لیکن اسے زبردستی منوانا گھر خراب کرنے کے مترادف ہے۔

ی۔ دولہا کی ماں توجّہ کرے:

لڑکے کی ماں شادی سے پہلے بہو لانے کے ہزار جتن کرتی ہے مگر افسوس شادی کے بعد ایک ہفتے ہی میں بہو میں عیب دکھائی دینے لگتے ہیں، خاص طور پر دیر سے سو کر اُٹھنے کی شکایت عام ہے۔ اس موقع پر شوہر کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نئے شادی شدہ جوڑے کی زندگی میں شادی کا پہلا سال شہد اور شیریں ہُوا کرتا ہے جو...... ان کی راز کی باتوں، طولانی محبت آمیز گفتگو اور جنسی لذّت پر محیط ہوتا ہے اور بعد میں

Presented by www.ziaraat.com

آنے والے ایام ان ایام کی طرح نہیں ہو سکتے، لہٰذا ان شیریں اور شہد ایام کو تلخ بنا دینے سے ساری زندگی تلخ ہو سکتی ہے۔

ک۔ دلہن کی ساس توجّہ کرے:

ساس کو بہو کے عیبوں پر نگاہ رکھنے کے بجائے اور ان کی زندگیوں میں دخل دینے کی بجائے انہیں ان سے محبت کرتے ہوئے مستقل چھوڑنا ہوگا، ان کا احترام کرنا ہوگا، ان کی رائے کو اہمیت دینا ہوگی، حتیٰ کہ اگر غلط قدم بھی اٹھا رہے ہوں تو صرف سمجھا کر انہیں چند ٹھوکروں کے لیے چھوڑ دینا چاہیے تاکہ ساس اور بہو کے رشتے کے بجائے ماں اور بیٹی کا رشتہ سامنے آجائے۔

ل۔ وقتِ رخصتی:

رخصتی کے لیے رات کا وقت قرار دیا جاتا ہے (جو کہ روایات میں بھی مستحب قرار پایا ہے) لیکن شبِ زفاف کو صبحِ زفاف میں نہیں بدلنا چاہیے، رات ۹ بجے بارات کا وقت ہوتا ہے، جو کہ خواتین کی تیاریوں اور فوٹو گرافرز اور مووی میکرز کی پیچیدگیوں کی نذر ہو کر بارہ (۱۲) بجا دیتا ہے، پھر کھانا شروع ہوتا ہے اور رخصتی ہوتے ہوتے صبح کا وقت نزدیک آجاتا ہے کہ جس میں دوسرے دن روزگار پر جانے والے افراد، چھوٹے بچے، ضعیف العمر مہمانوں کے پریشان ہونے کے علاوہ امن و امان کی صورتِ حال کے خطرات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

م۔ مخلوط خانوادگی نظام:

مخلوط خانوادگی نظام (Joint Family System) وہاں محبوب اور مثالی ہے کہ جہاں تحمّل، برداشت، بردباری، درگزر، رشتوں کے احساس واحترام کے علاوہ گھر کی تنگی اور اس کا چھوٹا ہونا نہ پایا جاتا ہو، چنانچہ آج کے دور میں شاید کوئی عیب نہ ہو کہ لڑکا اور لڑکی شادی کے پہلے دن ہی سے مستقل اور تنہا زندگی گزاریں۔ اگر اسی گھر میں ہوں تو کم ازکم خانوادگی اختیارات (باورچی خانہ وغیرہ) دلہن کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔

س۔ نکاح نامہ کیسے پُر کریں:

شرعی تقاضوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہر ملک کے عائلی قوانین کے تحت نکاح کے کاغذات تیار کیے جاتے ہیں۔ پاکستان میں بھی مسلم خاندانی قوانین کے آرڈی نینس مجریہ ۱۹۶۱ء (ہشتم ۱۹۶۱ء) کے تحت وضع کیے ہوئے قواعد کے قاعدہ نمبر ۸ اور نمبر ۱۰ کے تحت مجوزہ فارم نکاح نامہ میں ۲۵ نکات درج ہیں، جن کو پُر کرنے کا طریقہ جاننا ضروری ہے اگرچہ اس نکاح نامے میں سنّی اور شیعہ دونوں مسلکوں کے مطابق بعض نکات شرعی تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں۔ مثلاً شق نمبر اکیس اور بائیس۔

۱۔ وارڈ کا نمبر وغیرہ وہ خالی جگہ ہے، جہاں اُس علاقے کی ضروری معلومات درج ہوں گی، جہاں شادی انجام پائی ہے۔

۲۔ دولہا اور اُس کی ولدیت اور پتا درج ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ تاریخِ پیدائش جو اصلی کاغذات مثلاً شناختی کارڈ وغیرہ میں درج ہے۔

۴۔ دُلہن اور اُس کی ولدیت اور پتا درج ہوگا۔

۵۔ کنواری، مطلقہ ہونا درج ہوگا، چنانچہ مطلقہ ہونے کی صورت میں طلاق کے شرعی کاغذات یعنی شرائط لازم کے ساتھ اجرائے صیغہ کی تحریر کا دیکھنا مدّتِ عدّت کے مکمل ہونے کی شرط کی وجہ سے ضروری ہوگا، چنانچہ اگر صرف کورٹ سے کاغذ لیا گیا ہو اور صیغۂ طلاق (اپنی شرائط کے ساتھ) جاری نہ کیا گیا ہو تو ایسی خاتون ابھی پہلے عقد میں شمار ہوگی اور دوسرا نکاح حرام ہے۔

۶۔ **دلہن کی عمر:** تاریخِ پیدائش جو اصلی کاغذات مثلاً شناختی کارڈ میں درج ہو، لکھنا ہوگی۔

۷۔ **اگر دُلہن کی طرف سے کوئی وکیل مقرر کیا گیا ہے:** یہاں عالمِ دین کا نام ولدیت اور پتا لکھا جائے گا، جو صیغۂ ایجاب کو جاری کریں گے۔

۸۔ یہاں دلہن کے اُن عزیزوں کے نام درج ہوں گے، جن کا دلہن سے کوئی خاندانی تعلق پایا جاتا ہو، اگرچہ یہ شرط عائلی قانون میں ضروری ہے، جبکہ شرعاً وکیل کے تقرر پر گواہوں کی ضرورت نہیں۔

۹۔ یہاں دولہا کی طرف سے مقرر کردہ وکیلِ شرعی یعنی عالمِ دین کا نام درج ہوگا۔

۱۰۔ دولہا کے وکیل کے بارے میں عائلی قانون کے مطابق دو گواہوں کے نام درج ہوں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۱۔ شادی کے دو گواہوں کے نام درج ہوں گے۔

ملاحظہ: دولہا اور دلہن کے وکیل کے تقرر کے گواہوں اور شادی کے گواہوں میں ان لوگوں کے نام ہونے چاہئیں، جو خاندان اور علاقے میں مؤثر ہوں، کیوں کہ کسی بھی ناچاقی کی صورت میں ان کی بات کو اہمیت دی جا سکے، چنانچہ عین نکاح کے موقع پر گواہوں کا انتخاب درست نہیں، بلکہ پہلے سے آگاہ کرنا چاہیے۔

۱۲۔ شادی سرانجام پانے کی تاریخ بہتر ہے عیسوی و ہجری دونوں میں تحریر کی جائے

۱۳۔ مہر کا تعین پہلے سے ہونا چاہیے، عین موقع پر ممکنہ اختلاف سے بدمزگی کا امکان ہے، جبکہ مہر کا صرف رقم کی صورت میں طے پانا ضروری نہیں، بلکہ دوسری چیزیں جیسے عمرہ و زیارات اور حج کا سفر، ضعیف ساس سُسر کی خدمت، چند تولہ سونا وغیرہ کو مہر قرار دیا جا سکتا ہے اور مہر کی ادائیگی عقد کے موقع پر زیادہ بہتر ہے۔

۱۴۔ معجّل و مؤجّل سے مراد کیا ہے؟ معجّل یعنی فوراً ادائیگی مہر جبکہ مؤجل وہ مہر ہے، جسے عندالطلب کے طور پر لکھا جاتا ہے، چنانچہ یہ بھی ممکن ہے کہ آدھا یا کچھ حصّہ فوراً ادا کیا جا رہا ہو اور آدھا یا کچھ حصہ عندالطلب (زوجہ کے مطالبے پر) ادا کیا جائے۔

۱۵۔ اس خالی جگہ پر ادا کی گئی مہر کی رقم درج ہو گی۔

۱۶۔ اس جگہ مہرِ مثل یعنی طے شدہ مہر کے مساوی کسی چیز کی ادائیگی کی صورت میں اسے لکھا جائے گا۔

۱۷۔ خاص شرائط اگر ہوں؟ دلہن یا دولہا کی طرف سے وہ خاص شرائط طے کی جا سکتی

Presented by www.ziaraat.com

ہیں، جن کا شریعت میں جواز موجود ہو۔ مثلاً مہر سے ہٹ کر کوئی سفر شرط کے طور پر درج ہوسکتا ہے، ماں باپ سے ملاقات کے ایام، دلہن کے جیب خرچ کی مقدار، کسی خاص خدمت کا تعین، علیحدہ گھر لے کر رہنے کی شرط وغیرہ۔

۱۸۔ آیا شوہر نے طلاق کا حق بیوی کو تفویض کر دیا ہے، اگر کر دیا ہے تو کون سی شرط کے تحت؟ یہ خالی جگہ فقہ اہلِ بیتؑ کے مطابق جائز نہیں کیوں کہ شوہر یہ حق تفویض نہیں کر سکتا البتہ زوجہ کو طلاق دینے میں اپنا وکیل بنا سکتا ہے چنانچہ اگر اس جگہ کو پُر کیا جائے تو وکالت کا لفظ لکھنا ہوگا۔

۱۹۔ آیا شوہر کے طلاق کے حق پر کسی قسم کی پابندی لگائی گئی ہے؟ مثلاً دولہا طلاق سے پہلے بزرگوں سے مشورہ ضرور کرے گا۔ یا اگر بلوغت سے پہلے عقد ہوا تو طلاق کا حق بلوغت سے پہلے استعمال نہیں کر سکتا، وغیرہ۔

۲۰۔ شادی کے موقع پر مہر مثلاً مکان دُلہن کے نام منتقل کر دیا گیا ہو تو اس کے کاغذات کا حوالہ اور اگر نان نفقہ سے متعلق مثلاً یہ طے کیا گیا ہے کہ فلاں دکان کا کرایہ بعنوان نان نفقہ دیا جائے گا تو اس کی قانونی تحریر کا حوالہ یہاں ذکر ہوگا۔

۲۱۔ اگر دوسری شادی ہے تو عائلی قانون کے مطابق پہلی زوجہ سے اجازت نامے کے حصول کا اظہار۔

۲۲۔ مذکورہ اجازت نامے کا حوالہ نمبر تاریخ وتصدیق درج کی جائے گی۔

۲۳۔ نکاح خواں یعنی دولہا اور دلہن کے وکیلوں کے نام وپتے۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۴۔ رجسٹرار پُر کریں گے۔

۲۵۔ رجسٹرار پُر کریں گے۔

۲۶۔ آخر میں خالی جگہوں پر پہلے صفحے کی روشنی میں دستخط کیے جائیں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

شبِ زفاف

جب دلہن اپنے والدین کے گھر سے رخصت ہو کر سسرال میں قدم رکھے تو مستحبات میں سے ہے کہ دولہا اور دلہن وضو کر کے دو دو رکعت نماز پڑھیں، خدا کی تعریف اور محمدؐ و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں اور پھر دُعا مانگیں اور جو خواتین دلہن کے ساتھ آئی ہیں، ان سے کہیں کہ وہ آمین کہیں اور وہ دُعا یہ ہے:

”اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ اُلْفَتَھَا وَوُدَّھَا وَرِضَاھَا وَ اَرْضِنِیْ بِھَا وَاجْمَعْ بَیْنَنَا بِاَحْسَنِ اِجْتِمَاعٍ وَاَیْسَرِ اِئْتِلَافٍ فَاِنَّکَ تُحِبُّ الْحَلَالَ وَ تُکْرِہُ الْحَرَامَ“

”اے اللہ، مجھے اس عورت کی الفت و دوستی اور خوشی عنایت فرما اور مجھے اس سے راضی رکھ اور میرے اور اس کے مابین سلوک اور الفت قائم رکھ کیونکہ تُو حلال کو پسند کرتا ہے اور حرام کو ناپسند۔“

ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، ”جب تم اوّل مقاربت کے لیے دلہن کے پاس جاؤ تو اسے روبقبلہ کر کے اس کی پیشانی کے بال ہاتھ میں لے کر یہ دعا کرو۔

”اَللّٰھُمَّ بِاَمَانَتِکَ اَخَذْتُھَا وَ بِکَلِمَاتِکَ اِسْتَحْلَلْتُھَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ مِنْھَا وَلَداً فَاجْعَلْہُ

Presented by www.ziaraat.com

مُبَـارَکـاً تَـقِیّـاً مِـنْ شیـعـةِ آلِ مـحـمـدٍ وَلَا تَجْعَل لِلشَّیْطَانِ فِیْهِ شِرْکاً وَلَا نَصِیْباً“

”اے اللہ، میں نے اسے تیری امانت کے طور پر لیا ہے اور تیرے کلمات سے اسے اپنے اوپر حلال کیا، اب اگر تُو نے اس کے بطن سے میرا کوئی بچّہ مقدر کیا ہے تو اسے مبارک و پاکیزہ اور شیعیانِ آلِ محمدؐ میں سے قرار فرما اور اس میں شیطان کا کوئی حصہ قرار نہ دے۔“

ملاحظہ : منقول ہے کہ دلہن کی پیشانی پر داہنا ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھے۔

﴿تہذیب الاسلام ص ۱۴۷﴾

Presented by www.ziaraat.com

آدابِ طہارت

نئے شادی شدہ جوڑے کے لیے طہارت کے بنیادی احکام سے آگاہی واجب ہے، کیونکہ اگر اس کا خیال نہ رکھا گیا تو نطفے میں شیطان کی شرکت اور اس سے پھیلنے والی تباہی و بربادی سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

۱۔ غُسلِ جنابت:

انسان دو چیزوں سے مجنب ہوتا ہے، ایک جماع، یعنی ختنہ گاہ کا قُبُل یا دُبُر میں داخل ہونا، دوسرا منی کا باہر آنا۔ چاہے نیند کے عالم میں ہو یا بیداری میں، کم ہو یا زیادہ، شہوت سے ہو یا بغیر شہوت، اختیار سے ہو یا بے اختیار۔ بس شرط ہے کہ یہ یقین حاصل ہو جائے کہ نکلنے والی رطوبت منی ہے، چنانچہ اگر شک ہونے لگے تو مرد کے لیے تین شرائط کو ذکر کیا گیا ہے۔

الف: اچھل کر باہر نکلے۔

ب: لذّت محسوس ہو۔

ج: منی کے باہر آ جانے کے بعد بدن سست پڑ جائے۔

البتہ عورت کے لیے شہوت سے باہر آنے کی شرط کافی جانی گئی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

غسل کا طریقہ:

الف: غسل شروع کرنے سے پہلے بدن پر موجود ہر اس چیز کو برطرف کرنا ضروری ہے جو پانی کے بدن تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو۔

ب: غسل کی نیت یعنی قُربۃً الی اللہ اور ہر اس چیز کے مباح ہونے کی نیت کرنا جس کے لیے غسل واجب ہے (مثلاً نماز، روزے کا آغاز، قرآن کی آیات اور معصومین علیہم السلام کے ناموں کو مَس کرنا، مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونا، دیگر تمام مساجد میں وقوف کرنا، آئمہ معصومین علیہم السلام کے حرموں میں توقف کرنا، مسجد میں کچھ رکھ کر واپس آ جانا، واجب سجدوں والی آیات کی تلاوت کرنا، جو کہ محتلم اور مجنب پر حرام ہے)

ج: سر اور گردن کو ایک حصہ تصوّر کر کے دھونا۔

د: بدن کے داہنے (سیدھے) حصے کو شانے سے لے کر پیروں تک دھونا۔

ہ) بدن کے بائیں حصّے کو اسی طرح دھونا۔

(ب) غسلِ حیض کا طریقہ غسلِ جنابت کی طرح ہے، فرق صرف نیت میں ہے چنانچہ نیت کرے گی، غسلِ حیض کرتی ہوں واجب قربۃً اِلَی اللّٰہ۔

Presented by www.ziaraat.com

خون اور اس کے احکام

عورت تین طرح کے خون دیکھتی ہے۔

الف: خونِ حیض

ب: خونِ استحاضہ

ج: خونِ نفاس

خونِ حیض مندرجہ ذیل سات شرائط رکھتا ہے۔

۱) عورت کا بالغ ہونا۔

۲) سن یائیسگی سے پہلے پہلے خون دیکھنا

۳) خون کا تین روز سے کم تر نہ ہونا

۴) خون کا دس روز سے زیادہ نہ ہونا

۵) پے در پے تین روز خون کا آنا

۶) دو حیضوں کے درمیان کم سے کم دس روز کا فاصلہ ہونا

۷) مندرجہ ذیل مخصوص صفات کا دیکھنا:

۱) سرخ یا سرخی مائل خون کا ہونا

۲) غلیظ اور گاڑھا ہونا

۳) گرم ہونا

۴) تکلیف کے ساتھ تیزی سے باہر آنا

﴿توضیح المسائل مسئلہ ۴۳۴﴾

Presented by www.ziaraat.com

ملاحظہ : نئے شادی شدہ جوڑے کو اس مسئلے کی طرف بھی توجّہ دینا ہوگی کہ حالت حیض میں دخول شرعاً جائز نہیں البتہ ایک غلط فہمی معاشرے میں رائج ہے کہ حالتِ حیض میں نکاح صحیح نہیں، جبکہ عقد نکاح کا حالتِ حیض میں ہونا صحیح ہے اوران میں شرعاً کوئی تصادم نہیں۔

چند اہم مسائل

مسئلہ : حائض پر مستحب ہے کہ نماز کے اوقات میں خود کو پاک کرے، رحم پر رکھے ہوئے پارچے کو بدلے، وضو کرے (اگر وضو نہ کر سکے تو تیمّم کرے) اپنی نماز پڑھنے کی جگہ روبقبلہ ہو کر بیٹھے اور ذکر، دُعا اور صلوٰۃ خاص طور پر تسبیحاتِ اربعہ پڑھنا ثواب رکھتا ہے۔

﴿توضیح المسائل م ۴۷۶ العروۃ الوثقیٰ: ج ا فی احکام الحائض: ص ۳۴۸ م ۴۱﴾

مسئلہ : جماع (ہمبستری) کرنا (فرج قبل اور آگے کے حصّے میں مرد وعورت دونوں پر حرام ہے) اگرچہ صرف ختنے کی جگہ داخل ہوئی ہو اور منی بھی باہر نہ آئی ہو حرمت کے علاوہ مرد پر موجبِ کفارہ بھی ہے۔

مسئلہ : اگر عورت حیض سے پاک ہوگئی ہو اور غسل نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں ہم بستری مکروہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

نفاس (خونِ ولادت)

جوں ہی شکمِ مادر سے بچے کا پہلا جز باہر آتا ہے عورت ایک خون دیکھتی ہے چنانچہ اگر وہ دس روز سے پہلے یا عین دسویں روز منقطع ہو جائے اسے خون نفاس کہتے ہیں۔

مسئلہ : بچّے کی ولادت کے بعد آنے والا خون اگر دس دن تک جاری رہے تو نفاس ہے، چنانچہ اگر ان دس روز کے درمیان ایک یا چند روز میں خون منقطع بھی ہو جائے تب بھی دسویں روز آنے والا خون نفاس کہلائے گا۔

مسئلہ : اگر خونِ نفاس دس روز سے آگے بڑھ جائے تو دیکھنا ہوگا کہ حالت حیض کی عادت معین ہے یا نہیں ،یعنی ہمیشہ خونِ حیض مخصوص ایام میں آتا ہے یا نا معلوم ایام تک گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے۔

مسئلہ : دس روز سے بڑھ جانے والا خون عادت کے ایام تک نفاس اور باقی ایام تک استحاضہ کہلائے گا۔

مسئلہ : اگر عادت معین نہیں بلکہ خونِ حیض دیکھنے کے ایام مضطرب ہوں تو پہلے دس دن نفاس اور اس کے بعد والے ایام استحاضہ کہلائیں گے۔

مسئلہ : وہ خواتین جو زچہ کہلاتی ہیں، ان کے لیے چلّے کا غسل مشہور ہے کہ جس سے پہلے وہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات انجام نہیں دیتیں !!! ؟؟؟

فقۂ اہلبیت علیہم السلام میں چلّے کے غسل کی کوئی حیثیت نہیں اور ایسا کرنے والی خواتین ترکِ عبادات کی وجہ سے گناہ گار رہوں گی۔

Presented by www.ziaraat.com

استحاضہ

ہر وہ خون جو رحم سے خارج ہو، جب کہ کسی قسم کا زخم بھی نہ لگا ہو اور حیض اور نفاس کی شرائط کو بھی پورا نہ کر رہا ہو، خونِ استحاضہ ہے۔

خونِ استحاضہ کی نشانیاں:

زرد رنگ، سرد اور ٹھنڈا، بغیر فشار اور سوزش کے باہر آتا ہے جب کہ غلیظ اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا، البتہ یہ بھی ممکن ہے اس کے برعکس بھی ہو، لیکن اکثر اوقات استحاضہ کی نشانیاں حیض کی نشانیوں کے برخلاف ہیں۔

خونِ استحاضہ کے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ ایام معین نہیں۔

ضروری احکام:

استحاضہ: مستحاضہ، قلیلہ، متوسطہ اور کثیرہ ہو سکتی ہے کہ جن کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں، لہٰذا خواتین طہارت کے مسائل کو اہمیت دیتے ہوئے اپنے قریبی عالمِ دین یا عالمہ فاضلہ سے رجوع کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

زن و شوھر کے جنسی تعلقات

قولِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۱۔ جوں ہی دلہن کو گھر میں لایا جائے، محبت و پیار سے اس کے جوتے اتارو اور اس کے پیروں کو دھو کر بسترِ عروس و حُجلہ پر جانے کی دعوت دو، ایسا کرنا گھر میں دلہن کے ساتھ محبت و برکت لاتا ہے۔ ﴿من لایحضرہُ الفقیہ ج ۳ ص ۳۵۸﴾

قولِ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام:

۲۔ جب دلہن بستر پر آ جائے تو اسے رو بہ قبلہ بٹھا کر اس کے بالوں میں ہاتھوں سے کنگھی کرو اور اس دوران اس کے بالوں کو اپنی انگلیوں میں دبا کر یہ دُعا کرو "اے اللہ، یہ تیری امانت ہے جو تُو نے مجھے عطا کی ہے اور تیری اجازت سے اسے میں نے خود پر حلال کیا ہے، اے اللہ، میری اولاد کو مبارک، نیک اور پیروِ پیغمبرِ اکرمؐ قرار دے اور انہیں شیطان سے دور فرما۔"

﴿فروع کافی۔ج ۵ ص ۵۰۰﴾

۳۔ اس کے بعد وضو کر کے اپنے بدن کو تازگی بخشیں اور رو بقبلہ ہو کر دو رکعت نمازِ عشق (شکرانہ) ادا کریں اور اپنی دلہن کو بھی ایسا کرنے کی دعوت دیں۔

﴿مکارم الاخلاق: ص ۲۳۹﴾

۴۔ اس سے قبل کہ آپ اپنی دلہن کے ساتھ بسترِ زفاف پر آرام کریں، اسے کوئی ہدیہ ضرور دیں۔ ایسا کرنا گویا اس کے لیے عشق و الفت کا ہدیہ ہے۔

﴿وسائل الشیعہ: ج ۵ ص ۵۰۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

قولِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۵۔ جب آپ کا شوہر بستر پر لیٹا ہو اور آپ کی گرم آغوش کا انتظار کر رہا ہو تو خود کو کسی کام میں مصروف نہ کرو اور دیر نہیں کرو کہ ایسی عورت پر شوہر کے جاگے رہنے تک فرشتوں کی لعنت ہوتی رہتی ہے۔

﴿وسائل الشیعہ ۔ص ۱۱۷﴾

قولِ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام:

۶۔ **خواتین:** شرم و حیا آپ کی بہترین صفت ہے، لیکن شوہر سے حیا بے جا اور غلط ہے۔ تم میں سے بہترین عورت وہ ہے کہ شوہر کے ساتھ تنہائی کے موقع پر لباسِ حیا کو اتار دے اور جب لباس پہن لے تو لباسِ شرم و حیا کو بھی پہن لے اور اپنی زینت و دلربائی دوسروں کے لیے ممنوع قرار دے۔ ﴿وسائل الشیعہ : ج ۱۴، ص ۱۴﴾

۷۔ جب تمہارا شوہر تم سے خلوت کرنا چاہے وہی آپ کی جنت ہے۔ جائز نہیں کہ جنسی تسکین اور حلال تلذّذ کے لیے شوہر کو منع کرو۔

﴿وسائل الشیعہ ۔ص ۱۱۲﴾

قولِ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام:

۸۔ دنیا اور اس کی خوشبوں کو آپ کے لیے بنایا گیا ہے اور اس دنیا کی لذیذ ترین شئے شوہر کے ساتھ ہم بستری ہے، حتیٰ کہ باغِ بہشت میں بھی اس سے زیادہ لذّت بخش کوئی شئے نہیں۔ ﴿کافی : ج ۵ ص ۳۲۱﴾

Presented by www.ziaraat.com

قولِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۹۔ تم جب اپنے شوہروں (بیویوں) سے نزدیک ہوتے ہو، گویا فرشتوں کی آغوش میں ہو اور جب آمیزش کرتی ہو تو تمہارے گناہ پتّوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں اور جب غسل وطہارت کرتی ہو تو اس وقت تم گناہوں سے باہر نکل جاتی ہو۔

﴿کافی: ج ۵ ص ۴۹﴾

۱۰۔ آمیزش کے وقت بالکل برہنہ اور عریاں نہ ہونا، اگرچہ باریک ہی سہی بدن پر کپڑا ضرور ہونا چاہیے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۸۵﴾

۱۱۔ مرد کو اُس کے حال پر چھوڑ دو اور اس کے ساتھ زبردستی ہم بستری نہ کرو، کیونکہ مرد آزاد منش ہوتا ہے اور اپنے جذبات پر چلتا ہے۔

﴿کافی: ج ۵ ص ۵۰۸﴾

۱۲۔ پروردگارِ عالم سے راز و نیاز اور مناجات رُوح پرور اور عظیم عبادت ہے، لیکن جب تمہارا شوہر بُلائے تو اپنی نمازوں اور مناجات کو طول نہ دو، بلکہ خوشی کے ساتھ شوہر کے نزدیک چلی جاؤ۔

۱۳۔ اپنے شوہر (بیوی) سے ملتے وقت ایک دوسرے کو بوسہ و کنار کرو، معاشقانہ گفتگو اور محبت آمیز جملوں کا تبادلہ کرو۔

﴿محجۃ البیضاء: ج ۳ ص ۱۱۰﴾

فرمان حضرت امام علی علیہ السلام:

۱۴۔ آمیزش کے وقت پرندوں کی طرح جلد بازی نہ کرو، کیونکہ عورتیں بہت طولانی

Presented by www.ziaraat.com

نہ سہی، لیکن زیادہ وقت چاہتی ہیں، اپنی ازواج کو پوری طرح آمادہ کر کے دوطرفہ آمادگی پیدا کرو، کیونکہ ایسا کرنا آمیزش کو پُر لذّت اور مکمل کرتا ہے۔

﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۸۳، امام صادقؑ کافی ج ۵ ص ۴۹۷﴾

قولِ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام:

۱۵۔ شکم سیر ہو کر کبھی ہم بستری نہ کرو، کیونکہ ایسا کرنا بیماری لاتا ہے اور ممکن ہے باعثِ موت قرار پائے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ص ۹۴﴾

۱۶۔ جب رات کے وقت سفر سے واپس آؤ تو راستے کی تھکان تمہیں آرام کرنے پر مجبور کرے گی، ایسے میں آمیزش کو صبح تک مؤخر کرو۔ ﴿وسائل الشیعہ﴾

۱۷۔ کبھی سفر کے آغاز سے کچھ پہلے گھبراہٹ اور اضطراب بڑھنے لگتا ہے، کیا ایسے میں بہتر نہیں کہ سفر سے پہلے اپنی زوجہ سے ہم بستری اور نزدیکی اختیار کرو۔

﴿وسائل الشیعہ، ج ۱۴، ص ۹۴﴾

۱۸۔ زوجہ کے ساتھ سفر بہتر اور مسائل سے نجات کا سبب ہے اور سفر میں تھکان اور اضطراب بھی ہوتا ہے اور کبھی تمام ضروری چیزوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا بہتر ہے جب حالات اور وسائل مکمل نہ ہوں تو زوجہ سے ہم بستری سے پرہیز کرو۔

﴿وسائل الشیعہ﴾

فرمانِ حضرت امام علی علیہ السلام:

۱۹۔ جب ہم بستری کر رہے ہو تو مختصر بات کرو، کیونکہ ممکن ہے بچّہ گونگا پیدا ہو۔

﴿وسائل الشیعہ﴾

Presented by www.ziaraat.com

۲۰۔ جب اولاد کی خاطر زوجہ سے نزدیکی اختیار کررہے ہوتو اس کی شرم گاہ کو نہ دیکھو، کیونکہ بچّہ ممکن ہے نابینا پیدا ہو۔ ﴿وسائل الشیعہ ۔ص ۸۷﴾

فرمانِ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام:

۲۱۔ جب اولاد کی خاطر زوجہ کے ساتھ لیٹے ہو تو نیک اور پاک نیّت کے ساتھ خدا سے یہ مناجات زبان پر جاری کرو:

"اے اللہ، مجھے اولاد عطا فرما اور اسے نیک، صالح اور صحیح و سالم قرار دے کہ وہ خلقت میں کمی و زیادتی کا شکار نہ ہو اور اس کی عاقبت بخیر فرما۔"

﴿وسائل الشیعہ ۔ج ۱۵ ص ۱۰۶﴾

قولِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۲۲۔ صاحبِ اولاد ہونے کے لیے جنابت کی حالت میں ہم بستری نہیں کرنی چاہیے لہٰذا بہتر ہے کہ غسل کرنے کے بعد کچھ دیر ٹھہرے رہیں، پاک صاف ہو کر نزدیکی انجام دیں اور اگر ایسا نہ کیا تو مجنون و کم عقل اولاد نصیب ہونے پر اپنے علاوہ کسی اور کو سرزنش نہ کریں۔

﴿وسائل الشیعہ ۔ج ۱ ص ۹۹﴾

۲۳۔ انسان کی فکر کسی سمت بھی جا سکتی ہے، لیکن کسی اور عورت کے تصور میں رہنا نامناسب ہے اور ایسے میں اپنی زوجہ سے ہم بستری صحیح نہیں ہے۔

﴿وسائل الشیعہ ۔ص ۱۲۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

فرمانِ حضرت امام علی علیہ السلام:

۲۴۔ جب آمیزش کے ارادے سے ایک دوسرے سے نزدیکی اختیار کرو تو دو پاک صاف رومال (کپڑے) اپنے نزدیک رکھ لو تاکہ تم علیحدہ علیحدہ رومال استعمال کر سکو۔
﴿وسائل الشیعہ: ص ۹۶﴾

قولِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۲۵۔ خود شیطان کا مطالبہ تھا کہ وہ اولادِ آدمؑ کے ساتھ رہے اور یہ پریشان کُن بات ہے، لیکن یہ پریشانی اُس وقت دور ہو جاتی ہے جب ہم بستری کے وقت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے ذکر سے اللہ کو یاد کیا جائے اور شیطان کے شر سے خالق خیر کی پناہ طلب کر لی جائے اور اگر ایسا نہ کیا تو ممکن ہے تمہاری اولاد محبتِ اہل بیتؑ سے محروم رہے۔
﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴، ص ۹۶﴾

فرمانِ حضرت امام رضا علیہ السلام:

۲۶۔ جب شہوانی کیفیت انتہا کو پہنچ جائے تو نطفے کے باہر نکلنے میں رکاوٹ نہ بنو اور جنسی غدود کو آزادانہ تخلیے کی اجازت دے دو، کیونکہ اسے روکنے سے گردوں میں پتھری ہونے کا امکان ہے۔
﴿سفینۃ البحار: ص ۹۶﴾

۲۷۔ اگر کسی بھی سبب آمیزش کا عمل طولانی ہو جائے اور انزال نہ ہو رہا ہو تو گردوں میں پتھری ہونے کا خدشہ ہے، لہٰذا بغیر انزال ہوئے ہم بستری کو طول دینے سے پرہیز کرو
﴿سفینۃ البحار: ج ۱ باب الجماع﴾

Presented by www.ziaraat.com

۲۸۔ آمیزش کے بعد فوراً کھڑے نہ ہو جاؤ اور نہ ہی اُٹھ کر بیٹھ جاؤ، بلکہ پہلے داہنی سمت کروٹ لو اور کچھ دیر بعد بول و ادرار (پیشاب کرنے) کے لیے اٹھ جاؤ اور جب بدن کی کیفیات معتدل ہو جائیں تو غسل جنابت کرو، یعنی غسلِ جنابت کرتا ہوں ''قربۃً الی اللہ'' ان آداب کا خیال رکھنے سے نا صرف صحت مند اور خوش گوار ترین جماع ہوگا، بلکہ گردوں میں پتھری بھی نہیں ہوگی۔ ﴿سفینۃ البحار﴾

فرمان حضرت امام حسن علیہ السلام:

۲۹۔ تنہائی اور شور وغل کے بغیر ماحول میں انتہائی پُرسکون جگہ اور سکونِ دل کے ساتھ ہم بستری کرنا مناسب ہے، کیوں کہ اگر سکون واطمینان قلب کے ساتھ نطفہ منعقد ہو تو خون رگوں میں اچھی طرح جاری ہوگا اور جینز (Geans) صحیح طرح منتقل ہوں گے، ایسے میں پیدا ہونے والا بچّہ ماں باپ سے زیادہ مشابہ ہوگا۔

﴿بحار الانوار: ج ۶ ص ۳۵۹﴾

فرمان حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام:

۳۰۔ ہر پرندے کی کچھ اچھی اور کچھ بُری صفات ہیں، آمیزش کے بھی آداب ہیں، کوّا اس کے باوجود کہ کالا ہے اور اس کی آواز کریہہ ہے، لیکن آمیزش کا عمل چُھپ کر انجام دیتا ہے، لہٰذا رازدارانہ زندگی کوّے سے سیکھو۔ ﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۰۰﴾

قولِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۳۱۔ جب بچّہ کمرے میں ہو تو گویا وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بے اختیار وہ

Presented by www.ziaraat.com

تمہارے سانس بھی سن رہا ہوتا ہے، لہٰذا اس وقت جنسی تعلقات کی شیرینی سے گریز رکھو، کہیں تمہارا بچّہ بڑا ہو کر غیر شرعی جنسی تعلقات میں مبتلا نہ ہو جائے اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۹۵ فروع کافی: ج ۵ ص ۵۰۰﴾

۳۲۔ بیگمات اپنے حُسن و آرائش پر توجّہ دیں، بہترین اور پسند آنے والی ہلکی خوشبو لگایا کریں۔ اچھا اور خوبصورت نظر آنے والا لباس پہنا کریں اور کم از کم سونے کی ایک زنجیر (Chain) اپنی گردن میں ڈالیں اور پھر صبح و شام اپنے شوہر کے سامنے جایا کریں، مختصر یہ کہ شریکِ زندگی شوہر کا دل اپنے ہاتھوں میں رکھیں۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۱۱۲﴾

فرمان حضرت امام رضا علیہ السلام:

۳۳۔ حضرات، اپنی ازواج کے ذوق کے مطابق لباس پہنیں۔ اپنے گھر میں بھی اچھے انداز سے صاف ستھرے اور تیار رہیں۔ اپنی زوجہ کے ہوش و حواس کو ماہرانہ انداز سے اپنی طرف مائل رکھیں۔ اس طرح اُس کے جنسی میل و رجحان کو فعال اور دوسروں کی نسبت اس کی عفّت کو بڑھا سکتے ہیں۔ ﴿مکارم الاخلاق: ص ۸۰﴾

فرمان حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام:

۳۴۔ کوئی حلال چیز بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے سے زیادہ لذیذ نہیں، لیکن اس کام میں زیادہ روی اچھی نہیں، ہم بستری میں میانہ روی صحت اور درازی عمر کے لیے بہتر ہے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۱۸۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

فرمان حضرت امام علی علیہ السلام:

۳۵۔ مرد اپنی شہوت کو محفوظ رکھے تاکہ وہ ہمیشہ جنسی توانائی کا حامل رہے، کیونکہ عورت کا اپنے شوہر کو توانا پانا اسے کمزور پانے سے بہتر ہے۔ کمزور مرد زیادہ عرصے تک بیوی کو خوش نہیں رکھ سکتا۔ ﴿وسائل الشیعہ :ص ۱۸۰﴾

فرمان حضرت امام رضا علیہ السلام:

۳۶۔ جس طرح جنسی تعلقات میں زیادہ روی نامناسب ہے، اسی طرح سستی اور بے توجہی بھی مناسب نہیں۔ چنانچہ مرد کے لیے چار مہینے سے زیادہ اپنی جوان زوجہ سے ہم بستری نہ کرنا جائز نہیں، حتیٰ کہ اگر سوگ میں بھی ہوں تو ایسا کرنا جائز نہیں۔

﴿وسائل الشیعہ :ج ۱۴، ص ۱۸۸﴾

فرمان حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام:

۳۷۔ آبِ پشت (منی) عورت کے لیے تسکین کا سبب اور لذّت آور ہے۔ اس عطیۂ پروردگار سے اپنی زوجہ کو محروم نہ کرو، لیکن چند موقعوں پر اسے رحم سے باہر گرانا جائز ہے

۱۔ بانجھ عورت

۲۔ ضعیف اور معمر عورت

۳۔ زبان دراز عورت

۴۔ زیادہ بولنے والی عورت

۵۔ جو اپنے بچّے کو دودھ نہ پلاتی ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

شاید معصومؑ نے آخری تین نکات تنبیہہ کی غرض سے ارشاد فرمائے ہوں، لہٰذا خواتین اپنے اخلاق پر توجہ دیں۔ ﴿وسائل الشیعہ: ص ۱۸۸﴾

فرمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام:

۳۸۔ خیال رہے کہ قبلہ رُخ یا پشت بہ قبلہ ہم بستری بُرا عمل ہے، حرمتِ کعبہ کا خیال رکھو اور اللہ اور ملائکہؑ کو خود سے ناراض مت کرو۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴، ص ۱۴﴾

۳۹۔ ان اوقات میں ہم بستری مناسب نہیں:

☆ بین طلوعِ فجر و طلوعِ آفتاب

☆ غروبِ آفتاب سے مکمل اندھیرا چھا جانے تک

☆ سورج اور چاند گرہن کے موقع پر

☆ زلزلے کے موقع پر ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴، ص ۹۶﴾

قولِ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۴۰۔ گرمی یا سردی اوّل شب ہم بستری مناسب نہیں، کیوں کہ معدہ اور رگیں پُر ہوتی ہیں لہٰذا پیر کے پنجوں کا درد، انگوٹھے کا درد، نقرس کی بیماری کے علاوہ گردوں میں پتھری، نگاہ کمزور اور مثانہ کمزور ہو کر پیشاب کی بیماری ہو سکتی ہے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ص ۹۱﴾

۴۱۔ اگر دیوانی، کم عقل اور جذام کی مریض اولاد نہیں چاہتے ہو تو پہلی، درمیانی اور آخری تاریخوں میں ہم بستری نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ جو تم نہیں چاہتے وہ نصیب ہو جائے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴، ص ۹۱﴾

Presented by www.ziaraat.com

۴۲۔ شبِ عید الفطر، شبِ عید قربان اور نیمہ شعبان میں ہم بستری سے گریز کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری اولاد مفسد، اپاہج، بد دماغ اور بدصورت پیدا ہو۔

﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۱۸۷﴾

فرمان حضرت امام علی نقی علیہ السلام:

۴۳۔ حمل گرنے کا ایک سبب ہم بستری کا وقت ہے، اگر اپنے بچّوں کے حمل گرنے سے روکنا چاہتے ہو تو قمری مہینے کے آخری دو تین دنوں میں ہم بستری نہ کرو۔

﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۹۰﴾

قولِ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۴۴۔ اگر بچّہ قاتل اور بے رحم پیدا ہو تو شاید میوہ دار درخت کے نیچے مجامعت کی ہوگی اور اگر بچّہ بخیل، مردہ دل اور خسیس پیدا ہوا ہو تو اس کے والدین نے ایامِ حمل میں بغیر وضو کے ہم بستری انجام دی ہوگی، خونخوار اور قاتل بچّے کے ماں باپ نے شاید اذان و اقامہ کے درمیان ہم بستری کی ہے اور ریاکار بچّے کے ماں باپ نے اُس وقت مجامعت و ہم بستری کی ہوگی کہ جب بچّہ اس کمرے میں اُن کے نزدیک رہا ہوگا۔

بعض اوقات اولاد کے نامناسب کام صحیح وقت پر انعقادِ نطفہ نہ ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں، لہٰذا اپنی اولاد کی ولادت سے پہلے اس بات کا خیال رکھو۔ چنانچہ اگر بچّہ زیادہ پیشاب کرتا ہے اور اس کا پیشاب نکل جاتا ہے تو شاید تم نے کھڑے ہو کر مجامعت کی تھی، اگر بچّہ منافق و ریاکار اور بدعت گزار پیدا ہوا ہے تو شاید تم نے چھت

Presented by www.ziaraat.com

پر نزدیکی انجام دی تھی۔ ﴿وسائل الشیعہ ۔ص ۱۸۸﴾

۴۵۔ اکثر اوقات اولاد کے اچھے اعمال اور کردار اس وجہ سے ہیں کہ انعقادِ نطفہ کا وقت بہت مناسب رہا ہوگا۔ اگر اچھی اولاد چاہتے ہو تو مندرجہ ذیل اوقات میں ہم بستری کرو، اگر چاہتے ہو کہ بچّہ حافظ قرآن بن جائے تو پیر کی شب کو ہم بستری کرو، اگر اپنی اولاد کو عالم، دانشور، حاکم اور حکیم دیکھنا چاہتے ہو تو جمعرات کی شب کو ہم بستری کرو، اگر بچے کو مشہور و معروف اور دانشور دیکھنا چاہتے ہو تو بروز جمعہ ہمبستری کرو، اگر خطیب اور مقرر دیکھنا چاہتے ہو تو شبِ جمعہ ہم بستری کرو۔

اگر چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد شیطان کے شر سے محفوظ رہے اور اس کے دین و دنیا سلامت رہیں تو بروز جمعرات وقتِ ظہر نزدیکی کرو اور اگر چاہتے ہو کہ تمہاری اولاد مہربان، سخی ہو اور غیبت، جھوٹ اور تہمت جیسی برائیوں سے محفوظ رہے اور اسے درجۂ شہادت نصیب ہو تو شبِ منگل ہم بستری کرو۔

﴿وسائل الشیعہ ۔ص ۱۷۸﴾

۴۶۔ سورج کی روشنی تمہارے لیے اللہ کا وہ ہدیہ ہے جو توانائی اور گرمانے کا بہترین ذریعہ ہے لیکن سورج کو ہمیشہ توانائی حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ، لہٰذا سورج کی روشنی میں اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری سے گریز کرو ورنہ کم از کم ایک پردے سے اس روشنی کو روک دیا کرو۔ ﴿وسائل الشیعہ﴾

۴۷۔ وسیع و عریض نیلا آسمان اور کھلی فضا عام حالت میں سکون عطا کرتے ہیں، لیکن

Presented by www.ziaraat.com

ہم بستری اور مجامعت کے موقع پر یہ فضا تمہارے اندر اضطراب اور بے چینی پیدا کر دے گی، لہٰذا زیرِ آسمان مجامعت کرنے سے گریز کرو۔ ﴿حلیۃ المتقین ص ۴۷﴾

۴۸۔ اگر کبھی اس بات کا احساس ہو کہ زوجہ سے تمہارے جنسی تعلقات میں کمی واقع ہو رہی ہے تو شاید اس کا سبب بدن کے زائد بالوں کی صفائی نہ کرنا ہو، اپنے بدن کے زائد بالوں کو جلدی جلدی صاف کیا کرو تاکہ تمہارا جنسی رجحان بڑھنے لگے۔

﴿وسائل الشیعہ ص ۱۵، ۱۷۸﴾

فرمانِ حضرتِ امامِ علی علیہ السلام:

۴۹۔ اگر تمہاری آنکھ (بے اختیار یا با اختیار) کسی عورت پر پڑ جائے اور اس کے حُسن سے متاثر ہو جائے اور تمہارا دل دھڑکنے لگے تو اس سے پہلے کہ گناہ کا شکار ہو، اپنی آنکھوں کو بند کرو اور جتنی جلدی ممکن ہو اپنی زوجہ کے ساتھ ہمبستری کرو، کیوں کہ عورتیں سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔ ﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴، ص ۷۳﴾

قولِ پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۵۰۔ جب تمہاری زوجہ حاملہ ہو جائے تو ہم بستری سے پرہیز کرو، البتہ پہلے چند مہینوں میں (ڈاکٹر کے مشورے سے) باوضو ہو کر نزدیکی کی جا سکتی ہے، رحمِ مادر میں موجود ہر بچّہ بہت مقدّس اور قابلِ احترام ہے۔ ﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۸۸﴾

فرمانِ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام:

۵۱۔ خواتین پہلے ہی اپنی ماہانہ عادت سے بہت زیادہ تکلیف اٹھا لیتی ہیں، لہٰذا ان

Presented by www.ziaraat.com

ایام میں ان سے نزدیکی ان کی تکلیف کا باعث ہے۔ یہ عمل شرعی حرمت کے علاوہ غیر اخلاقی اوراصولِ صحت کے بھی خلاف ہے، ان ایام میں دوسرے اعضاء سے لذّت لی جاسکتی ہے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج۱ص۱۷۵﴾

قولِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۵۲۔ زوجہ سے عشق ومحبت توانائی عطا کرتی ہے اوراس سے عشق کا اظہار دل موہ لینے کا ذریعہ ہے (میں تمہیں چاہتا ہوں، اچھی لگتی ہو) یہ جملے اُس کے دل سے کبھی نکلنے والے نہیں ہوتے اوراپنی زوجہ کوایسے خوش کن اور پیارے جملوں سے محروم نہ کرو۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج۱۴،ص۱۰﴾

۵۳۔ ہرکام جب اپنے صحیح طریقے سے انجام دیا جائے تو وہ بہتر ہوتا ہے زوجہ سے نزدیکی بھی متعارف جگہ سے انجام دوتاکہ جنسی سکون حاصل ہوسکے۔ دبُر اور پشت کی جانب سے نزدیکی شدید مکروہ اوراصول صحت کے خلاف ہے۔ ﴿وسائل الشیعہ﴾

۵۴۔ کبھی اپنی زوجہ کے تکیے پر سر رکھ کراُس سے گفتگو کیا کرو، بھڑکتے ہوئے اور عاشقانہ کلمات پہ مبنی تبادلہ خیال کرو، ایک دوسرے کوآغوش میں لے کر بھینچو، اپنی زوجہ سے عشق و عاشقی مومن کی سرگرمی ہے۔

﴿وسائل الشیعہ: ج۱۴،ص۸۲﴾

فرمان حضرت امام رضا علیہ السلام:

۵۵۔ ہم آغوشی اور معاشقے کورات کے آخری حصّے میں انجام دو، کیوں کہ ایسا کرنا

Presented by www.ziaraat.com

بدن کے لیے مناسب، اولاد کی امید میں اضافہ اور اولاد کے عقل مند ہونے کا ذریعہ ہے۔

﴿سفینۃ البحار﴾

فرمان حضرت امام علی علیہ السلام:

۵۶۔ اور بالآخر بدن میں جب سستی محسوس کرو اور اس کی علّت معلوم نہ ہو سکے یا بدن میں حرارت اور بدن کے پٹھوں میں کھنچاؤ محسوس ہو رہا ہو اور جب سکونِ قلب و بدن کی طلب ہو رہی ہو تو زوجہ سے ہمبستری کے ذریعے خود کو شفا بخشو۔

﴿سفینۃ البحار﴾

قولِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

۵۷۔ اور آخر میں گھر کی بات امانت ہے۔ جائز نہیں میاں بیوی کے درمیان تنہائی میں ہونے والی باتیں دوسری عورتوں سے بیان کی جائیں۔

﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۱۵۴﴾

۵۸۔ ایّام حمل میں مقاربت اور ہم بستری جائز ہے، لیکن اگر زوجہ اور آنے والے بچے کے لیے خطرناک ہو اور ڈاکٹر نے بھی عورت کو منع کیا ہو تو ہم بستری جائز نہیں۔

﴿مراجع تقلید﴾

۵۹۔ میاں بیوی کے درمیان مندرجہ ذیل موقعوں پر مجامعت ہم بستری جائز نہیں۔

☆ ایّامِ حیض

☆ استحاضہ کثیرہ یا متوسّطہ (غسل سے پہلے)

☆ ایّامِ نفاس

Presented by www.ziaraat.com

☆ واجب روزے کی حالت میں

☆ ایسی بیماری میں جب مجامعت نقصان دہ ہو۔

☆ اعتکاف کی حالت میں

☆ نو سال سے کم عمر عورت کے ساتھ مجامعت

☆ حالتِ احرام میں۔

☆ حج اور عمرے کے بعد، طواف النساء اور نمازِ طواف النساء سے پہلے۔

☆ ایسے وقت میں کہ جب نماز واجب ہو چکی ہو، لیکن غسل یا تیمّم ممکن نہ ہو (مجامعت کے بعد)

﴿احکامِ روابطِ وشوہر ص ۱۰۶﴾

۶۰۔ جماع کرتے وقت قبلے کی جانب رخ یا پشت کا ہونا، عریاں بدن کے ساتھ ہونا، پہلے سے مجنب ہونے کے باوجود غسل کیے بغیر جماع کرنا، عورت کی شرم گاہ کو دیکھتے ہوئے۔ ۶ کرنا، حالتِ مجامعت میں باتیں کرنا مکروہ ہے۔

حاملہ ہونے سے بچنے کے لیے مردوں کا نطفے کو عزل کر دینا اگر زوجہ کی رضایت کے ساتھ ہو یا اس کام کے متوقع نقصانات کی وجہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہو تو جائز ہے۔

﴿مراجع تقلید﴾

۶۱۔ میاں بیوی کا شہوت انگیز اور سیکس فُل ویڈیو فلموں کا دیکھنا، جن سے شہوت ابھارنے کی صورت میں یہ اپنے جائز تعلقات کو برقرار رکھ سکیں، جائز نہیں۔

﴿مراجع تقلید﴾

Presented by www.ziaraat.com

۶۲۔ شہوانی قوّت کو تقویت دینے کے لیے کسی ٹیبلٹ، دوا، ٹیوب یا اسپرے کا استعمال کرنا کہ زیادہ دیر تک لذّت حاصل کی جاسکے، شرعی طور پر اس صورت میں جائز ہے کہ جب کسی حرام میں مبتلا نہ ہو رہا ہو مثلاً کسی نجس چیز کے کھانے کی ضرورت پیش نہ آرہی ہو۔ ﴿مراجع تقلید﴾

۶۳۔ شاہراہوں، خیابانوں اور نامحرموں کے مقابل کُھلے بالوں کے ساتھ، بغیر جُراب کے باہر آنا اور اسی طرح ایسے لباس میں نامحرموں کے درمیان رہنا جو شہوت انگیزی کا سبب اور محرّک ہو سکتا ہو، شرعی طور پر حرام ہے۔ ﴿مراجع تقلید﴾

۶۴۔ مستحب ہے کہ شبِ پیر، شبِ منگل، شبِ جمعرات اور شبِ جمعہ مجامعت کی جائے، اسی طرح جمعرات کے روز زوال کے وقت جبکہ جمعہ کے روز بعد از عصر مجامعت مستحب ہے۔

۶۵۔ حدیث میں ہے کہ جب شوہر دروازے پر آ کر دستک دے تو بچّہ دروازہ نہ کھولے، بلکہ بیوی دروازہ کھولے، سلام کرے، شوہر کی طرف دیکھ کر مسکرائے، سلام کا جواب دے اور خوش اخلاقی کے ساتھ دسترخوان کے پاس بٹھائے تاکہ یہ کھانا دونوں کے لیے لذیز تر ہو جائے۔

۶۶۔ حدیث میں ہے کہ جب مرد گھر جا رہا ہو تو ایک تحفہ چاہے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو تیار رکھے، غم و غصّے کو گھر کے باہر پھینک دے اور جب بیوی دروازہ کھولے تو سلام کرنے میں پہل کرے اور تبسّم کے بعد خریدی ہوئی چیز اُسے پیش کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

۶۷۔ جب دلہن کو شوہر کے گھر لایا جائے تو شوہر اپنی دلہن کی جوتیاں اُتارے، اس کے پاؤں دھوئے اور اس پانی کو دروازے اور جہاں ممکن ہو گھر میں چھڑک دے تو اس گھر سے ہزار قسم کا فقر ختم ہو جاتا ہے اور ستّر ہزار قسم کی برکتیں بڑھتی ہیں، رحمت کے فرشتے دلہن کے سر پر پرواز کرنے لگتے ہیں اور ان کی برکت گھر کے گوشے گوشے تک پہنچ جاتی ہے، جب تک دلہن اس گھر میں رہے گی جنون، جذام اور برص سے محفوظ رہے گی۔

۶۸۔ شادی کے پہلے ہفتے دلہن کو چاہیے کہ سرکہ، دھنیا، کھٹا سیب اور دودھ نہ پیے کیونکہ ان چاروں چیزوں سے رحم پر منفی اثر پڑتا ہے، ممکن ہے یہ چیزیں اسے بعد میں (خدانخواستہ) بانجھ کر دیں۔

۶۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، تین چیزیں ظلم ہیں کوئی مرد کسی مرد کا ہم نشین ہو اور اس کا نام و کنّیت نہ پوچھے، کوئی شخص کسی کی دعوت کرے اور وہ قبول نہ کرے، اور اگر قبول کرتا ہے تو کھانا نہ کھائے اور خوش فعلی کے بغیر بیوی سے ہم بستری کرنا۔

﴿بحار الانوار ج ۱۰۰ ص ۲۸۰﴾

۷۰۔ امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں عورت سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور اس کے جنسی حقوق پورے نہ کرنا عذابِ قبر کا باعث ہے۔

﴿علل الشرائع۔ ص ۳۰۹﴾

۷۱۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، ''جنسی لذّت کا احساس عورتوں کو ننانوے فی

Presented by www.ziaraat.com

صد ہوتا ہے جب کہ مرد کا حصّہ صرف ایک فی صد ہے۔ مگر خدا نے اُنہیں شرم و حیا سے نوازا ہے۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۴۰﴾

۷۲۔ امام علی رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، ''شادی و زفاف کے بارے میں سنّت یہ ہے کہ اسے رات کو انجام دیا جائے، کیونکہ رات دل کے سکون کا ذریعہ ہے اور عورتیں مردوں کے سکون کا ذریعہ ہیں۔ ﴿وسائل الشیعہ: ج ۱۴ ص ۶۲﴾

۷۳۔ شادی کی رات تکبیر یعنی ''اللہ اکبر'' کہنا چاہیے۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام اور خاتونِ جنتؑ کی شبِ زفاف کے موقع پر جناب سیّدہ علیہا السلام سواری پر سوار تھیں، جناب سلمان فارسی علیہ السلام نے لگام تھام رکھی تھی۔ رسولِ اکرمؐ پیچھے پیچھے چل رہے تھے، اچانک جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام ستّر ستّر ہزار فرشتوں کی معیّت میں جناب زہرا علیہا السلام کو شوہر کے گھر کی طرف لے جانے کے لیے زمین پر اترے، انہوں نے نعرۂ تکبیر کو بلند کیا، آنحضرتؐ نے بھی ان کی طرح تکبیر کہی، اس طرح شادی کے موقع پر تکبیر کہنا سنّت قرار پایا۔ پس اسی مناسبت سے اہلِ اسلام کا شعار بھی بے جا شور و غوغا کرنا، ہارن و میوزک بجانا اور تالیاں بجانا نہیں، بلکہ ''اللہ اکبر'' کہنا ہے۔

﴿شادی کے مسائل اور حقوق زوجین: ص ۳۴۴﴾

۷۴۔ دس چیزوں سے بال سفید ہوتے ہیں:

۱۔ عورتوں سے زیادہ ہم بستری کرنا

۲۔ سر کو مٹی سے دھونا

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ بیت الخلا میں دیر تک بیٹھنا

۴۔ زیادہ عطر لگانا

۵۔ شرم گاہ کی طرف دیکھنا

۶۔ کھڑے ہو کر پانی پینا

۷۔ جنابت کی حالت میں گفتگو کرنا

۸۔ رات کو پانی پینا

۹۔ آستین سے چہرے کو خشک کرنا

۱۰۔ سینے کے بل سونا۔

﴿حدیثِ نبویؐ﴾

﴿کتاب: مشکل کشائی معنوی، مؤلف: مجتبیٰ رضائی﴾

۷۵۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"باکرہ لڑکیوں سے شادی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے"

"جنابت کی حالت میں غذا تناول کرنے سے انسان تنگ دستی کا شکار ہو جاتا ہے"

"حمام میں مجامعت کرنے سے اور بوڑھی عورت سے شادی کرنے سے عمر تباہ ہو جاتی ہے۔"

۷۶۔ قوتّ باہ کے لیے فائدہ مند پھل اور سبزی جات

۱۔ گاجر ۲۔ انار

Presented by www.ziaraat.com

۳۔ کھجور ۴۔ پیاز

۵۔ شلغم ۶۔ کاسنی

۷۔ ترہ

۷۷۔ قوّتِ باہ کے لیے مجرب اذکار:

۱۔ ''اَلظّاہِرُ'' کو کثرت سے ورد کرے۔

۷۸۔ قوّتِ باہ سے متعلق چند روایات :

۱۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام سے حدیث نقل ہے کہ قوّتِ باہ اور جماع کو تقویت دینے کے لیے پیاز کو باریک کاٹنے کے بعد اسے زیتون کے روغن میں سرخ کرو اور مرغی کے انڈے کو ایک ظرف میں خوب اچھی طرح پھینٹ کر اس پر نمک ڈالنے کے بعد اس تلی ہوئی پیاز میں پکا کر کھانے سے قوت باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ (گویا جسے آج کل آملیٹ (Omelet) کہا جاتا ہے)

﴿ازدواج اسلامی : ص ۳۸﴾

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں جو مرغی کا انڈہ پیاز اور زیتون کھائے گا اسے جماع میں مشکل پیش نہیں آئے گی۔ ﴿ازدواج اسلامی : ص ۳۹﴾

۳۔ حضرت رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں جو کدو اور دال زیادہ کھائے گا وہ ذکر خدا کے وقت رقّتِ قلب اور جماع کے وقت طاقت محسوس کرے گا۔

﴿ازدواج اسلامی : ص ۴۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، گاجر زیادہ کھایا کرو اس سے جماع میں مدد ملے گی۔ ﴿از دواج اسلامی :ص ۱۴۱﴾

۵۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں قوّتِ باہ کی تقویت کے لیے سرمہ لگایا کرو۔

﴿از دواج اسلامی :ص ۱۴۱﴾

زن و شوہر کی خلوت کے مناسب ایّام

۷۹۔ ہر مہینے کی پہلی، درمیانی اور آخری رات ہم بستری کرنا مکروہ ہے، سوائے ماہ رمضان کی پہلی رات کے، اس رات ہم بستری کرنا مستحب ہے۔

۸۰۔ ہر دن ظہر کے بعد مجامعت کرنا مکروہ ہے، ہاں جمعہ کو ظہر کے بعد اور جمعرات کو زوال کے وقت ہم بستری مستحب ہے۔

۸۱۔ جب آدمی سفر پر جانا چاہے جو کہ تین دن سے زیادہ نہ ہو تو سفر کی رات مجامعت کرنا، اسی طرح. پیٹ بھرا ہوا ہو اور خاص طور پر رات کے ابتدائی حصّے میں ہم بستری کرنا صحیح نہیں ہے۔

۸۲۔ جب قمر در عقرب ہو، مہینے کی آخری راتوں میں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتیں ہفتہ، اتوار اور بدھ کی راتوں میں مجامعت کرنا مکروہ ہے۔

۸۳۔ چھوٹے بچّوں کی نگاہوں کے سامنے یا ایسے لوگوں کے قریب جن کی آوازیں یہ سُن رہے ہوں یا انہیں دیکھ رہے ہوں، مجامعت کرنا مکروہ ہے۔

۸۴۔ اوپر کپڑا ڈالے بغیر، ننگے بدن کے ساتھ، احتلام کے بعد، مکان کی چھت پر

Presented by www.ziaraat.com

ان سب حالتوں میں مجامعت نامناسب ہے۔

۸۵۔ مرد اور عورت کا آلودگی کو ایک ہی کپڑے سے صاف کرنا، پشیمانی کا سبب بنے گا، کسی اور عورت کو ذہن میں رکھ کر اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا ندامت و کراہت کا سبب بنے گا۔

۸۶۔ بسم اللہ پڑھے بغیر ہم بستری کرنا اور شرم گاہ کو دھوئے بغیر دوبارہ ہم بستری کرنا شرعاً نامناسب ہے۔ ﴿شادی کے مسائل اور حقوق زوجین۔ ص ۲۴۸﴾

۸۷۔ نبیِ اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں، ''شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ ''میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔'' یہ الفاظ اُس کے لوحِ دل سے کبھی محو نہیں ہو سکتے۔''

﴿وسائل الشیعہ۔ ج ۱۴ ص ۱۰﴾

۸۸۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، ''جسے ہم سے زیادہ محبت ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی سے بھی زیادہ محبت کرے۔''

﴿بحارالانوار: ج ۱۳ ص ۲۲۷﴾

۸۹۔ آنحضرتؐ کے قول سے ماخوذ ہے، ''بارگاہِ ربوبیت میں تم میں سے پسندیدہ ترین آدمی وہ ہے، جو اپنی بیوی کے حق میں سب سے بڑھ کر احسان کرنے والا اور مہربانی کرنے والا ہو۔''

حضرت سعد ابنِ معاذؓ انصار کے ایک با اثر سردار تھے اور مدینے میں اُن لوگوں میں سے تھے جو سب سے پہلے پیغمبرِ اکرمؐ پر ایمان لائے، وہ اتنے بہادر تھے کہ جنگِ بدر میں بھرپور دل و جان سے آنحضرتؐ کی حمایت کی۔ اسی طرح جنگِ احزاب میں

Presented by www.ziaraat.com

بھی جب کہ بہت سے مسلمان خوف سے کانپ رہے تھے، آنحضورؐ کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوئے کہ ہم حملہ آوروں کے سامنے اپنی تلواروں کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، وہ اپنے علم وتقویٰ اور قُربِ رسالت مآبؐ کے حوالے سے اس مقام پر پہنچے تھے کہ جب آنجنابؐ نے ''بنی قریظہ'' کو متنبّہ کرنا چاہا تو آپ کو اس معاملے کا فیصلہ کرنے والا بنایا اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کے فیصلے کو خدا کا حکمِ واقعی قرار دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ اس قدر خدا کی پسندیدہ شخصیت بن چکے تھے کہ آپ کی وفات پر خدا کا عرش کانپ اٹھا اور جبرائیل علیہ السلام کی ہمراہی میں نوّے ہزار ملائکہؑ نے آپ کی تشییع جنازہ میں شرکت کی۔ خود پیغمبر اسلامؐ اس حال میں حضرت سعد کے جنازے میں شامل تھے کہ آپؐ کے پائے اقدس میں جوتا نہیں تھا، عبا دوش مبارک سے اتری ہوئی تھی اور لحد کو خود اپنے دستِ مبارک سے درست فرمایا، جب کہ آنحضورؐ کے ار... کی اس سے پہلے کوئی اور مثال نہیں ملتی۔ حضرت سعد بن معاذؓ کی والدۂ گرامی نے جب آنحضورؐ کی طرف سے حضرت سعدؓ کے حق میں یہ شفقت اور محبت اور تعظیم وعظمت دیکھی تو وجد میں آ کر حضرت سعدؓ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ''اے سعدؓ تمہیں جنت مبارک ہو۔''

آنحضورؐ نے سعدؓ کی ماں کے جواب میں فرمایا کہ: ''خدا کی طرف سے یقین و اعتماد کے ساتھ ایسی بات نہ کہو۔''

''بتحقیق اس وقت سعدؓ کو فشارِ قبر ہو رہا ہے، کیونکہ یہ اپنے اہل خانہ کی نسبت

Presented by www.ziaraat.com

اچھے اخلاق کے مالک نہیں تھے۔'' ﴿بحارالانوار: ج۶ص ۲۲۰، سفینۃ البحار: ج۱ص ۴۲۴﴾

۹۰۔ حضرت امام محمد باقرؑ ارشاد فرماتے ہیں، ''عورت کسی صورت میں اپنی زیب و زینت سے غافل نہ رہے، خواہ وہ گلے میں گلوبند کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔''

﴿من لایحضرہ الفقیہ: ج۸ص ۳۶۵﴾

۹۱۔ رسولِ خدا نے فرمایا: ''عورتوں کا شوہروں کے علاوہ غیر مردوں کے لیے زینت کرنا جائز نہیں اور وہ اگر ایسا کریں گی تو خداوندِ عالم انہیں آتشِ جہنم میں جلائے گا۔''

﴿وسائل الشیعہ: ج۱۴ص ۱۵﴾

۹۲۔ نبیِ مکرمؐ نے فرمایا: ''جو عورت گھر سے زیب و زینت کر کے نکلے، جب تک وہ واپس نہ آ جائے، خدا اور ملائکہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔''

﴿مکارم الاخلاق: ص ۴۳﴾

۹۳۔ پیغمبرِ اسلامؐ فرماتے ہیں، ''ہر وہ مرد جو اس بات پر راضی ہو کہ اس کی بیوی زینت و آرائش کر کے گھر سے باہر جائے، وہ بے غیرت ہے اور جو ایسے مرد کو بے غیرت کہے اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔'' ﴿سفینۃ البحار: ج۲ص ۵۸۶﴾

۹۴۔ جنسی تسکین میں بدن کی صفائی اور دانتوں کا صاف ہونا مرغوب تر ہے، چنانچہ روایت ہے کہ قیامت کے دن عدالتِ الٰہیہ میں سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا وہ طہارت و پاکیزگی ہے۔ ﴿میزان الحکمۃ: ج۵ص ۵۵۸﴾

۹۵۔ امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''جس بُو سے دوسروں کو اذیت پہنچتی ہے، اس سے خود کو پانی کے

Presented by www.ziaraat.com

ذریعے پاک کرو اور اپنی ذمّے داری سے غافل نہ رہو، بے شک خدا اس شخص کو دوست نہیں رکھتا جس کے پاس بیٹھنے سے لوگ بچتے ہیں۔"

﴿میزان الحکمۃ: ج ۱۰ ص ۹۲﴾

۹۶۔ اسی طرح حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک شخص کو دیکھا، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، فرمایا: "اسے ایسی چیز نہیں مل سکتی تھی جس سے وہ اپنے بال سنوار لیتا؟" ایک دوسرے شخص کو دیکھا کہ گندا اور میلا لباس پہنے ہوئے ہے فرمایا: "کیا اسے پانی نہیں ملا کہ اپنا لباس دھو لیتا۔"

﴿میزان الحکمۃ: ج ۱۰ ص ۹۲﴾

۹۷۔ رسولِ خداؐ ہر رات تین مرتبہ مسواک (سے دانت صاف) کیا کرتے تھے، سونے سے پہلے، بیدار ہو کر اور تلاوتِ قرآن سے پہلے۔

﴿میزان الحکمۃ: ج ۴ ص ۵۹۹﴾

شادی شدہ مردوں اور عورتوں کو ان روایات پر خاص توجہ دینا چاہیے۔

<u>ملاحظہ</u>: مذکورہ نکات میں ۶۰ نکات محترم حمید حامیم کی کتاب "۶۰ نکتہ برائے ارتباط باھمسر، طبع شیراز، ۱۳۸۲ ش ق" کا ترجمہ ہے جسے مذکورہ نکات میں شامل کیا گیا ہے۔

میاں بیوی کے حقوق

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں، ایک عورت نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا،

Presented by www.ziaraat.com

"عورت پر شوہر کا کیا حق ہے؟" آپؐ نے فرمایا:

"اُس کی فرمانبرداری کرنا، مخالفت اور نافرمانی سے گریز کرنا، اس کی اجازت کے بغیر اس کی کسی چیز کو باہر نہ لے جانا، حتیٰ کہ بغیر اجازت اس کے مال سے صدقہ نہ دینا، اور مستحب روزہ بغیر اس کی اجازت کے نہ رکھنا، اسی طرح اگر وہ خاتون سفر کے لیے سواری کی پشت پر بھی بیٹھ چکی ہو اور شوہر اسے آمیزش کے لیے طلب کرے تو اسے منع نہ کرنا، اُس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جانا، کیونکہ اگر اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر گئی تو آسمان وزمین اور رحمت وغضب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجیں گے، یہاں تک کہ گھر لوٹ کر آ جائے۔"

اس خاتون نے پوچھا: مرد پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

"اُس کے ماں باپ کا۔"

اس خاتون نے پوچھا: عورت پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "شوہر کا۔"

اس خاتون نے پوچھا: کیا میں بھی اپنے شوہر پر اتنا ہی حق رکھتی ہوں جتنا اُس کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "نہیں، ایک فیصد بھی وہ حق نہیں رکھتی ہو۔"

اس خاتون نے کہا: "قسم اُس خدا کی جس نے آپؐ کو مبعوث کیا، اپنے آپ کو کسی شوہر کے حوالے نہیں کروں گی۔"

﴿از دواجِ اسلامی۔ ص۲۳۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

۲۔ پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''جو خاتون اپنے شوہر کو زبان سے اذیت پہنچائے، اللہ اچھے کاموں میں بھی اس کی رفت و آمد اور نیکیوں کو قبول نہیں کرے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے شوہر کو راضی کرلے اور ایسی عورت اگرچہ دنوں میں روزہ رکھتی ہو اور راتوں کو نماز کے لیے کھڑی ہوتی ہو، غلاموں کو آزاد کرتی ہو اور راہِ خدا میں جہاد کے لیے لوگوں کو روانہ کرتی ہو پھر بھی آگ کے عذاب میں مبتلا اٹھائی جائے گی اور یہی حال ایک ستم گر مرد کا ہے کہ جس نے اپنی زوجہ کو ناراض کیا۔''

﴿ازدواجِ اسلامی، ص ۳۳۱﴾

۳۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: ''جو عورت دن گزار کر رات دیکھے اور اس کا شوہر اس سے ناراض ہو، خدا اس کے نماز و روزہ کو قبول نہیں کرے گا۔''

۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو عورت شوہر کے علاوہ کسی اور کے لیے خوشبو لگائے، اللہ اس کی نماز کو قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ غسل کرے اور وہ غسل گویا غسلِ جنابت ہے۔''

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص اپنی زوجہ کے ایک نامناسب جملے کو بھی برداشت کرے، خدا اسے دوزخ سے آزادی عطا کرے گا اور جنت اس کے لیے حتمی قرار دے گا، دو لاکھ نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا اور دو لاکھ گناہ محو کردے گا،

Presented by www.ziaraat.com

دولاکھ درجے بڑھائے گا اور بدن کے بالوں کے برابر عبادت کے سال اس کے نامۂ اعمال میں قرار دے گا۔'' ﴿ازدواجِ اسلامی:ص۲۳۲﴾

۶۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''مرد کے لیے اُس کے اہل وعیال گویا اس کے اسیروں کی طرح ہیں اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اپنے اسیروں کا خیال رکھتا ہو۔'' ﴿ازدواجِ اسلامی: ص ۲۳۴﴾

۷۔ حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اس درخت کو جا کر کہو کہ تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلاتے ہیں حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ وہ درخت دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے جھکا جس سے اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں، پھر وہ زمین کو کھودتا ہوا اور اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آواز آئی "السلام علیك یا رسول اللهؐ"، اعرابی نے عرض کیا اس کو اپنی جگہ لوٹنے کا حکم فرمائیے تو پھر حضرتؐ نے درخت کو حکم دیا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر عرض کرنے لگا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں غیرِ خدا میں سے کسی کو یہ حکم فرماتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو بلاشک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پھر اس نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے ان اقبل یدیك ورجلیك فاذن له کہ میں آپؐ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے لیے یہ اجازت دے دی۔'' ﴿شفا: ج ۱ ص ۱۹۶﴾

اس حدیث سے واضح ہُوا کہ مرد کا حق اتنا فائق ہے کہ مرد کا سجدہ اگر حکمِ الٰہی ہوتا تو رسول اکرمؐ جائز قرار دیتے۔ علمائے اسلام نے مرد اور عورت دونوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے اکیس اکیس حقوق ذکر کیے ہیں۔

بیوی پر شوہر کے حقوق :

۱۔ مرد کی مرضی پوری کرے۔

۲۔ شوہر کی خوشنودی کے لیے اپنے آپ کو آراستہ کرے۔

۳۔ شوہر کے گھر سے بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو کوئی چیز نہ دے۔

۴۔ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔

۵۔ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔

۶۔ شوہر کی [illegible] نہ کرے اور نہ اُس کا عیب ظاہر کرے۔

۷۔ اپنے کو نامحرم کی نظر سے بچائے۔

۸۔ شوہر کی پردہ دری نہ کرے۔

۹۔ شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

۱۰۔ اپنے گھر میں بیٹھی رہے اور شوہر کے دوستوں سے واقفیت نہ کرے۔

۱۱۔ شوہر کی اولاد پر جو پہلی بیوی سے ہے، شفقت و مہربانی کرے۔

۱۲۔ اپنے حُسن و جمال کی وجہ سے شوہر پر فخر نہ کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۳۔ اگر کسی وجہ سے شوہر محتاج ہو تو اس کو حقارت سے نہ دیکھے۔

۱۴۔ شوہر کے اختیار سے باہر فرمائش نہ کرے۔

۱۵۔ اگر شوہر بیمار ہو تو اس کی پوری طرح دیکھ بھال کرے۔

۱۶۔ اگر شوہر فقیر یا مریض ہو جائے تو اگر ممکن ہو تو بیوی پر لازم ہے کہ سلائی یا دیگر کوئی کام کاج کر کے اس کو بھی کھلائے۔

۱۷۔ اوقاتِ عبادت میں شوہر کی مدد کرے۔

۱۸۔ بیوی کو خود بھی اپنے گھر کا کام کاج کرنا چاہیے۔

۱۹۔ شوہر کو اچھائی سے یاد کرے۔

۲۰۔ شوہر کے لیے دُعا کرے۔

۲۱۔ شوہر کے مرنے کے بعد چار ماہ دس دن غم اور سوگ کرے۔

شوہر پر بیوی کے حقوق:

۱۔ حق مہر ادا کرے۔

۲۔ طاقت کے مطابق خرچہ دے۔

۳۔ موسم کے مطابق کپڑے بنا دیا کرے۔

۴۔ تیسرے دن حقِ زوجیت ادا کرے۔

۵۔ ضروریاتِ زندگی کا سامان مہیا کرے۔

Presented by www.ziaraat.com

۶۔ اگر خود خوشبو وغیرہ استعمال کیا کرتا ہو تو اس کے لیے بھی خوشبو کا انتظام کرے۔

۷۔ عورت کو علیحدہ مکان رہنے کے لیے دے۔

۸۔ اگر ہو سکے تو عورت کے لیے خادمہ کا بندوبست کرے۔

۹۔ بیوی کو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حیض ونفاس اور دیگر ضروریاتِ دین کے مسائل سکھادے۔

۱۰۔ عورت کو بلاوجہ ناراض نہ کرے۔

۱۱۔ ترش روی اور سختی سے پیش نہ آئے۔

۱۲۔ عورت سے محبت سے باتیں کرے۔

۱۳۔ اگر طاقت ہو تو عورت کو زیور پہنائے۔

۱۴۔ عورت کے سامنے ان عورتوں کا ذکر نہ کرے جنہیں زیادہ جہیز ملا ہو۔

۱۵۔ اگر مرد کی ایک عورت مال دار ہو اور دوسری غریب ہو تو غریب کی بے عزتی نہ کرے۔

۱۶۔ بیوی کے رشتے داروں سے اسی طرح برتاؤ کرے جیسا کہ اپنے رشتے داروں سے کرتا ہے۔

۱۷۔ بیوی کو گالیاں نہ دے۔

۱۸۔ بیوی کو رشک نہ دلائے، یعنی اس کے سامنے لونڈی کی جانب تسکین جنس کے لیے ہاتھ نہ بڑھائے۔

Presented by www.ziaraat.com

۱۹۔ بیوی پر خرچ کر کے احسان نہ جتائے۔

۲۰۔ سفر سے بیوی کے لیے تحفہ لائے۔

۲۱۔ بیوی کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں کے حقوق کی رعایت کا لحاظ رکھے۔

حدیث مبارک میں ہے:

"لاتؤدی المرأة حق ربها حتی تؤدی حق زوجها"

"عورت اپنے رب کے حق ادا نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنے خاوند کے حقوق ادا نہ کرے۔

﴿حسب ونسب: ص ۱۵۰﴾

اولاد کی نعمت

انسان کی پیدائش میں اگرچہ ماں باپ دونوں وسیلہ قرار پاتے ہیں، لیکن اس سلسلے میں ماں کا حصّہ زیادہ ہوتا ہے۔ "اور ہم نے انسانوں کو ماں باپ کے بارے میں وصیّت کی، اس کی ماں نے سختیاں اور رنجشیں جھیل کر اس کا بوجھ اٹھایا، اسے دو سال تک دودھ پلایا تو اے انسان میرا بھی شُکر ادا کر اور اپنے ماں باپ کا بھی اور تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے۔" ﴿سورۂ لقمان: آیت ۱۴﴾

ماں کے سارے جسمانی اور نفسیاتی حالات بچے پر گہرا اثر ڈالتے ہیں، چونکہ بچّہ بطنِ مادر میں اپنی ماں کے عضو کی حیثیت رکھتا ہے، گویا جس طرح ذہنی اور قلبی کیفیات جو کہ ماحول، تعلیم، دوست اور احباب کے علاوہ غذا سے متاثر ہوتی ہیں اور

Presented by www.ziaraat.com

ذہنی اور قلبی کیفیات کا اثر انسان کے بدن کے اعضا مثلاً ہاتھ، پیر، آنکھوں اور کانوں پر پڑتا ہے، اسی طرح بچّہ بھی شکمِ مادر میں ایک عضو کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اَلسَّعِیْدُ سعید'' فی بطن اُمّہِ و الشّقیُّ شَقِیّ'' فی بطن اُمّہِ'' ﴿سفینۃ البحار، ج ۱ ص ۷۰۹﴾

''سعادت مند شکمِ مادر میں سعادت مند ہوتا ہے اور بد بخت شکمِ مادر میں بدبخت اور شقی ہوتا ہے۔''

جس طرح ماں کے جسمانی حالات بچّے پر اثر انداز ہوتے ہیں، اسی طرح ماں کے افکار واخلاق بھی بچّے کی روح پر گہرا اثر ڈالتے ہیں۔

جہاں ہزاروں قسم کے حفاظتی اقدامات کا خیال رکھا جاتا ہے، وہاں اس چیز کا بھی خیال رکھا جائے کہ ان ایام میں ماں کا زیادہ تر قرآن وعبادتِ الٰہی سے مانوس ہونا بچّے کو نیک اور سعادت مند بنا دے گا۔ سائنس کے تجربات سے بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچّہ شکمِ مادر ہی میں بہترین ذہانت کا مالک اور چاق چوبند ہوتا ہے اور اسلام کی رُو سے بھی یہ بات واضح ہے۔ پس شکمِ مادر میں بچّے کی روحانی غذا کا خیال رکھا جائے اور اُن دعاؤں کو جو ائمہ علیہم السلام نے اس حالت میں بیان فرمائی ہیں، پڑھا جائے۔ حاملہ خواتین کو چاہیے کہ حسد، کینہ، بدزبانی وغیرہ جیسے بداخلاق و کردار سے خصوصاً پرہیز کریں، ماں کا غم وغصّہ، ہیجان وغیرہ یہ سب ناپسندیدہ صفتیں ہیں، جو

Presented by www.ziaraat.com

بچّے میں آشکار ہو جاتی ہیں، اسی طرح ماں کا ایمان و پرہیز گاری، دل کی پاکیزگی، حُسنِ ظن، مہر و محبت، خوش اخلاقی، اطمینان وسکونِ قلب، غرض ماں کی تمام اچھی اخلاقی صفات بچّے کے اندر اچھا اثر مرتّب کرتی ہیں اور یہی اخلاقِ مادر اسے سعادت مند بناتے ہیں۔

دوسری بڑی ذمّے داری ایک مثالی ماں کی یہ ہے کہ بچّے کی جسمانی نشو ونما کے لیے ان ایّام میں پاک وصاف اور حلال غذا کی ضرورت ہے، کیونکہ ماں کی حلال و پاکیزہ غذا ہی بچّے کی غذا بنتی ہے، چنانچہ دھیان رہے کہ ماں زمانۂ حمل میں جو غذا کھا رہی ہے، وہ حلال ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

شُکرِ نعمت

بچّے کی پیدائش کے بعد والدین کی پہلی ذمّے داری بچّے کو بخوشی قبول کرنا ہے، چاہے وہ بیٹا ہو یا بیٹی؟ کیونکہ بچّہ (بیٹا ہو یا بیٹی) خدا کی امانت ہے۔ پس جو بھی ہے محبت کرنا ہے اور اس کی تربیت کرنا ہے۔ مگر افسوس معاشرے میں وہی دور جاہلیت کا انداز نظر آ رہا ہے کہ بیٹا ہونے پر خوشی اور بیٹی ہونے پر افسردگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہ انسان کے بس سے باہر ہے۔ جیسا کہ خداوندِ عالم سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۰ میں ارشاد فرماتا ہے کہ: ''بیٹے اور بیٹیاں اللہ کی دین ہیں۔''

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

''لِلّٰه مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْيُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ'' ۝

''زمین و آسمان میں اُسی کی حکومت ہے۔ جو چاہتا ہے بناتا ہے۔ جسے چاہتا ہے فقط بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے (محض) بیٹے عطا کرتا ہے اور ہاں کسی کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ بے شک وہ بڑا واقف کار اور صاحب اختیار ہے۔''

﴿سورۂ شوریٰ آیات ۴۹، ۵۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

اس کے علاوہ ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام نے بتایا ہے کہ خداوندِ عالم سے صالح و سالم وتندرست اولاد کی دعا مانگو۔ حدیث میں آیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کو جب اولاد ہونے کی خوشخبری دی گئی تو آپؑ نے فوراً فرمایا کہ ''وہ خلقت میں کامل ہوا ہے یا نہیں۔'' اوراس پر آپ علیہ السلام خدا کا شُکر ادا کرتے تھے کہ اُس نے مجھے بے عیب بچّہ عطا کیا۔''

﴿بحارالانوار: ج ۱۰۴ص ۱۲۳﴾

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے کہ ''خوش قسمت ہے وہ عورت جس کی پہلی اولاد بیٹی ہو۔''

اسی طرح فرماتے ہیں ''بیٹے نعمت اور بیٹیاں رحمت ہیں، نعمت کا سوال کیا جائے گا اور نیکی (رحمت) کا ثواب دیا جائے گا۔''

﴿الکافی: ج ۶ ص ۲﴾

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے ''کتنی اچھی ہے بیٹی جو محبت کرنے والی اور انسان کی مونس ومددگار ہے۔''

غرض کہ بیٹا ہو یا بیٹی، دونوں ہی اللہ کی عطا ہیں۔ انسان کو شُکر بجالانا چاہیے۔ اس لیے کہ معاشرے میں ایسے افراد بھی ہیں جو یہ دُعا کرتے ہیں کہ خداوندا ہمیں اولاد عطا کردے، چاہے ایک بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

ایّامِ حمل کا نصاب

محترم مائیں حمل کے ایّام میں مندرجہ ذیل احکامات پر خاص توجّہ دیں:

پہلے مہینے میں

جمعرات اور جمعہ کے روز سورۃ یٰسین اور سورۃ الصّافات کی تلاوت کر کے شکم پر دم کریں۔ صبح کے وقت میٹھا سیب کھانا چاہیے۔ جمعہ کے دن ناشتے سے پہلے انار کھانا چاہیے۔ سورج نکلنے سے پہلے تھوڑی سی مقدار میں خاکِ شفا کھانی چاہیے۔ روزانہ کی نمازیں اوّل وقت پڑھیں اور نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہی جائے، البتہ اذان و اقامت کہتے وقت پیٹ پر ہاتھ رکھا جائے۔

دوسرے مہینے میں

جمعرات اور جمعہ کے روز سورۂ ملک پڑھنا چاہیے۔ جمعرات کے دن ایک سو چالیس مرتبہ اور جمعہ کے دن ۱۰۰ مرتبہ شکم پر ہاتھ رکھ کر اس طرح صلوٰۃ پڑھی جائے۔

”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّد وَ عَجِّلْ فَرَجَھُمْ وَاَھْلِکْ عَدُوَّ ھُمْ وَالْعَنْ اَعْدَائَھُمْ مِنَ الْجِنِّ الانْسِ مِنَ الاَوَّلِیْنَ وَ الاٰخِرِیْنَ۔“

ہر ہفتے گوشت، دودھ اور میٹھے سیب کھائے جائیں۔

Presented by www.ziaraat.com

تیسرے مہینے میں

جمعرات اور جمعہ کے دن سورۂ آلِ عمران کی تلاوت کی جائے اور ایک سو چالیس مرتبہ مندرجہ بالا بڑی صلوٰۃ پڑھی جائے۔ ہر نماز سے پہلے شکم پر ہاتھ رکھ کر بڑی صلوٰۃ پڑھنا چاہیے۔ ہر ہفتہ گندم، گوشت اور بغیر چکنائی کا دودھ استعمال کریں اور صبح کے وقت تھوڑا سا شہد بھی کھانا چاہیے۔

چوتھے مہینے میں

جمعرات اور جمعہ کے روز سورۂ دھر پڑھنا چاہیے۔ یومیہ تمام نمازوں کی ایک رکعت میں سورۂ قدر پڑھیں۔ نماز کے بعد شکم پر ہاتھ رکھ کر سورۂ قدر، سورۂ کوثر اور بڑی صلوٰۃ پڑھیں اور اس کے بعد کہیں:

”رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَجِنَا وَ ذُرِّيَّا تِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً“

سات مرتبہ ”استغفر اللہ ربی واتوب الیہ“ پڑھیں، ہر روز نمازوں کے بعد ۱۴۰ مرتبہ صلوٰۃ پڑھیں۔ میٹھا سیب، شہد اور انار کھایا جائے۔

چوتھے مہینے کے شروع ہی سے نمازِ شب پڑھنے کی کوشش کریں۔ اگر آدھی رات کو نہ پڑھ سکیں تو کوشش کریں نماز صبح کے بعد اس کی قضا پڑھیں۔

Presented by www.ziaraat.com

پانچویں مہینے میں

جمعرات اور جمعہ کے روز سورۂ فتح کی تلاوت کریں۔ روزانہ کسی ایک نماز میں سورۃ نصر کی تلاوت کریں اور نماز کے بعد خاکِ شفا کو ہاتھ میں لے کر شکم پر ملیں۔ ہر صبح کچھ مقدار میں کھجور کھانا چاہیے۔ روزانہ رات کو تھوڑا زیتون، کھجوروں اور میٹھے سیب کے ساتھ کھانا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو پانچویں مہینے کے شروع سے شکم پر ہاتھ رکھ کر نماز کے وقت اذان واقامت کہی جائے۔

چھٹے مہینے میں

جمعرات اور جمعہ کے روز سورۂ واقعہ پڑھنا چاہیے۔ مغرب وعشاء کی ایک ایک رکعت میں سورۂ والتین پڑھنا چاہیے۔ ہر نماز کے بعد اپنے ہاتھ کو خاکِ شفا سے مَس کر کے شکم پر ملیں۔ ناشتے کے بعد انجیر اور زیتون کھائے جائیں۔ کوشش کریں کہ رات یا دن میں ہڈی کا گودا کھایا جائے اور چکنائی سے پرہیز کریں۔

ساتویں مہینے میں

اذان واقامت کے ساتھ نمازِ شب پڑھنے کے ساتھ ساتھ پیر کے دن سورۂ نحل کی تلاوت کریں۔ جمعرات اور جمعہ کے دن سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک کی تلاوت کریں۔ روزانہ کی نمازوں میں سورۂ قدر اور سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ روزانہ ۱۴۰

Presented by www.ziaraat.com

مرتبہ صلوٰت پڑھنا چاہیے۔ ہر کھانے کے بعد تھوڑا سا تربوز ضرور کھائیں، لیکن اس کے کھانے سے پہلے اور بعد میں پانی بالکل نہ پیئیں۔ مہینے میں ایک مرتبہ شلغم تناول کریں۔

آٹھویں مہینے میں

ہفتے کے دن نمازِ صبح کے بعد دس مرتبہ سورۂ قدر تلاوت کریں۔ اتوار کے دن صبح کی نماز کے بعد دو مرتبہ سورۂ والتّین، پیر کو سورۂ یٰسین، منگل کے دن سورۂ فرقان، بدھ کے دن سورۂ دھر، جمعرات کے دن سورۂ محمدؐ، جمعہ کے دن سورۂ والصافات کی تلاوت ضرور کریں۔ میٹھا دہی اور شہد کے کھانے میں کوتاہی نہ کریں۔ جمعہ کے دن ناشتے میں میٹھا انار ضرور کھائیں، اگر کوئی نقصان نہ ہو تو ہفتے میں ایک مرتبہ سرکہ بھی استعمال کریں

نویں مہینے میں

گرم مسالہ نہ کھائیں، کھجور کھائیں، امام زمانہ علیہ السلام (عج) کی سلامتی کے لیے گوسفند ذبح کر کے پکا کر کھائیں۔ نمازِ ظہر یا عصر میں سورۂ عصر اور سورۂ والذّاریات پڑھنا چاہیے۔ جمعرات کے دن سورۂ حج، جمعہ کے دن سورۂ فاطر تلاوت کریں۔ اور کچھ پیدل چلیں، کھانے میں کباب استعمال کریں۔ ان ایام میں تصویر اور آئینہ کم دیکھنا چاہیے۔

Presented by www.ziaraat.com

کچھ اہم نکات

۱۔ اولاد کے شجاع اور دلیر ہونے کے لیے دودھ پینا چاہیے۔

۲۔ اولاد کے خوبصورت اور خوش اخلاق ہونے کے لیے تربوز کھائیں۔

۳۔ اولاد کے صابر ہونے کے لیے شکم پر ہاتھ رکھ کر سورۂ والعصر پڑھیں۔

ایّامِ حمل میں عبادت اور غذا کا نصاب

۱۔ پہلے مہینے میں دو مختلف چیزوں (ریفریشمنٹ) کو دو وقتوں میں کھائیں اور اس پر سورۂ قدر پڑھیں۔

۲۔ دوسرے مہینے میں عناب کھائیں اور اس پر سورۂ توحید پڑھیں۔

۳۔ تیسرے مہینے میں (سیب ایک عدد) کھائیں اور اس پر آیۃ الکرسی پڑھیں۔

۴۔ چوتھے مہینے میں انجیر کھائیں اور اس پر سورۂ والتّین پڑھیں۔

۵۔ پانچویں مہینے میں ایک عدد انڈا کھائیں اور اس پر سورۂ حمد پڑھیں۔

۶۔ چھٹے مہینے میں انار کھائیں اور اس پر سورۂ فتح پڑھیں۔

۷۔ ساتویں مہینے میں بہی کھائیں اور اس پر سورۂ یٰسین پڑھیں۔

۸۔ آٹھویں مہینے میں مصری اور معمولی سا زعفران پیس کر کھائیں اور اس پر سورۂ نصر پڑھیں۔

۹۔ نویں مہینے میں دودھ اور کھجور پیس کر کھائیں اور اس پر سورۂ دھر پڑھیں۔

Presented by www.ziaraat.com

روزانہ کا پروگرام

☆ روزانہ ۵۰ مرتبہ سورۂ توحید

☆ روزانہ ۵۰ مرتبہ سورۂ قدر

☆ روزانہ ۱۴۰ مرتبہ صلوٰۃ

☆ استغفار زیادہ کریں

☆ چالیس دن تک روزانہ ایک انار پر سورۂ یٰسین دم کر کے کھائیں

☆ ساتویں مہینے سے روزانہ نمازِ صبح کے بعد ایک بادام پر سورۂ انعام دم کر کے ۴۰ دن تک کھائیں۔

☆ ساتویں مہینے کے بعد سے قرآن کی ۵ سورتیں جو کہ تسبیح سے شروع ہوتی ہیں، ان کی تلاوت کریں جو کہ سورۃ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ اور سورۂ تغابن ہیں۔

☆ ہمیشہ باوضو رہیں۔

☆ رات کو آئینہ نہ دیکھیں۔

☆ پوری کوشش کریں کہ گناہ سرزد نہ ہو۔

☆ حتی الامکان مستحب اعمال انجام دیں۔

☆ ٹھنڈا مزاج رکھیں، غصہ نہ کریں۔

☆ خوراک صحیح طرح کھائیں

Presented by www.ziaraat.com

☆ سبزیاں اور دودھ کی بنی ہوئی اشیا بچّے کی کھال کو خوبصورت بنانے کے لیے مفید ہیں۔ تولّد کے بعد سب سے پہلے بچّے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

☆ بچّے کا نام چار مہینے دس دن سے پہلے رکھ لینا چاہیے۔

☆ بچّہ پیدا ہونے (ڈلیوری) کے بعد ماں کو ۹ عدد کھجوریں کھانی چاہئیں تاکہ جسمانی قوت و توانائی بحال ہو جائے۔

دورانِ حمل ہدایات

۱۔ زیارتِ عاشورہ (سو مرتبہ لعنت اور سلام کے ساتھ) پڑھنا اور دُعائے علقمہ کا پڑھنا۔

۲۔ ۴۰ دن تک سورۂ یٰسین کو انار پر دم کر کے کھانا۔

۳۔ ۴۰ بار سورۂ یوسفؑ سیب پر دم کر کے کھانا۔

۴۔ ۴۰ مرتبہ دُعائے توسّل کا پڑھنا۔

۵۔ ۴۰ دن تک زیارتِ جامعہ (ناحیہ) کا پڑھنا۔

۶۔ ۴۰ دن تک زیارتِ آلِ یٰسینؑ اور اس کی دُعا کا پڑھنا۔

۷۔ ۴۰ جمعرات دُعائے کمیلؓ کا پڑھنا۔

۸۔ ۴۰ جمعوں کی صبح دُعائے ندبہ کا پڑھنا۔

Presented by www.ziaraat.com

۹۔ ۴۰ جمعوں میں عصر کے وقت دُعائے سمات کا پڑھنا۔

۱۰۔ ۴۰ جمعرات سونے سے پہلے سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ تغابن، سورۂ جمعہ اور سورۂ صف کا پڑھنا۔

۱۱۔ تسبیحِ حضرت فاطمۃ الزّہراؑ کا ہر نماز کے بعد اور سونے سے پہلے پڑھنا۔

۱۲۔ کم از کم ۴۰ نمازِ شب کا پڑھنا۔

۱۳۔ ۴۰ جمعہ غسلِ جمعہ کرنا۔

۱۴۔ ایک قرآن پڑھنا (بالخصوص امامِ زمانہؑ عجل اللہ تعالیٰ شریف کی سلامتی کے لیے)

۱۵۔ ۴۰ مرتبہ حدیثِ کساء اور زیارتِ امامِ زمانہؑ (عج) پڑھنا۔

۱۶۔ ۴۰ دن تک نمازِ صبح کے بعد دُعائے عہد کا پڑھنا۔

۱۷۔ صبح ناشتے میں ۴۰ دن تک ۲۱ منقّہ ۲۱ مرتبہ بسم اللہ کے ساتھ کھانا۔

۱۸۔ آئرن کے کیپسول اگر لازم ہوں تو استعمال کرنا۔

۱۹۔ تربوز، بادام، سبزیاں، کھجور، آلو بخارا، ناشپاتی، مچھلی، دال، گوبھی، سلاد کے پتّے، شہد، لوبیا، چنے، انگور، آڑو، زیتون کا تیل، دودھ، بہی، دریا کا پانی اور مغز کھانا چاہیے۔

۲۰۔ جب بچّہ پیٹ میں حرکت کرے تو پیٹ پر ہاتھ رکھ کر صلوٰت اور سورۂ توحید کی تلاوت کریں۔

۲۱۔ حمل کے دوران خدا کو یاد کرنا، لوگوں کی مشکلات کے حل کے لیے دعا کرنا،

Presented by www.ziaraat.com

مومن اور خوبصورت لوگوں کے چہروں کو دیکھنا، جو لوگ بداخلاق ہوں ان سے دوری اختیار کرنا، زیارتِ معصومینؑ پڑھنا، گناہ سے خصوصی طور پر جھوٹ اور غیبت سے دور رہنا، نماز اوّل وقت پڑھنا، بچّے کا اچھا نام رکھنا اور اس کو اسی نام سے یاد کرنا، اللہ اللہ ذکر کرنا، قرآن سننا چاہیے۔

۲۲۔ اندر کے چھوٹے کپڑے سُوتی ہوں، انہیں ہر روز تبدیل کرنا، استری کرنا، جسم کی صفائی کرنا، تیز اور دیرپا رہنے والی خوشبوؤں سے پرہیز کرنا۔

۲۳۔ اگر جسم سے کوئی رطوبت خارج ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کریں، کیونکہ یہ رطوبت بچّے کے منہ اور آنکھ کے لیے خطرہ ہے۔ آلودہ پانی پینے میں استعمال نہ کریں۔ کوئی بھی دانہ یا تِل نکلے یا خارش ہو تو ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ اگرچہ خون کا کوئی دھبّہ بھی دیکھیں تو ڈاکٹر کو ضرور بتائیں، ہر مہینے میں ایک بار ضرور اور آخری مہینوں میں ہر ہفتے بلڈ پریشر، مختلف ٹیسٹ اور بچّے کی کنڈیشن دیکھنے کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

دعائیں برائے طلبِ اولاد

۱۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طلبِ اولاد کے لیے سجدے میں یہ دعا پڑھے:

”رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ“

Presented by www.ziaraat.com

۲۔ کتاب الصالحین میں اہلِ بیت علیہم السلام سے منقول ہے کہ برائے طلبِ اولاد صبح و شام ستّر مرتبہ "سُبحَانَ اللّٰهِ" کہے اور اس کے بعد ایک مرتبہ "اَستَغفِرُ اللّٰهَ رَبِّی وَاَتُوبُ اِلَیهِ" اور اس کے بعد ۹ مرتبہ "سُبحَانَ اللّٰه" کہے اور اس کے بعد ایک مرتبہ "اَستَغفِرُاللّٰهَ رَبِّی وَاَتُوبُ اِلَیهِ" کہے۔

۳۔ سورۂ آلِ عمران زعفران و گلاب سے لکھ کر عورت کے باندھے تو حمل قرار پائے گا۔

۴۔ سورۂ فجر گیارہ مرتبہ تلاوت کر کے حقِ زوجیت ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اولاد سے نوازے گا۔

۵۔ جو مرد یا عورت سات دن روزہ رکھے اور افطار کے وقت اکیس مرتبہ "اَلبَارِیُ اَلمُصَوِّرُ" پانی پر پڑھ کر پیئے تو فرزند نیک سیرت و صورت خداوند تعالیٰ عطا کرے گا

۶۔ استغفار زیادہ کرے تو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ﴿از اقوالِ آئمہؑ﴾

دعائیں برائے اولادِ نرینہ

۱۔ معتبر حدیثوں میں ہے کہ حاملہ عورت یہ نیّت کر لے کہ میں اپنے بچّے کا نام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا حضرت علی علیہ السلام کے نام پر رکھوں گی تو اس کے یہاں بیٹا پیدا ہو گا۔

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حقِ شوہری ادا کرے تو یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اِن رَزَقتَنِی ذَکَراً سَمَّیتُه مُحَمَّداً"

۳۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ فیروزے کی انگوٹھی پر یہ دُعا کندہ

Presented by www.ziaraat.com

کرا کے پہنے۔ ان شاء اللہ اسی سال لڑکا پیدا ہو گا۔

”رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْداً وَ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ“

حفاظتِ حمل اور آسانی وضعِ حمل کے لیے دُعائیں

۱۔ امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۂ قدر مشک و زعفران سے لکھ کر حاملہ عورت کو پلا دیں تو حاملہ اور بچہ دونوں محفوظ رہیں گے۔

۲۔ چھٹے امام علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۂ الحاقہ لکھ کر برائے حفاظتِ حمل اپنے پاس رکھے یا پیئے تو حمل ساقط نہ ہو گا۔

۳۔ وضعِ حمل میں آسانی کے لیے سورۂ انا انزلنا پڑھیں۔

۴۔ اگر حاملہ عورت سورۃ الواقعہ اپنے ساتھ رکھے تو وضعِ حمل اس پر آسان ہو گا۔

۵۔ سورۃ انشقاق ہر نماز کے بعد پڑھے اور ڈلیوری کے وقت بھی پڑھے، چاہے دل ہی میں دُہرائے۔

۶۔ سورۂ الحاقہ حاملہ کے گلے میں ڈال دیں، جب وضعِ حمل ہو جائے تو اس کو دھو کر بچے کو پلا دیں، بچہ صاحبِ عقل و فہم ہو گا۔

۷۔ بچے کی ولادت کے بعد اسے نیک بنانے کے لیے کوشاں رہیں، اس لیے کہ

Presented by www.ziaraat.com

اس کی پہلی درس گاہ خود ماں کی آغوش ہے۔

۸۔ شکمِ مادر ہی ساری عمر کے لیے سنگِ میل ثابت ہوتا ہے۔ دورانِ حمل آپ کی معمولی کوتاہی بچّے کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔

بچّے کے شخصیّت میں غذا کے اثرات

ماں کے شکم سے بچّے کا شقی یا سعید ہونا، ایّامِ حمل میں اُس غذا سے متعلق ہے، جو ماں کے حلق سے اترتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا"

"جو لوگ یتیموں کے مال کو ظلم وزبردستی سے کھاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے شکم میں آگ بھرتے ہیں، بہت جلد دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔" ﴿سورۂ نساء آیت ۱۰﴾

ملکوتی آنکھیں رکھنے والے لوگ ایسے لوگوں کا آگ کھانا دیکھتے ہیں اور یقیناً آگ سے تشکیل پانے والا نطفہ انسان ہونے کے بعد کیا کچھ فساد پھیلائے گا!

لہٰذا جس اولاد کا نطفہ حرام مال، رشوت کا مال، رِبا اور سود کا پیسا، اسی طرح دھوکا دہی اور چوری سے حاصل کردہ پیسے سے بنا ہو، وہ پیدا ہونے کے بعد فساد کی جڑ قرار

Presented by www.ziaraat.com

پائے گا۔قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

"وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُم وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُوراً"

"اے شیطان ان کے مال اور اولاد میں بھی شریک ہو جا اور جھوٹے وعدوں کے ذریعے انہیں دھوکا دے، ہاں شیطان کا وعدہ سوائے فریب اور دھوکے کے نہیں ہوگا۔"

﴿سورۂ اسراء آیت ۶۴﴾

روایات میں آیا ہے کہ شیطان کی شراکت کے مصادیق میں سے ایک مصداق حرام غذا سے بننے والا نطفہ ہے، یعنی اگر بچّے کا نطفہ اس وقت منعقد ہو کہ جب ماں باپ حرام خوری اور ناجائز غذا کا استعمال کر رہے ہوں تو یقیناً نیک اور صالح انسان پیدا نہیں ہو سکتا۔اور حقیقت میں تربیتِ اولاد میں ماں باپ کے ساتھ یہی شیطان کی شراکت ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

حکایت

علامہ محمد تقی مجلسیؒ نقل کرتے ہیں جو کہ آیات، روایات اور تجربوں سے بھی مناسبت رکھتی ہے۔ ''علامہ محمد تقی مجلسیؒ جامع مسجد اصفہان میں نماز پڑھاتے تھے۔ ایک رات اپنے فرزند محمد باقر مجلسی کو مسجد لے آئے، جو کسی وجہ سے صحنِ مسجد میں کھیل کود میں مصروف رہے۔ علامہ محمد تقی نماز میں مصروف تھے کہ محمد باقر مجلسیؒ نے صحن مسجد میں رکھی ہوئی پانی سے پُر مشک میں سوراخ کر دیا اور بہتے ہوئے پانی سے لطف اندوز ہونے لگے، نماز کے بعد جب علامہ محمد تقی مجلسیؒ کو علم ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے، گھر جا کر اپنی زوجہ کو سامنے بٹھایا اور پوچھا ''میں نے حمل ٹھہرنے سے پہلے اور حمل ٹھہرنے کے بعد غذا کے معاملے میں اسلامی دستورات کی رعایت کی تھی اور اس کی ولادت کے بعد اب تک تربیت کے اصولوں پر عمل کرتا آ رہا ہوں، لیکن آج اس کا عمل ہم دونوں میں سے کسی ایک کی کوتاہی کی نشاندہی کرتا ہے۔'' بچّے کی ماں نے کہا۔ ''ایامِ حمل میں ایک روز پڑوسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوا، جہاں درخت میں لگے ہوئے اناروں نے میری توجّہات کو اپنی طرف موڑ دیا، اُس وقت میں نے ایک انار میں ذائقہ چکھنے کے لیے سوئی چبھو کر اس کا ذائقہ چکھا تھا!'' ﴿خانوادہ در اسلام۔ ص ۱۶۱﴾

توجّہ : ایامِ حمل میں ماں کا ہمسائے کے انار کا اس طرح کھانا یا چکھنا بچّے کی شخصیت پر کس حد تک مؤثر ہوا، چہ جائے کہ حرام غذا کا مسلسل استعمال اس آنے والے بچّے کو انسانیت اور اسلام سے کتنا دور کر دے گا، اندازہ لگائیے۔

Presented by www.ziaraat.com

خوبصورتی کا ایک سبب

مناسب، مقوّی اور حلال غذا بچّے کے حُسن و جمال اور اخلاق و کردار میں مثبت حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ جب ماں حاملہ ہو تو سیب اور کھجور جیسی مقوی غذا کھانے سے بچّہ خوبصورت پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح حلال اور پاک غذا کھانے سے بچّہ باکردار اور حقیقی مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ

نَظَرَ اِلٰی غُلامٍ جمیلٍ فقَالَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ ابو هذا اَکَلَ سَفَرْ جلاً لَیلَۃَ الجماعِ "

"امام علیہ السلام نے ایک خوبصورت جوان کو دیکھ کر فرمایا، اس بچّے کے باپ نے مجامعت سے پہلے بہ کھائی ہے۔"

﴿مکارم الاخلاق ص ۸۶﴾

Presented by www.ziaraat.com

حکایت

خداوندِ عالم نے رسول اکرمؐ اور حضرت خدیجۃ کبریٰ علیہاالسلام کو دستور دیا کہ معمولاتِ زندگی کو ترک کر کے تنہائی اختیار کریں۔ چنانچہ رسول اکرمؐ چالیس شب و روز غارِ حرا میں عبادت میں مصروف رہے اور حضرت خدیجۃ کبریٰؑ اس مدت میں گھر سے باہر نہیں نکلیں، پھر آنحضرتؐ کو حکم آیا کہ اپنے گھر تشریف لے جائیں، چالیسویں رات جبرائیل امین علیہ السلام پیغامِ الٰہی لے کر آئے اور کہا:

''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خدا نے آپ کو سلام پہنچایا اور یہ بہشتی سیب آپؐ کے لیے بھیجا ہے۔'' پیغمبرِ اسلامؐ نے اسے لے کر سینے سے دبایا تا کہ دو نیم ہو جائے۔ جونہی وہ سیب دو حصّوں میں تقسیم ہوا، اُس میں سے ایک نور چمکتا ہوا دکھائی دیا، جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا، ''اے اللہ کے رسولؐ، ''یہ ایک بی بی کا نور ہے جو آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہ علیہاالسلام ہے۔''

﴿بحار الانوار ج ۴۵﴾

Presented by www.ziaraat.com

پہلی درس گاہ

آغوشِ مادر بچّے کے لیے پہلی درس گاہ ہے۔ اگرچہ انسان کے اچھے یا بُرے ہونے میں ماں باپ کے ساتھ ماحول، اُستاد، دوست اور توفیق مِنَ اللہ کا اثر بھی پایا جاتا ہے، لیکن پہلی اور بنیادی چیز والدین کی جانب سے بہترین تربیت کا ہونا ہے۔ چنانچہ شکمِ مادر کے بعد آغوش مادر میں شیرِ مادر کو خاص مقام حاصل ہے۔ کیونکہ شکمِ مادر میں بچّے کی غذا خون اور آغوشِ مادر میں بچّے کی غِذا دودھ قرار دی گئی ہے اور یہ دونوں غذائیں ماں کی غذا سے بنتی ہیں۔

ولادت

نومولود کو سب سے پہلے غسل وطہارت کے بعد سفید لباس پہنانا مستحب ہے۔ کیونکہ جب امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آنحضرتؐ نے انہیں سفید لباس پہنانے کا حکم دیا۔ ﴿وسائل الشیعہ ج ۲۱ ص ۴۰۹﴾

مرحوم کلینیؒ نے کتاب کافی میں ایک روایت نقل کی ہے

"حَنِّکُوا اَوْلَادَکُمْ بِمَآءِ الْفُرَاتِ وَ بِتُرْبَةِ قَبرِ الْحُسَینِؑ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فَبِمَآءِ السَّمَآءِ"

"اپنے بچّوں کو فرات کے پانی اور قبر امام حسینؑ کی تربت (کی گھٹی) سے پروان چڑھاؤ اور خاکِ شفانہ ملے تو آسمان کا پانی انہیں پلاؤ۔"

Presented by www.ziaraat.com

اذان و اقامت

کہتے ہیں کہ بچّے کے اعضاء میں سب سے پہلے اس کے کان کام کرنا شروع کرتے ہیں، قرآن مجید میں کانوں کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ کان ولادت کے بعد فوراً سننے لگتے ہیں اور دماغ سنی ہوئی چیز کو قبول کرتا ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرمؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام بچّوں کی ولادت کے فوراً بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہتے تھے۔ کیونکہ جب بچّہ توحید، نبوت اور امامت کی آواز اور فلاح یعنی نماز کی طرف دوڑنے کا نغمہ سنے گا تو زندگی کو انہی حقائق سے شروع اور انہی پر ختم کرے گا۔

ولادت کے وقت مستحبات

الف: سب سے پہلے نام رکھنا:

نام رکھتے وقت بہترین نام کا انتخاب والدین کی ذمّے داری قرار پاتی ہے۔ قرآن مجید نے بہترین ناموں کو اللہ سے منسوب جانا ہے اور معصومینؑ کی مقدس ہستیوں کو اللہ کا نام شمار کیا گیا ہے، لہٰذا اپنے بچّے کا نام رکھتے وقت نئے نام کا فریبی نظریہ بچّے کی شخصیت پر منفی اثرات مرتّب کرسکتا ہے، کیونکہ نیا نام نئی سیرت کا مطالبہ کرے گا، جبکہ بزرگانِ دین، اولیائے الٰہی خاص طور پر اہل بیت علیہم السلام رسولؐ سے منسوب نام بچّے کی شخصیت پر اُنہی کامل ترین سیرتوں کا جلوہ نمایاں کرسکتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

المیہ : بعض اوقات اسلامی اقدار سے بے بہرہ افراد کچھ مظلوم اور امتحاناتِ الٰہی میں مبتلا مقدّس ہستیوں کے نام رکھنے سے گریز کرتے ہیں کہ کہیں ہمارا یہ بچّہ یا بچی بھی ان مشکلات کا شکار نہ ہوجائیں، کبھی یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ نام کہیں بھاری نہ پڑ جائے اور کبھی خداوند تعالیٰ کی محبوب ترین ہستیوں کے ناموں سے گریز کرلیا جاتا ہے، جبکہ امام حسین علیہ السلام کا قول مروی ہے کہ جب سکینہ علیہا السلام اور رباب علیہا السلام گھر میں نہ ہوں مجھے گھر اچھا نہیں لگتا۔

ب: سر منڈھوانا

ج: تراشے ہوئے بالوں کے برابر صدقہ دینا

د: عقیقہ کرنا

ھ: عقیقہ کا گوشت ہمسایوں کو کھلانا

ز: بچّے کے سر پر زعفران ملنا

ح: ختنہ کرانا

﴿وسائل الشیعہ ج ۲۱ ص ۴۱۱﴾

ماں کی آغوش میں آنے والا یہ بچّہ گویا پہلی درس گاہ میں قدم رکھ چکا ہے۔ یہاں اس کی ایک ایک چیز کا خیال رکھنا ماں کی ذمّے داری ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اہم ذمّے داری

بچّے کو دو سال تک دودھ پلانا ایسا مسئلہ ہے کہ جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔

''وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ''

﴿سورۂ بقرہ آیت ۲۳۳﴾

بچّے کی روزی ماں کے سینے میں ہوتی ہے اور ماں ذاتی فائدے اور بدن کو صحیح (Fit & Smart) رکھنے کے بہانے سے بچّے کو خداداد روزی سے محروم نہیں کر سکتی، اسے حق نہیں کہ وہ خشک دودھ اور حیوانات کے دودھ کو بہانا بنائے۔ پستان کو دودھ کی خاطر آمادہ کرنے کا بہترین ذریعہ بچّے کا اسے چوسنا ہے اور بچّے کے چوسنے سے بہتر پستان کے لیے کوئی دوا نہیں ہو سکتی۔ بچّے کا دودھ چوسنا علاوہ اس کے کہ بچّے کا پیٹ بھرتا ہے، اس کی زندگی کی بقا کا وسیلہ ہے اور اسی سے پستان کے غدود کام کرتے ہیں اور ان کا ترشح زیادہ ہو جاتا ہے، ماں کو چاہیے کہ بچّے کو جب بھی دودھ پلائے، پیٹ بھر کر پلائے مگر یہ کام معمولی صبر اور تحمل سے ہو سکتا ہے۔ رسولِ اکرمؐ فرماتے ہیں:

''لَيْسَ لِلصَّبِيِّ لَبَنٌ خَيْرٌ مِنْ لَبَنِ اُمِّهٖ''

''بچّے کے لیے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی دودھ نہیں۔''

روایات میں آیا ہے کہ بدکار، نفسیاتی مریض، احمق، کم نظر، یہودی، نصرانی، مجوسی اور شراب خور عورتوں کو منتخب کرنے سے پرہیز کرو، کیونکہ ان کی عادات دودھ کے ذریعے بچّے میں منتقل ہو جائیں گی۔ ﴿وسائل الشیعہ ج ۱۵ باب الرضاؑ﴾

Presented by www.ziaraat.com

حکایت الشّیخ فضل اللّٰہ نوری قدس سرّہ

بزرگوں میں سے ایک نقل کرتے ہیں کہ شیخ فضل اللہ نوری کی شہادت سے چند روز قبل اُن سے دان میں ملاقات کرنے گیا، گفتگو کے درمیان میں عرض کی، آپ کا بیٹا بہت ہی لا اُبالی ولا پرواہ ہے، وہ آپ کے خلاف باتیں کرتا ہے۔ شیخ شہید نے فرمایا:

''مجھے یہ بات پہلے سے معلوم تھی کہ ایسا ہوگا، یہ لڑکا نجف میں پیدا ہوا تو اُس وقت اس کی ماں کے دودھ نہیں تھا، لہٰذا میں مجبور ہوا کہ دودھ پلانے کی خاطر کسی خاتون کو تلاش کروں، کچھ مدت کے بعد ایک عورت کا سراغ ملا، جو اپنے بچّے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس نے میرے بچّے کو دودھ پلانا شروع کردیا، مگر جب کئی روز تک میرا بچّہ اس خاتون کا دودھ پیتا رہا تو ناگہاں میں متوجّہ ہوا کہ وہ خاتون بے عفّت ولا اُبالی ہے اور اپنے دل میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بغض رکھتی ہے۔ میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ یہ لڑکا سعادت مند نہیں ہوسکتا۔''

﴿خانوادہ در اسلام: ص ۱۶۷﴾

Presented by www.ziaraat.com

بیٹی کے والدین

خداوندِ متعال کسی کو بانجھ رکھتا ہے تو کسی کو بیٹے کی نعمت سے سرفراز کرتا ہے اور کسی کو بیٹی کی رحمت سے نوازتا ہے تو کسی کو جڑواں بیٹا یا بیٹی دے کر اپنے لطف وکرم کی بارش برساتا ہے۔ یہ سب بندوں پر اللہ کا عین لطف ورحمت ہے۔

”لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ہ اَوۡیُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ“ ہ

”زمین وآسمان کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹی عطا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹا دیتا ہے، کبھی ایک رحم میں دو بچّے، ایک بیٹا ایک بیٹی قرار دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ قرار دیتا ہے۔ بے شک خدا جاننے والا اور قدرت رکھنے والا ہے۔“

﴿سورہ شوریٰ آیات ۴۹۔۵۰﴾

سوال یہ ہے کہ جو بچّہ ماں کے شکم میں ہے کیا وہ خدا کے علاوہ کسی دوسرے کے ارادے سے لڑکی بنتا ہے؟ رحم میں لڑکی بننا خدا کا عین لطف وکرم ہے، اُس کے ارادے اور لطف کے سامنے سر جھکانا چاہیے اور آخری سانس تک خدا کا شُکر ادا کرنا

Presented by www.ziaraat.com

چاہیے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام جیسے بیٹے ہونے کے باوجود خدا سے بیٹی کی دعا کی، جسے امام جعفرِ صادق علیہ السلام یوں نقل فرماتے ہیں:

''اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ سَئَلَ رَبَّه' اَنْ یَّرْزُقَه' اِبْنَةً تبکیہ وَتندبُیِهِ بعدَمَوْتِهٖ''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے بیٹی کی دُعا کی تا کہ وہ ان کے مرنے کے بعد ان پر گریہ کرے اور نالہ کرے۔

﴿وسائل الشیعہ ج۲۱ ص۳۶، گھر ایک جنت: ص۳۷۰﴾

امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْثَلَاثَ اَخَوَاتٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ''

''جس نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں کو پالا، اُس پر جنت واجب ہوگئی۔''

﴿وسائل الشیعہ ج۲۱ ص۳۶۱﴾

ایک اور مقام پر رسولِ اکرمؐ نے فرمایا:

''خَیْرُ اَوْلَادِکُمْ اَلْبَنَاتُ''

''تمہاری بہترین اولاد بیٹیاں ہیں۔''

﴿بحار الانوار: ص۱۰۴ ج۹۱﴾

Presented by www.ziaraat.com

تربیتِ اولاد

اگر والدین اپنی اولاد کی تربیت پر خاص طور پر توجہ دیں تو یقیناً بگاڑ کے بہت سے دوسرے اسباب من جملہ وراثت، حرام لقمے وغیرہ کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ گویا والدین اگر اپنے بچّے کو شکمِ مادر میں حرام لقمے سے نہ بچا سکے ہوں اور انہیں وراثت میں برائیوں کے منتقل ہونے کا خدشہ ہو تو اب بھی اگر توجّہ کریں تو اپنے بچّے کی زندگی کا رخ سعادت مندی کی طرف موڑ سکتے ہیں، یعنی اب انہیں مناسب ماحول فراہم کرنا ہوگا۔ اب انہیں غلط دوست اور بد اخلاق ساتھی سے بچانا ہوگا، اب انہیں بے دین معلّم اور اُستاد سے محفوظ رکھنا پڑے گا۔ جس طرح بھوک اور پیاس بچّے کا پہلا احساس ہوتا ہے، اسی طرح حقیقت جُوئی اور کسی شے کو حاصل کرنا بھی اس کی حس شمار کی گئی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ حقیقت جُوئی کی حس کو غلط ماحول سے بچا کر صحیح رخ دیں، مذہب اور دین پرستی انسان کی فطرت کا حصّہ ہے، لہٰذا والدین کو شروع ہی سے پیار و محبت کے بھرپور انداز میں نماز، روزہ، قرآن اور دیگر عبادتوں کا شوق دلانا ہوگا تاکہ وہ خود بخود اپنے آپ کو نماز اور دیگر عبادتوں کا عادی بنائے۔

Presented by www.ziaraat.com

تربیتِ اولاد کے چالیس اخلاقی نکات

والدین کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ بچّے کی تربیت میں مذہب سب سے بڑا یاور و مددگار ہے اور بچّوں کی تربیت سے متعلق نکات اور باریکیاں اتنی زیادہ ہیں، جن کی تفصیل کے لیے ضخیم کتابوں کی ضرورت ہے، پھر بھی والدین کی توجّہ کے لیے درج ذیل نکات پیش ہیں، امید ہے کہ والدین خصوصاً ''ماں'' ان نکات پر غور کرے اور انہیں اپنا شعار بنائے۔ اولاد کی تربیت کے لیے چالیس اخلاقی اور دینی نکات جو روایات سے اخذ کیے گئے ہیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ تحفہ دینا ہو تو پہلے بیٹی کو دیا جائے۔

۲۔ بچّوں سے بچّوں کے انداز میں کھیلا جائے۔

۳۔ روایت ہے کہ:

''اپنے بچّوں کو ان کے رونے پر نہ مارو، کیونکہ ان کا رونا کبھی خدا کی وحدانیت کی شہادت اور کبھی شہادت و گواہیِ رسولِ اکرمؐ کے لیے اور کبھی ماں باپ کے لیے دُعا ہے۔''

۴۔ روایت ہے کہ ''اپنے بچّوں کو بوسہ دو، کیونکہ ان کو بوسہ دینا بہشت میں درجات کی بلندی کا سبب ہے۔''

۵۔ بچّوں کو پہلے سلام کر کے ان کی شخصیت کو اہمیت دو۔

۶۔ بچّوں کا ان کے بچکانہ کاموں پر مذاق نہ اُڑاؤ اور ان کے کاموں کو احمقانہ نہ کہو۔

Presented by www.ziaraat.com

۷۔ بچّوں پر زیادہ روک ٹوک نہ کرو۔

۸۔ بچّوں کا احترام کرو، چاہے اپنے کاموں کو ترک کرنا پڑے۔

۹۔ جو وعدہ کرو، اس کو ضرور پورا کرو۔

۱۰۔ بچّوں کو عادت ڈلوائیں کہ اچانک بڑوں کے کمرے میں داخل نہ ہوں، بلکہ اجازت لے کر آئیں۔

۱۱۔ جب بیٹی چھ سال کی ہو جائے تو اسے نامحرموں کی گود میں نہ بیٹھنے دیں۔

۱۲۔ بچّیوں کو نیم عریاں کپڑے پہنانے سے پرہیز کریں۔

۱۳۔ بچّوں کو نماز کی طرف رغبت دلائیں۔

۱۴۔ بچّوں کو ڈھیٹ نہ بنائیں۔

۱۵۔ دوسروں کے سامنے بچّوں کی بے عزّتی (ڈانٹ پھٹکار) نہ کریں۔

۱۶۔ اپنے بچّوں کے نیک وصالح بننے کی ہمیشہ دعا کریں۔

۱۷۔ بچّوں کی جائز خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

۱۸۔ بچّوں کو باایمان بنانے کی کوشش کریں۔

۱۹۔ بچّوں کو سچ بولنے کی تلقین کریں۔

۲۰۔ ڈرا کر تربیت نہ کریں، کیونکہ ڈرانے دھمکانے سے بچّے نفسیاتی مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۲۱۔ بچّے پر ''نوازش'' اور محبت نچھاور کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

۲۲۔ بچّوں کو گناہ سے نفرت دلائیں اور نیک کاموں کی ترغیب وشوق پیدا کرائیں۔

۲۳۔ چھ سال کی عمر سے بچّوں کے بستر الگ کر دیں چاہے دو بہنیں ہی ہوں۔

۲۴۔ بچے کو گھر میں آزادی سے کھیلنے دیں، لیکن گھر کے باہر کھیلنے پر اُسے مناسب باتیں سمجھائی جائیں، لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ اُسے فقط گھر میں قید کر دیا جائے۔

۲۵۔ بچّوں کے سوالات کا ضرور جواب دیا جائے یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو جائیں۔

۲۶۔ بچّوں کے لیے انبیاء وآئمہ علیہم السلام کے چھوٹے چھوٹے قصّے وقتاً فوقتاً بیان کیے جائیں۔

۲۷۔ اگر بچّہ زیادہ شرارتی ہے تو مطمئن رہیں کہ بچّہ بڑا ہو کر بہت ذہین نکلے گا، بس اس کی شرارت کو برداشت کریں اور کوشش کریں کہ اس کی شرارتوں سے کسی کو تکلیف نہ پہنچنے پائے۔

۲۸۔ بچّوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا پابند کریں اور نو سال کی عمر سے روزے کی پابندی کرائیں۔

۲۹۔ اپنے بچّوں کو قرآن سے اُنسیت دلائیں اور کوشش کریں کہ جتنی بچّے میں صلاحیت ہے، اس کے مطابق ہی سہی اس کو چند سورے ضرور حفظ کرائیں، کیونکہ قرآن نور ہے اور جہاں قرآن آجاتا ہے، وہاں شیطان کا گزر نہیں اور قرآن مجید کی ہزار ہا خصوصیات وکمالات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ ''قرآن حفظ کرنے سے حافظہ قوی ہو جاتا ہے اور انسان کی غیر معمولی ذہانت ظاہر ہونے لگتی ہے۔'' حفظ

Presented by www.ziaraat.com

قرآن، قرأتِ قرآن اور قرآن پر عمل کی طرف توجّہ دلائی جائے۔

۳۰۔ اپنے بچّے کا کسی دوسرے بچّے سے موازنہ نہیں کریں اور بچّے کا دل نہ دکھائیں کہ جیسے اکثر والدین بچّے سے کہتے ہیں کہ فلاں کو دیکھو، ''کتنا مؤدب ہے اور تم ہو کہ ''

۳۱۔ پانچ سال سے کمتر بچّوں کو نہ کہیں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، کیونکہ اس عمر تک بچّے کو جھوٹ کا پتا نہیں ہوتا، بلکہ وہ خیال کر رہا ہوتا ہے کہ ایسا ہو گیا ہے اور اپنی طرف سے بول رہا ہوتا ہے۔ اُسے آہستہ آہستہ سمجھائیں۔

۳۲۔ اکثر بچّے موت کے لفظ سے ڈرتے ہیں، لہٰذا اس حقیقت کو آسان انداز سے بچّے کو بیان کیا جائے۔

۳۳۔ بچّوں کی چُھپی ہوئی صلاحیتوں کو اُبھارا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے

۳۴۔ بچّوں کو بہت زیادہ مادّیات (دنیاوی چیزوں) کی طرف راغب نہ کیا جائے اور نہ اس سے بالکل دور کر دیا جائے، بلکہ کوشش کی جائے کہ کچھ چیزوں کو دیا جائے اور کچھ سے روکا جائے۔

۳۵۔ بچّوں کو دوسروں کی چیزوں کے استعمال سے روکا جائے اور انہیں عادت ڈالی جائے کہ بغیر اجازت کسی کی چیز کو ہاتھ نہ لگائیں۔

۳۶۔ امانت داری کیا ہے، بچّے کو چھوٹی چھوٹی مثالوں سے امانت اور اس کی حفاظت کے بارے میں بتایا جائے۔ مثلاً بچّہ کسی کی کاپی یا پینسل امانتاً لیتا ہے تو وہ کیسے اس کی

Presented by www.ziaraat.com

حفاظت کرے اور اُسے واپس کرے۔

۳۷۔ بچّے میں نظم وضبط اور وقت کی اہمیت محسوس کرنے کی عادت ڈالی جائے۔

۳۸۔ مائیں بچّوں کے کھانوں کی فرمائشوں کو اتنی اہمیت نہ دیں کہ بچّہ فقط مخصوص اور چند غذاؤں کے کھانے کا عادی بنے، بلکہ اُسے باور کرائیں کہ تمام غذائیں خدا کی نعمت ہیں اور اسے ہر کھانا کھانے کی عادت ڈالیں۔

۳۹۔ یہ تمام نکات اُس وقت اثر پذیر ہوں گے جب ماں، باپ خود ان پر عمل پیرا ہوں گے۔ بس پہلا قدم والدین کا خودسازی، یعنی اپنی تربیت ہے۔ اپنی اصلاح ہے، جب ماں باپ اخلاق کا بہترین نمونہ ہوں گے، تب ہی وہ اپنے بچّوں کی رہنمائی کر سکیں گے، ورنہ ہم کتنا بھی چاہیں بچّہ نیک بنے اور خود نیک صفات سے محروم و عاری ہوں تو پھر بچّے پر کچھ بھی اثر نہیں ہوگا۔

۴۰۔ بچّوں کی تربیت اور انہیں واجبات کی تعلیم دینا والدین پر فرض ہے اور جو والدین اس فرض کو ادا نہیں کرتے، آئمہ علیہم السلام نے ان کو ناپسند اور موردِ ملامت قرار دیا ہے

پس ہم سب مل کر کوشش کریں کہ اپنے بچّوں کی تعلیماتِ اسلامی کی روشنی میں تربیت کریں تا کہ وہ محبانِ اہل بیت علیہم السلام بنیں اور اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں اپنے دین و مذہب کی تبلیغ کر سکیں، نیز اپنے والدین کی بخشش کا ذریعہ قرار پائیں، آمین۔

Presented by www.ziaraat.com

تربیتِ اولاد میں ایک کامیاب جوڑے کا انداز

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم نے اپنے بچّوں کی بہترین تعلیم وتربیت کی یہی وجہ ہے کہ دوست، احباب، رشتے دار اور پڑوسی ہمارے بچّوں کو مثالی اور فرشتہ صفت کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان بچّوں کا سایہ ہمارے بچّوں پر پڑ جائے۔

ہم نے اولاد کی تربیت میں جو پہلا اصول پیش نظر رکھا وہ یہ کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی سیرت وچہاردہ معصومین علیہم السلام کے اقوال کی روشنی میں بچّوں کی تربیت کی جائے۔ جیسا کہ پیغمبرِ اکرمؐ نے انسان کی ابتدائی نشو ونما کے مرحلے کو تین ادوار میں تقسیم فرمایا ہے۔

بچّہ عمر کے پہلے سات برسوں میں سردار اور آقا، دوسرے سات برسوں میں اطاعت گزار اور فرماں بردار اور تیسرے سات برسوں میں وزیر اور ذمّے دار ہوتا ہے۔

ہمارے خیال میں اگر بچّوں کی تعلیم وتربیت خالص دینی اور اسلامی لحاظ سے کی جائے تو بچّے نہ صرف والدین کے فرماں بردار ہوں گے، بلکہ اپنے معاشرے، ملک و قوم اور سب سے بڑھ کر امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے لیے بہترین ساتھی و مددگار اور ان کے حکم پر لبیک کہنے والے ہوں گے۔

Presented by www.ziaraat.com

دوسرے یہ کہ بچوں کو ہمیشہ دوستانہ پُرسکون اور اچھا ماحول مہیا کرنا چاہیے تاکہ ان میں دوستی، حُسنِ اخلاق اور خود اعتمادی جیسی صلاحیتیں اجاگر ہوں۔

بچپن ہی سے بچوں کو نماز، روزے کا پابند بنائیں تاکہ ان میں ضبطِ نفس اور وقت کی پابندی کا سلیقہ آئے، اس طرح آج کے معصوم بچّے آئندہ بہترین انسان کے روپ میں آپ کے لیے قابلِ فخر اور موجبِ شُکر ہوں گے، ان شاءاللہ۔

یہ والدین اپنے بچّوں کو قرآنی تعلیمات اور فرامین حضراتِ محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام سے وقتاً فوقتاً روشناس کراتے رہتے ہیں مثلاً از روئے قرآن ''کسی ایک انسان کی زیادتی کا بدلہ کسی دوسرے انسان سے نہیں لیا جاسکتا۔''

''وہ مسلمان نہیں جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ نہیں۔''

''میں نے اپنے ارادوں میں ناکامی سے اپنے رب کو پہچانا۔''

''نامحرم اپنے خاندان کا ہو یا غیر، بڑا ہو یا چھوٹا، بینا ہو یا نابینا وہ نامحرم ہے اور اس سے پردہ واجب ہے۔''

''لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہی اصل عقل ہے۔''

''اے خدا جس نے تجھے پالیا اس نے کیا کھویا اور جس نے تجھے کھو دیا اس نے کیا پایا۔'' وغیرہ وغیرہ۔

Presented by www.ziaraat.com

اُستاد کا کردار

سب کو معلوم ہے کہ دُشمنِ اسلام یزید بن معاویہ نے ۳ سالہ حکومت کے پہلے سال میں جوانانِ جنت کے سردار حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ دوسرے سال مدینے کو تاراج کیا اور تیسرے سال بیت اللہ، خانۂ کعبہ کو آگ لگا دی۔ بہرحال ۶۴ھ ق میں اس کے واصلِ جہنم ہونے کے بعد جب اس کے فرزند معاویہ کو باپ کی جگہ بٹھایا گیا تو اس نے بعض روایات کے مطابق ۴۰ روز اور بعض کے مطابق ۵ ماہ خلافت کی اور اس کے بعد خود کو حکومت سے علیحدہ کر لیا، چنانچہ ایک روز رؤساء، اشراف اور شیوخ کے سامنے بھرپور احتجاج کرتے ہوئے خطبہ دیا، جسے سن کر وہ لوگ مبہوت اور دم بخود رہ گئے، وہ منبر پر جا کر گویا ہوا:

"حمد و ثنائے الٰہی کے بعد، اے لوگو، ہم تمہاری وجہ سے اور تم ہماری وجہ سے امتحان میں مبتلا ہوئے۔ بے شک معاویہ ابن ابی سفیان ایسے شخص سے حکومت کے مسئلے پر الجھے، جو رشتے داری کے اعتبار سے رسولؐ اللہ کی قرابت زیادہ رکھتے تھے اور اسلام میں بھی ان سے بہتر کوئی نہیں تھا، جو مسلمانوں کا رہنما اور پہلا مومن ہو، جو رسولِ اکرمؐ کا چچازاد بھائی اور اولادِ نبیؐ کا باپ ہو، ایسے میں میرے والد بھی حکومت

Presented by www.ziaraat.com

پر آ بیٹھے، جن سے خیر کی امید نہیں تھی۔ وہ مرکبِ ہوس پر سوار تھے اور اپنے گناہوں کی عذر تراشیاں کرتے تھے، وہ اپنے غلط کاموں کو نیکی شمار کرتے تھے۔ اس کے بعد معاویہ بن یزید روتے ہوئے گویا ہوا، افسوس اس بات پر ہے کہ ہم یزید کے بُرے انجام کو مانتے ہیں، اس نے عترتِ پیغمبرؐ کو قتل کر دیا، اُن کی حُرمت پامال کر دی، اس نے خانۂ کعبہ کو آگ لگا دی!!! میں وہ نہیں ہوں کہ تمہارے اُمور کو اپنے ہاتھوں میں لُوں اور تمہاری ذمّے داریوں کا بوجھ اُٹھاؤں۔ اب تم جانو اور تمہاری خلافت۔ اس وقت امامِ برحق علیؑ ابن الحسین علیہ السلام ہیں، جو کہ مدینے میں ہیں۔ یہ سن کر مادرِ معاویہ بن یزید نے اعتراض کرتے ہوئے کہا، کاش صرف خون کا دھبّہ ہوتا اور دنیا میں نہ آتا کہ تجھے آج یہ کہتے ہوئے نہ سنا جاتا۔ اس پر معاویہ بن یزید نے جواب دیا۔ ہاں مادرِ گرامی صحیح کہتی ہیں، کاش صرف خون کا دھبہ ہوتا اور دنیا میں نہ آتا اور نہ ہی ایسے باپ کا بیٹا ہوتا۔''

یہ کہتے ہوئے منبر سے نیچے اتر گیا اور گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے ہوئے ۲۳ سالہ عمر میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

﴿تاریخ ائمہؑ ص ۲۹۸، الف: آقائے سیّد حیدر، طبع خانہ شاہِ نجفؑ لاہور، ازتحریر الشھادتین ص ۱۰۳ صواعق المحرقہ ص ۱۳۴ تاریخ خمیس ج ۲ ص ۳۳۲، حیاۃ الحیوان ج ۱ ص ۶۱﴾

تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ ابنِ یزید کا استاد اُسے صحیح تربیت دینے

Presented by www.ziaraat.com

میں کامیاب رہااوراسی طرح عمرابن عبدالعزیز جب حاکمِ وقت ہواتواس نے تین اہم کام انجام دیے۔

سب سے پہلے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام پر ہونے والا سبّ وشتم بند کروایا۔ دوسرا فدک اہل بیت علیہم السلام کو واپس کیا۔ اور منعِ حدیث کے حکم کو منسوخ کر کے بیان حدیث کا حکم جاری کیا، چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''عمرابن عبدالعزیز آلِ امیہ میں بہتر ہے۔''

﴿سیرۂ پیشوایان۔ ص ۳۲۲﴾

اِس کے بارے میں یہ بھی ملتا ہے کہ یہ اپنے دوستوں کے ہمراہ کھیل رہا تھا کہ کھیل کھیل میں امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام پر سبّ وشتم کرنے لگے کہ وہاں سے اس کے استاد کا گزر ہوا، جنہوں نے ان الفاظ کو سن کر اسے علیحدہ بلایا اور امیرالمومنین علیہ السلام کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے اسے سمجھایا کہ ایسا نہ کرو۔ چنانچہ اس کے بعد یہ بات اس کے ذہن میں بیٹھ گئی اور ایک روز اپنے والد عبدالعزیز کو خطبہ دیتے وقت سبّ وشتم امیرالمومنینؑ پر اٹکتے ہوئے محسوس کیا، گھر آ کے سوال کیا، ''بابا آپ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام پر لعن کرتے وقت لکنت کا شکار تھے، اس کا کیا سبب ہے؟'' باپ نے بیٹے سے کہا، ''بیٹا یہ کام میں دل سے انجام نہیں دیتا کیونکہ علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا مقام اور اسلام کے لیے اُن کی خدمات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔''

یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کے دل میں سبّ وشتم امیرالمومنین علیہ السلام ختم کرنے کا

Presented by www.ziaraat.com

جذبہ پیدا ہوا جو کہ حکمرانی حاصل کرنے کے بعد پورا ہو سکا۔ بہر حال مربّی، اُستاد، پڑھانے والا، مدرسہ، اسکول، مکتب اور درس گاہوں کا درُست انتخاب والدین کے اہم فرائض میں سے ہے۔

خاندانی منصوبه بندی

اگر چہ یہ عنوان بعد میں ایجاد ہوا، مگر اس کے پیچھے مثبت یا منفی دینی اسناد کیا ہیں اس کا اندازہ لگانے کے لیے روایات کا سہارا لینا ہوگا، کیونکہ ایک جانب:۔

"تَنَاكَحُوا وَتَنَاسَلُوا تَكْثُرُوا فَاِنِّیْ اُبَاهِیْ بِكُمُ الْاُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَوْ بِالسِّقْطِ"

"شادی کرو اور اس کے ذریعے اپنے افراد کی تعداد بڑھاؤ بے شک میں ساری امتوں پر بروزِ قیامت تمہاری تعداد کی وجہ سے فخر کروں گا حتیٰ کہ سقط شدہ بچّے کی نسبت بھی۔" ﴿بحار الانوار ج ۱۰۴ ص ۱۲۰﴾

دوسری جانب معصوم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ مَنْ اَحَبَّ مُحَمَّداً وَّآلَ مُحَمَّدٍ اَلْعِفَافَ وَالْكَفَافَ وَارْزُقْ مَنْ اَبْغَضَ مُحَمَّداً وَّآلَ مُحَمَّدٍ اَلْمَالَ وَالْوَلَدَ" "خدایا، محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے وسیلے سے کفایت شعاری و پاکدامنی عطا فرما اور محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے دشمن کو مال اور اولاد عطا فرما۔" ﴿اصول کافی: ج ۲ ص ۱۴۰﴾

Presented by www.ziaraat.com

قرآن مجید میں خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے۔

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَ اَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْہُ"

"اے صاحبانِ ایمان تمہاری بعض ازواج واولاد تمہاری دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو۔"

﴿سورۂ تغابن: آیت ۱۴﴾

اسی طرح ایک آیت میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

"اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ"

"بتحقیق تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔"

﴿سورۂ انفال: آیت ۲۸﴾

مذکورہ دو آیات کی تفسیر سے یہی حاصل ہوتا ہے کہ ذاتی طور پر اولاد کا ہو جانا کوئی اہمیت نہیں رکھتا، جب تک ان کی اچھی تربیت نہ کر دی جائے۔

﴿تفسیر نمونہ ج ۲۴ ص ۲۰۲﴾

یعنی اگر حالات اور ماحول ایسا ہو جائے کہ تربیتِ اولاد ایک مشکل امر کے طور پر سامنے آئے اور والدین کے لیے چیلنج شمار کیا جانے لگے تو یقیناً کم اولاد ہونے کی صورت میں تربیتِ اولاد کا عمل آسان شمار کیا جا سکتا ہے۔ اس موضوع پر شریعت نے انزال اور مانعِ حمل کی اجازت کا پہلو شاید اسی وجہ سے رکھا ہو کہ کثرتِ اولاد معیار نہیں بلکہ تربیت یافتہ اولاد معیار ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

اس ضمن میں اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے بعض احکامات حالات اور تقاضوں کے مطابق تھے، مثلاً سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔

''غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ''

''اپنے بالوں کو خضاب کرو اور خود کو یہودیوں کے مشابہ قرار نہ دو۔''

نبی اکرمؐ کا یہ قول آپؐ کے زمانے سے مخصوص تھا، چنانچہ جب کسی شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''آنحضرتؐ نے یہ اُس وقت فرمایا تھا کہ جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور مشرکین اور کافروں کی تعداد زیادہ، مگر آج اسلام پھیل چکا ہے لہٰذا اب لوگ مختار ہیں کہ ایسا کریں یا نہ کریں۔''

﴿نہج البلاغہ حکمت ۱۷﴾

الحاصل: کثیر اولاد کا نظریہ درست ہے، مگر اسے والدین کی صلاحیتوں اور تربیت اولاد کی اہم ذمّے داری سے عہدہ برآ ہونے سے مشروط جانا جائے تو بہتر ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

طلاق اور اس کے اسباب

طلاق کو اسلام کے نزدیک ناپسندیدہ ترین حلال کے طور پر جانا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود طلاق کی شرح میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، چنانچہ اس مقام پر طلاق کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

﴿الف﴾ ضروری طلاق: جہاں اسلام میں اسے بُرا جانا گیا ہے، وہاں طلاق کی گنجائش کو بھی رکھا گیا ہے، مثلاً اگر کسی شخص کے ہاتھ میں سرطان پیدا ہو جائے تو اس کو ہاتھ کاٹنا ہوگا، کیونکہ ایسا نہ کرنے پر وہ زہر پورے جسم میں پھیل سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مرد اور عورت کے درمیان اخلاقی مطابقت، ایثار و فداکاری وغیرہ بے معنی و بے مفہوم ہو کر رہ گئے ہوں اور نعوذ باللہ ایک پاک و پاکیزہ عورت کسی ناپاک مرد یا ایک باکردار مرد بدچلن عورت کے ساتھ گرفتارِ زندگی ہو چکا ہو، جو شاید شادی کے موقع پر ضروری تحقیق کے بغیر انجام پانے کی صورت میں ہو سکتا ہے اور اب طلاق کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ایسے میں بڑے نقصان سے بچنے کے لیے اس چھوٹی قباحت کو برداشت کرنا ہوگا۔

﴿ب﴾ مجبوری کی طلاق: جب عورت اپنی ذمّے داری پر عمل نہ کرنے کی ٹھان لے اور گویا مرد کے لیے مصیبت بن جائے اور مرد کے لیے تمکین فراہم نہ کرے اور جنسی تسکین کے لیے مرد ذہنی الجھن کا شکار ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں دوسری شادی

Presented by www.ziaraat.com

کی طرف توجّہات بڑھ جاتی ہیں اور ہمارے ماحول میں عرب کے ماحول کے برخلاف پہلی زوجہ کے ہوتے ہوئے دوسری زوجہ کا آنا گھر کو عقوبت خانہ بنانے کے مترادف ہے۔ اگرچہ اس دوسری قسمِ طلاق میں صرف عورت ہی قصوروار نہیں ہوتی، بلکہ مرد بھی بے توجّہی یا بیماری کی وجہ سے عورت کے دل میں گھر نہیں کر پاتا۔ جس کے نتیجے میں عورت نامردی یا جنسی بیماریوں کا الزام لگا کر طلاق اور خلع کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس مقام پر مرد اور عورت کو اپنا علاج کروانا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو ان باتوں کو غیر متعلق افراد کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

ج) نفس پرستی کی طلاق: اس طلاق کے چند اہم اسباب ہیں۔ اللہ نے انسان کو تمام مخلوقات میں بڑا بنایا ہے تو اسے بڑا بن کر رہنا چاہیے۔ پتھر، پودے، حیوانات اور دیگر مخلوقات بلکہ پوری دنیا کو انسان کے لیے بنایا ہے، مگر انسان کی قیمت یہ ہے کہ اللہ نے اسے اپنے لیے قرار دیا ہے۔ چنانچہ اگر انسان خود کو گرا کر ان چیزوں کی خاطر لڑائی بھڑائی شروع کر دے تو یہ اس کی تنگ نظری اور کوتاہ فکری کی علامت ہو گی۔ گھریلو زندگی میں بھی ناکامی کے اسباب خود اس ایک سبب کے گرد چکر کاٹتے ہیں

۔

۱۔ سمدھیانے کی خوامخواہ ضدّم ضدّا: لڑکے کی ماں اور لڑکی کی ماں، بہنوں، بھابیوں کے تنازعات، نند اور بھاوج، دیورانی اور جٹھانی کی خوامخواہ

Presented by www.ziaraat.com

کشمکش، کوتاہیوں کو بڑھا چڑھا کر پھیلا دینا، غیر متعلق افراد سے تذکرہ، جلد بازی سے کام لینا اور سب سے اہم حسد جیسی اَخلاقی بیماری کا شکار عورتوں کے حاسدانہ اقدامات کے علاوہ غیر معقول توقعات مثلاً لڑکی سترّہ سال کی بھی چاہیے تھی اور ماسٹرس بھی ضرور ہو، جبکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ سترّہ سال کی ہوگی تو میٹرک اور انٹر پاس ہوگی اور اگر ماسٹرس ہوگی تو پچیس اور اٹھائیس سال کی ہوگی یا مثلاً کم عمر، پتلی دبلی اور خوبصورت بھی ہو اور اچھے اچھے کھانے بھی پکانا جانتی ہو! جبکہ یہ بھی ممکن نہیں۔ امورِ خانہ داری میں مہارت تب حاصل ہوتی ہے جب وہ لڑکی امّاں جان کی عمر کو پہنچتی ہے ایک ساتھ ساری خوبیاں حاصل نہیں ہوسکتی ہیں لہٰذا بے جا توقعات اور جھوٹی انا جیسے مسائل کے سبب ہونے والی طلاق درحقیقت چند لوگوں کی نفس پرستی کے نتیجے میں ایک آباد گھر کی تباہی ہے۔ ایسے میں صرف ایک اصول کارفرما کرنا ہوگا اور وہ یہ کہ بے جا دخل اندازی اور فضول بات کرنے سے پرہیز کیا جائے۔

۲۔ معاشی مسائل : ہمارے معاشرے میں ہونے والی بعض طلاقوں کے اسباب میں ایک سبب غربت وافلاس ومعاشی بدحالی ہے۔ اگرچہ شادی کے وقت اچھے بُرے وقت کے ساتھی کے طور پر چٹنی روٹی سے گزارہ کرنے کی باتیں بھی کی جاتی ہیں، مگر جب خوشحالی کے ایّام کسی بھی سبب ختم ہو جاتے ہیں تو خاص طور پر زوجہ کا امتحان بڑھ جاتا ہے اور ساتھ دینے کے بجائے ساتھ چھوڑنے کی بات ہوتی ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

لڑکی کو چاہیے کہ شادی سے قبل اس نکاح پر رضایت کا اظہار کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ لے، کیوں کہ بعض اوقات رشتہ نہ آنے کی وجہ سے اس رشتے پر رضایت دکھادی جاتی ہے اور بعد میں یہی مجبور لڑکی مختارِ کامل بن جاتی ہے اور بدحالی اور غربت کے شکار لڑکے کے لیے مسائل ایجاد کرتی ہے، یا پھر والدین کو سرپرست اور بڑا مان کر ان کی پسند پر راضی ہو کر شادی کے لیے ''ہاں'' کہہ دینا اور بعد میں ناراض رہنا، اس کے علاوہ ایک اہم مسئلہ لڑکیوں کی طرف سے علیحدہ گھر کا مطالبہ اس وقت بہت سے گھروں کی مشکل ہے۔ یہاں قابل توجّہ بات یہ ہے کہ اس لڑکی نے جب نکاح خواں کو وکالت دی اور نکاح نامے پر دستخط کیے تھے تو کیا اُس وقت وہ ہاں اور وہ رضایت مخلوط خانوادگی نظام (جوائنٹ فیملی سسٹم) کو پیشِ نظر رکھ کر دی تھی یا شرط لگائی تھی کہ علیحدہ رکھے گا۔ اگر یہ جانتے ہوئے کہ ماں، باپ، بہن، بھائی اور پھر بھائیوں کی ازواج اور نندیں سب ساتھ رہتی ہیں، رضایت دی تھی تو پھر شرعاً بھی اور علاقائی عائلی قانون کے مطابق بھی علیحدگی کا مطالبہ درست نہیں، یہ لڑکی کیوں بھول جاتی ہے کہ مزاجوں کا اختلاف اور اس کے بُرے اور اچھے نتائج تو اس کے میکے (والدین کے گھر) میں بھی تھے، وہاں بھی تو درگزر سے کام لیا جاتا تھا، لہٰذا یہاں بھی حالات کو سنبھالنا ہوگا تاکہ طلاق جیسی اُفتاد سے محفوظ رہا جائے۔

۳۔ جنسی مسائل: بعض طلاقوں کا سبب جنسی مسائل میں بے راہ روی اور آداب سے ناواقفیت ہے۔ جب ایک مرد انٹرنیٹ کا غلط استعمال کر کے اپنی

Presented by www.ziaraat.com

ہوس اس سے بجھا لیتا ہے یا پھر ٹیلی ویژن اور گندی فلمیں دیکھ کر وقت صرف کرتا ہے اور زوجہ کے لیے اس کے پاس وقت نہیں ہوتا یا پھر نامحرم عورتوں سے غیر ضروری گفتگو میں اسے زیادہ لطف آتا ہے تو پھر ناچاقی شروع ہو کر طلاق پر ختم ہوتی ہے۔ یہاں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

معصومؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"مَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً لِجَمَالِهَا جَعَلَ اللهُ جَمَالَهَا وَ بَالاً عَلَيْهِ"

﴿وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۳۲﴾

"جو شخص کسی لڑکی سے محض اُس کے حُسن و جمال کی وجہ سے شادی کرے گا تو یہ خوبصورتی شوہر کے لیے رنج و تکلیف کا باعث ہوگی۔"

۴۔ غیر صالح مشیر: کون سا ایسا گھر ہوگا، جس میں اختلافِ رائے اور ذہنی الجھنیں اور مسائل نہ ہوتے ہوں گے، مگر تعلیم یافتہ اور سلجھے ہوئے لوگ ان مسائل کا فوراً حل نکال لیتے ہیں، لیکن افسوس ایسے میں چند فسادی، مطلبی اور محبت کے نام پر نفرت کرنے والے لوگ غلط مشورے دے کر حالات مزید خراب کر دیتے ہیں، لڑکی کی ماں، سہیلیاں اور بہنیں، بھاوجیں تو اکثر اوقات محبت کے نام پر نفرت کا بیج بو رہی ہوتی ہیں، ساتھ میں غیر متعلق افراد بھی ہمدرد بن جاتے ہیں، لہٰذا ایسے موقع پر ہر اُس بات سے محفوظ رہا جائے جس میں تعلیماتِ اسلام کے خلاف مشورہ دیا گیا ہو۔

Presented by www.ziaraat.com

اس مقام پر تعلیماتِ اسلامی کی روشنی میں مشیر کی صفات کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور اگر خدا نہ خواستہ گھریلو حالات نامناسب رخ اختیار کر جائیں تو دونوں طرف کے بزرگوں کو رابطے میں لانا ضروری ہے۔ خاص طور پر وہ افراد جنہوں نے نکاح نامے پر دستخط کیے تھے، وہ انہیں جدا ہونے سے بہتر انداز میں بچا سکتے ہیں۔

۵۔ اختلاف میں ''اصلاح'' کو اصول قرار نہ دینا:

جب میاں اور بیوی میں اختلاف ہو تو کچھ لاتعلقی اور غیر جانبدارانہ رویّہ ترک کر کے ان کی صلح وصفائی کا کام انجام دینا چاہیے۔ اگر کسی مومن کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں محترمہ اپنے شوہر سے ناراض ہو کر گھر آ بیٹھی ہیں یا فلاں عزیز نے اپنی زوجہ کو میکے بھیج دیا ہے تو ایسے میں لاتعلقی اور خاموشی اختیار کرنا تعلیماتِ اسلامی کے خلاف ہے اور زیادہ دیر بہت بڑے نقصان کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

علمائے کرام: اگر کوئی شخص طلاق یا خلع کی درخواست لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو جتنا طول دے سکتے ہیں، اتنا بہتر ہوگا کیوں کہ یہ قدم (طلاق) اکثر اوقات غصّے اور جلد بازی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، جسے طول دے کر صلح وصفائی تک لے جایا جا سکتا ہے۔ بعض علمائے کرام کی ایک مشکل عدیم الفرصتی اور وقت کی تنگی ہے، جس کی وجہ سے وہ گھریلو تنازعات کو تفصیل سے نہیں سُن پاتے جو کہ صلح وصفائی کی راہ میں ضروری

Presented by www.ziaraat.com

عنصر ہے اور الجھ کر جلدی فیصلہ سُنا دیتے ہیں اور ان میں سے بعض کی دوسری مشکل خلع اور طلاق پڑھنے کے عوض بھاری رقم کی تمنّا اور خواہش ہے کہ جو بہت سے گھروں کو تباہ کر دیتی ہے (اگرچہ ایسے افراد کو عالم کہنا خلافِ احتیاط ہے) اور تیسری مشکل کہ جس میں بہت سے طلاق خواں مبتلا ہیں، وہ ہے بااثر افراد کا اصرار اور دباؤ کہ جس کی زد میں آ کر وہ گھروں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اگر اس مقام پر ایک اصول پر کاربند رہا جائے تو طلاق کی شرح میں کمی لائی جاسکتی ہے اور وہ یہ کہ جب فریقین (لڑکے اور لڑکی) میں سے مطالبۂ طلاق وخلع کرنے والے کے پاس معقول جواز نہ ہو یا وہ جواز قابلِ حل ہو تو طلاق کی نوبت میں غیر معمولی تاخیر کی جائے، یہاں تک کہ معاملات بہتری کی صورت اختیار کر جائیں۔

۶۔ **بانجھ پن:** ..... جو طلاق کا ایک انتہائی اہم سبب ہے، اس کے تدارک کے لیے بیوی کے ساتھ شوہر کا بھی میڈیکل ٹیسٹ لازم ہے۔ علاج صحیح خطوط پر ہو جائے، تو متعدد پیچیدگیوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں ماہرِ امراضِ نسواں، ڈاکٹر شہناز خانم کا ایک مضمون روزنامہ ''جنگ'' کراچی کے ۲۹/جولائی ۲۰۰۷ء کے سنڈے میگزین میں شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون انتہائی معلوماتی اور فکر انگیز ہے۔ ذیل میں اس کے چند اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں، جن سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔

''شادی کی تقریب کا انعقاد درحقیقت اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ اس زمین

Presented by www.ziaraat.com

پر ایک نیا گھر وجود میں آ رہا ہے اور یہ گھر مکمل اس وقت ہوتا ہے، جب اس میں ایک ننھے منّے وجود کی آمد ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شادی کے کچھ ہی عرصے بعد دونوں جانب کے رشتے دار یہ خوش خبری سننے کے لیے بے چین ہوتے ہیں اور اگر اس خبر کے آنے میں کوئی تاخیر ہو جائے تو پریشانی شروع ہو جاتی ہے، لیکن اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس پریشانی کی نوعیت لڑکی اور لڑکے کے گھر والوں کے لیے ذرا مختلف ہوتی ہے شادی کے کچھ ہی عرصے بعد اگر نئے وجود کی آمد کے آثار نہ ہوں تو لڑکی کے سسرالی عزیز اسے اور اس کے گھر والوں کو لڑکی کے چیک اپ اور علاج کے مشورے دینا شروع کر دیتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ کی بیاہی دوسری لڑکیوں سے تقابل بھی شروع ہو جاتا ہے۔ نیز اس تمام کہانی میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ اس تاخیر کی ذمّے دار صرف اور صرف لڑکی ہے۔ کم تعلیم یافتہ لوگ تو در کنار، اچھے خاصے پڑھے لکھے، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور سمجھدار لوگ بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں کہ نقص لڑکی میں ہے اور اسے ہی علاج اور چیک اپ کی ضرورت ہے۔“

”عام طور پر اس مسئلے میں کہیں بھی نہ لڑکے کے چیک اپ کا ذکر ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں کسی نقص کے ہونے کا شک کیا جاتا ہے۔ لڑکا خود بھی اس معاملے میں بیوی ہی کو ذمّے دار سمجھتا ہے اور اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ لڑکا اور اس کا خاندان لڑکی کے خلاف ایک محاذ بنا لیتے ہیں۔“

”طبّی تحقیق کے مطابق بانجھ پن کا علاج شادی کے تقریباً دو سال بعد شروع

Presented by www.ziaraat.com

کرنا چاہیے، ہاں اگر شادی دیر سے ہوئی ہے تو علاج ایک سال کے اندر بھی شروع کروانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔اس کی تشخیص کے ابتدائی مراحل میں جو ٹیسٹ لازمی ہیں، وہ بیوی کے خون اور پیشاب کا معائنہ اور شوہر کا Semen Analysis ہیں، یہ انتہائی معمولی ٹیسٹ ہوتے ہیں اور بانجھ پن کی تشخیص اور علاج کے لیے لازمی ہیں، ان کے نتائج دیکھے بغیر نہ بانجھ پن کی صحیح تشخیص ہوسکتی ہے اور نہ ہی علاج ممکن ہے، لیکن کئی کیسز میں شوہر اس ٹیسٹ کے مشورے کو گویا اپنی ہتک سمجھتا ہے اور کسی صورت ٹیسٹ پر راضی نہیں ہوتا اور نہ ہی بیوی سے اس موضوع پر گفتگو کرنا پسند کرتا ہے۔"

"تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بانجھ پن کی شرح خواتین اور مردوں میں برابر ہے، اگر ۴۰ فیصد خواتین بانجھ پن کا شکار ہیں تو ۴۰ فیصد مرد بھی اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ باقی ۲۰ فی صد کیسز میں دونوں میں نقائص موجود ہوسکتے ہیں، شادی شدہ تمام جوڑوں کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اولاد ہونے کے لیے شوہر اور بیوی دونوں کا صحت مند ہونا ضروری ہے اور نقص صرف بیوی ہی میں نہیں ہوتا، بلکہ شوہر میں بھی ہوسکتا ہے۔ اگر بانجھ پن کے علاج کی ابتدا ہی میں بنیادی ٹیسٹ ہو جائیں تو بہت سی پریشانیوں اور بدمزگی سے بچا جا سکتا ہے اور علاج میں بھی آسانی ہوتی ہے، کیوں کہ اگر شوہر میں کوئی نقص موجود ہو تو علاج کی اسے ضرورت ہوتی ہے، نہ کہ بیوی کو جو ہر طرح سے صحت مند ہے۔"

Presented by www.ziaraat.com

"گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ شوہر اور بیوی کے خیالات میں مکمل ہم آہنگی ہو اور اپنے خاندان کی بھلائی کے لیے کیے گئے تمام فیصلے انصاف کے اصولوں پر مبنی ہوں۔ شوہر کو بھی چاہیے کہ بانجھ پن کے علاج کے سلسلے میں دیے گئے مشوروں پر سنجیدگی سے غور کرے۔ ذرا سوچیں، شوہر کے ایک انتہائی معمولی ٹیسٹ اور اس کی رپورٹ کو دیکھ کر کیے گئے علاج سے اگر گھر کے آنگن میں ننّھے منّے پیارے پیارے پھول کھل سکتے ہیں تو اس سے بڑی مسرت کی بات اور کیا ہو سکتی ہے، صرف جھوٹی انا اور ضد کی خاطر اس میں تاخیر نہ کریں، بلکہ خوش دلی سے اور لازمی سمجھ کر بیوی کے ساتھ تعاون کریں اور اس سلسلے میں دیئے گئے ڈاکٹر کے مشورے کو ہرگز نظر انداز نہ کریں۔"

دوسری شادی

فطری طور پر عورتوں اور مردوں کے درمیان جنسی اعتبار سے بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں عورتوں کا ماہواری میں مبتلا ہونا اور بہت دنوں تک حاملہ رہنا اور پھر وضع حمل کے بعد شیر خوار بچّے کی دیکھ بھال میں مصروف رہنے کے علاوہ لڑکیاں بہت کم عمری میں شادی کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہیں، جبکہ مرد مختلف پریشانیوں، فکرات اور بھاری ذمّے داریوں کی وجہ سے عموماً جلد اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے، اس طرح پیش آنے والے واقعات و حادثات اور جنگوں میں بھی مردوں کی زندگی زیادہ خطرے میں ہے۔ جبکہ پیدائش کے اعتبار سے بھی عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت زیادہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

چنانچہ جب معاشرے میں عورتیں زیادہ ہوں اور عورتوں کی مالی وسماجی مشکلات کا حل مردوں کے کاندھوں پر ہو، اسی طرح لڑکیوں کے جنسی وفطری تقاضوں کو حل کرنا بھی اسلام کی ذمّے داری ہے، تو ایسی معاشرتی مصلحتوں کی بنیاد پر مرد کو ایک عورت سے زیادہ شادی کرنے کا روادار ہونا تھا کہ خدانہ خواستہ بے سرپرست عورتیں محرومیت کے احساس کے پیشِ نظر مسائل ومشکلات کا شکار نہ ہوجائیں۔ چنانچہ بے راہ روی اور خرابیوں کا واضح نمونہ مغربی ممالک میں دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ کس طرح خطرناک جنسی مسائل اور نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہوچکے ہیں۔ دینِ اسلام نے اس فطری ضرورت کے پیشِ نظر مخصوص قسم کے حالات میں ایک سے زیادہ شادیوں کو جائز قرار دے کر معقول اور فطری حل پیش کیا ہے، کیونکہ اسلام سے دور مغربی معاشروں میں ہر قسم کی فحاشی، عیاشی اور ہم جنس پرستی انتہائی معمول کی بات ہے، جسے سرکاری حیثیت بھی حاصل ہے اور اس کے باوجود مردوں کی تعداد سے زیادہ لاکھوں کی تعداد میں عورتیں ایسی ہیں جو اپنے خودساختہ عقیدے کے مطابق بانجھ رہنے پر مجبور ہیں یا پھر فحاشی سے اپنا دامن آلودہ کرنے پر راضی ہوجاتی ہیں۔

دوسری جنگِ عظیم کے بعد جس میں بہت سے مرد ہلاک ہوئے تو یورپی ملکوں خاص طور پر جرمنی میں متعدد شادیوں کے قانون کی اشد ضرورت محسوس ہوئی، وہاں کے دانشوروں نے اس موضوع پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس کا شعور بڑھانا چاہا تو کلیسا کے سخت حملوں کا نشانہ بننا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے مجبور ہوکر اسے موقوف کردیا۔ جس کا

Presented by www.ziaraat.com

نتیجہ وحشت ناک فحاشی اور مطلق جنسی آزادی کی صورت میں نکلا، جس نے جرمنی اور جنگ میں ملوث دوسرے ملکوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

﴿تفسیر نمونہ ج ۳ ص ۲۵۹﴾

کیا دنیا کے مسلمان مرد اور باایمان خواتین چاہتی ہیں کہ مسلم ممالک بھی مغرب جیسے انجام سے دوچار ہوں اور کیا خود شوہر دار عورتیں بے سرپرست ہوتیں تو کیا اس معاشرے کی بے انصافی کو برداشت کرتیں۔ امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا۔ ''عورت کا سوکن کے بارے میں حسد کرنا اور متعدد شادیوں کے بارے میں اختلاف کرنا اس کی بدعقلی اور بے دینی کا نتیجہ ہے۔''

﴿نہج البلاغہ خ ۱۱۴۴﴾

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت میں اُس عورت کو کامل الایمان سمجھا گیا ہے، جو سوکن کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

﴿روضۃ المتقین ج ۸ ص ۳۸۵﴾

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اپنی بیوی کی بہت تعریف و توصیف کی۔ حضرتؑ نے فرمایا: ''کیا تم سوکن کے حوالے سے اس کی غیرت کا امتحان لے چکے ہو۔'' اس نے کہا، نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: امتحان لے کر دیکھنا، اگر ثابت قدم رہے تو قابلِ تحسین ہے۔ اس مرد نے امتحان لے کر آنحضرتؑ کو ثابت قدمی کی خبر دی، آنجنابؑ نے فرمایا۔ ''واقعی وہ اسی طرح نیک ہے جیسے تم نے کہا تھا۔''

جی ہاں، ایسی عورتیں بھی ہمارے معاشرے میں موجود ہیں، جو اپنے

Presented by www.ziaraat.com

احساسات و جذبات کو اپنے ایمان و عقیدے کے مطابق متوازن رکھتی ہیں۔ یہ بات سمجھنا ہوگی کہ اکثر اصحابِ آئمہ علیہم السلام اور خود آئمہ معصومین علیہم السلام اور رسالت مآبؐ کی ازواج مطلقہ یا بیوگان تھیں، جو ہمارے ابتدائی بیان کی تائید کرتی ہے، کیونکہ اسلام نے مرد کی طرح عورت کا بھی تنہا رہنا مذموم قرار دیا ہے۔ آیۂ کریمہ میں "لِتَسْكُنُوٓا اِلَيْهَا" کے مطابق اگر کسی کی زوجہ یا کسی کا شوہر اس دنیا سے رخصت ہو جائے یا کسی بھی سبب سے ان میں علیحدگی ہو جائے تو کیا اُس مرد یا عورت کے لیے ساری زندگی محرومی لکھ دی گئی ہے؟! کیا یہ ظلم اور زیادتی نہیں کہ ایسا مرد یا ایسی عورت ذہنی و جسمانی تنہائی کا شکار رہتے ہوئے بہت سی مشکلات اور ضرورتوں کو صرف معاشرتی رسومات......... کوئی کیا کہے گا!! کے غلط نظریے پر قربان کر دے، لہٰذا چاہیے تو یہ کہ معاشرے کے ان بتوں کو توڑتے ہوئے ایسا شخص دوسری شادی کر لے ایک مقولہ مشہور ہے کہ بیٹیوں کو باپ سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ محبت صرف جنازے پر گریہ وزاری، بیماری کے موقع پر تیمارداری کی صورت میں محدود نہیں رہنی چاہیے، بلکہ اس کی زندگی کو خوشگوار اور طولانی بنانے کے لیے اولاد، بیٹوں اور بیٹیوں کو باپ کے لیے کوئی مناسب خاتون تلاش کر کے قرآن کے اس حکم پر عمل کرنا ہوگا۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرتِ زہراؑ کی فکر کو اپنائیں

خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام جب بسترِ شہادت پر تھیں تو ایک روز حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

"یَا ابْنَ عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰه اُوصِیْکَ اَوَّلاً اَنْ تَتَزَوَّجَ اَمَامَه فَاِنَّهَا تَکُوْنُ لِوُلْدِیْ مِثْلِیْ فَاِنَّ الرِّجَالَ لَابُدَّ لَهُم مِّنَ النّسَاءِ"

"اے رسولؐ کے چچازاد، پہلی وصیّت یہ کرتی ہوں کہ میرے بعد امامہ سے عقد کرنا، کیونکہ یہ میرے بچّوں کی نسبت میری طرح مہربان ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ مردوں کے لیے زوجہ کا ہونا ضروری ہے۔"

﴿بحارالانوار ج ۴۳ ص ۱۹۲﴾

"مذکورہ حدیثِ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام سے مرد کے لیے دوسری شادی کے علاوہ چھوٹے بچّے ہونے کی صورت میں مہربان اور محبت کرنے والی دوسری ماں کی شرط واضح ہے۔"

دوسرا پہلو:

سورۂ مبارکہ نساء کی آیت نمبر ۳ میں ایک سے زیادہ شادیوں کی شرط کو بیان کیا گیا ہے

Presented by www.ziaraat.com

"فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَٰثَ وَرُبَٰعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً"

"پاک دامن عورتوں سے شادی کرو، دو یا تین یا چار، اور ان کے درمیان انصاف وعدالت سے ہٹ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک ہی پر قناعت کرو۔"

آیت کے اہم نکات:

۱۔ نکاح دائمی ہو یا موقّت، نکاح ہونا چاہیے۔ غیر شرعی تعلقات حرام ہیں۔

۲۔ عورتوں کا پاک دامن ہونا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا، کمزور کردار خواتین سے نکاح صحیح نہیں۔

۳۔ اسلام میں شادی کی گنجائش چار تک ہے، لیکن جو مرد دو عورتوں میں عدالت برقرار رکھ سکے یہ حکم (مثنیٰ) اس کے لیے ہے اور جو دو سے زیادہ میں عدالت برقرار رکھ سکے اس کو تین اور چار کی گنجائش دی گئی ہے ﴿وَثُلٰث و رُبٰع﴾

۴۔ عدالت برقرار نہ رکھنے کا گمان بھی ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت نہیں دیتا

خلاصہ:

جن مردوں کی بیویاں ان کے ساتھ ہیں، انہیں ایک سے زیادہ شادی کرتے وقت عدالت کی شرط کا خیال رکھنا ہوگا، لیکن جن کی ازواج کسی بھی وجہ سے ان کے ساتھ نہ ہوں تو ان کا تنہا رہنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

متعہ

(عارضی شادی)

ہمارے معاشرے میں لوگوں کی ایک تعداد مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے عقدِ دائمی انجام نہیں دے سکتی اور اسی طرح لمبے اور طولانی سفر کے دوران مرد اپنی بیویوں کو اپنے ہمراہ نہ رکھنے کی صورت میں جنسی آمیزش سے محروم رہتے ہیں۔ اسی طرح تعلیمی زمانے میں ایک لمبا عرصہ گزارنا پڑتا ہے، جس میں عقدِ دائمی کرنا اور شادی کرنا ممکن نہیں ہوتا، لہٰذا ایسے ایّام میں اپنے جنسی جذبات کو کیوں کر مارا جا سکتا ہے۔ کیا ان ایام میں رہبانیت اور نفس کشی جس کی اسلام نے مذمت کی ہے، کا سہارا لیا جائے؟ کیا ان ایام میں جنسی خواہشات کو تباہ کرنے والی دواؤں کا استعمال جائز ہے؟ کیا فحاشی کے ساتھ اپنے دامن کو آلودہ کرنا اور زنا اور لواط جیسی لعنتوں میں مبتلا ہونے کی عقل اجازت دیتی ہے؟ اگر نہیں تو پھر شریعت اور دین نے کیا حل پیش کیا؟ ایسی مشکلات کا حل ازدواجِ موقت (یعنی متعہ) ہے، سورۂ مبارکہ نساء آیت نمبر ۲۴ میں ارشادِ خداوندی ہے:

”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً“

”جن عورتوں سے تم متعہ کرتے ہو، انہیں حق مہر دینا تم پر واجب ہے“

Presented by www.ziaraat.com

اسے ادا کرو۔"

حضرت امام محمد باقرؑ نے ایک سوال کے جواب میں متعہ کے بارے میں فرمایا:

"خدا نے اسے قرآن مجید میں اور سنّتِ پیغمبرؐ میں حلال قرار دیا ہے، لہٰذا وہ روزِ قیامت تک حلال رہے گا۔"

برادرانِ اہلِ سنّت نے قرآن کی مذکورہ آیت کو حضرت عمر کے قول سے منسوخ جانا ہے، جب کہ یہ امر مسلّم ہے کہ قرآن یقینیّات میں سے ہے اور حدیث اور قول ظنّیات میں سے ہوتا ہے اور کبھی بھی ظنّیات یقینیّات کو منسوخ نہیں کرسکتیں۔ خود حضرت عمر منبر پر گئے اور کہا:

"ثَلاث" کُنَّ فِیْ عَھْدِ رَسُولِ اللّٰہِ وَ اَنَا اُحَرِّمُھُنَّ وَ اُعَاقِبُ عَلَیْھِنَّ مُتْعَۃُ النِّساءِ وَ مُتْعَۃُ الْحَجّ وَقولُ حیَّ عَلیٰ خیرِ الْعَمَلْ"

تین چیزیں رسول اکرمؐ کے زمانے میں حلال تھیں، میں انہیں حرام قرار دیتا ہوں اور انہیں انجام دینے والوں کو سزا دوں گا۔ "متعہ النساء"، "متعہ الحج" اور "حیّ علیٰ خیر العمل" اذان و اقامت میں۔

﴿صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۸ باب المتعہ﴾

Presented by www.ziaraat.com

برادرانِ اہلِ سنّت ، خالدابن ولید کا مالک بن نویرہ کی بیوی سے زنا کرنا، اس کے علاوہ بہت سارے صحابہ کے گناہوں کو خطائے اجتہادی کا نام دیتے ہیں اور بالکل اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ خلیفہ ثانی نے متعہ کے حکم کی مخالفت درجہ اجتہاد کے اختیار کی وجہ سے کی تھی ۔ وہ مجتہد تھے اور ایسا کر سکتے تھے ۔ جب کہ بلاشبہ یہ غلط راستہ ہے ۔ حضرت عمر کا یہ اجتہاد نص (قرآن و حدیث) کے مقابلے میں ہے اور یہ اختیار کسی کو بھی نہیں دیا گیا ہے ۔ حتیٰ کہ سورہ یونس کی آیت نمبر ۱۵ میں خود رسولِ اکرمؐ کو احکام پروردگار کا مطیع اور فرماں بردار بنایا گیا ہے حتیٰ کہ رسول خداؐ کی طرف سے بھی کسی حکم میں تبدیلی آخرت میں عذاب اور کیفر کا باعث قرار دی گئی ہے ۔ امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام جو برادرانِ اہلِ سنّت کے مطابق بھی خلفائے راشدین میں ہونے کی وجہ سے واجب الاطاعت ہیں ، حضرت عمر کے اس اقدام کے نقصانات کے بارے میں فرماتے ہیں ۔

”وَلَوْلَا اَنَّ عُمَرَ نَھٰی عَنِ الْمُتْعَةِ مَا زَنیٰ اِلَّا شَقِیٌّ“

”اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو بد بخت اور شقی انسان کے علاوہ کوئی زنا نہ کرتا ۔“

﴿تفسیر المیزان ج ۴ ص ۳۱۳﴾

ملاحظہ : مزید تفصیل جاننے کے لیے ”علامہ سیّد علی نقی نقوی نقن مرحوم“ کی کتاب ”متعہ اور اسلام“ (طبع امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور) سے رجوع کریں ۔

Presented by www.ziaraat.com

متعہ کرنے کا طریقہ

مسئلہ: وہ شادی جو ایک معین وقت تک کے لیے کی جاتی ہے اور جس میں طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی اور وقت کے پورا ہوتے ہی خود بخود ختم ہو جاتی ہے اس کو متعہ یا عقد موقّت کہتے ہیں۔

مسئلہ: عقد موقّت کا جائز ہونا تمام اسلامی فرقوں کے اجماع سے ثابت ہو چکا ہے اور اہلبیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں کا اجماع ہے کہ یہ عقد منسوخ نہیں ہوا ہے جیسا کہ اس پر فریقین کی متعدد روایات دلالت کرتی ہیں۔

مسئلہ: عقد موقّت میں بھی عقد دائم کی طرح لفظی ایجاب وقبول ضروری ہے اور اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ:

عورت کہے (زوّجتک نفسی الی وقتٍ کذابمھر قدرہ کذا) اور مرد کہے (قبلت) یا مرد کہے (اتزوّجک الی وقتٍ کذابمھرقدرہ کذا) اور عورت کہے (قبلت) یا ہر وہ لفظ جو ان معنیٰ کو سمجھائے (کذا کی جگہ دن اور مہینے کی تعداد جبکہ دوسرے کذا کی جگہ مہر کی رقم بولنا ہوگی)

مسئلہ: اگر عقد موقّت میں مدّت مقرر کرنے کے بجائے ہمبستری کی تعداد پر اکتفا کریں مثلاً کہیں: ایک بار یا متعدد بار، تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مدّت کو ہبہ کر دیں اور عقد کو دوبارہ جاری کریں۔

Presented by www.ziaraat.com

مسئلہ: عقد موقّت میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے بلکہ درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک کے ذریعے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔

۱) معین مدّت ختم ہو جائے۔

۲) بقیہ مدت ہبہ کر دے۔

ملاحظہ

اگرچہ دونوں جنسی تسکین کے لیے قرار دیے گئے شرعی طریقے ہیں، لیکن جو شخص عقد دائم کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو مثلاً، نان ونفقہ، مکان اور لباس کی فراہمی یا پھر سفر میں ہونے کی وجہ سے جنسی تسکین کی ضرورت محسوس کر رہا ہو تو ایسے شخص کو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا جیسے گناہ سے محفوظ رہنے کے لیے متعہ کر لینا چاہیے کہ جس میں شوہر زوجہ کو میراث، نان ونفقہ اور دیگر بہت سارے حقوق دینے کا پابند نہیں ہوتا۔

Presented by www.ziaraat.com

میراث

قرآن مجید میں وراثت کا تذکرہ پینتیس مقامات پر آیا ہے، جسے مجموعی طور پر دو اقسام میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ مادّی میراث

۲۔ معنوی میراث

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

"وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ" مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" ﴿سورۂ حشر: آیت ۱۸﴾

"ہر انسان کو غور کرنا چاہیے کہ اس نے اپنے مستقبل کے لیے کیا بھیجا، زمین، جائیداد، مکان، گاڑی اور نقد پیسا، یہ سب مادّی میراث ہے، جبکہ نیک صالح اولاد، شاگرد اور اعلیٰ مقاصد سے بھرپور زندگی انسان کی معنوی میراث ہے۔ چنانچہ بعد از وفات جس طرح مادّی میراث وارثوں میں تقسیم ہو جاتی ہے، اسی طرح معنوی میراث کو بھی تقسیم کر کے جاری رکھنا چاہیے۔ بہر حال وصیّت حکمِ قرآنی ہے کہ جہاں ارشادِ خداوندی ہے:

"کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَیْراً الْوَصِیَّةُ" ﴿سورۂ بقرہ: آیت ۸۰﴾

"تم پر واجب ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت آئے اور اگر وہ کچھ خیر (مال) چھوڑے تو وصیّت کرے۔"

اسی طرح رسولِ اکرمؐ کا ارشاد ہے:

Presented by www.ziaraat.com

"مَا يَنۡبَغِى لِامۡرَءٍ مُّسۡلِمٍ اَنۡ يُّبِيۡتَ لَيۡلَةً اِلَّا وَصِيَّتُهٗ تَحۡتَ رَاۡسِهٖ"

"کسی مسلمان کے لیے سزاوار نہیں کہ وہ رات کو سوئے اور اس کا وصیّت نامہ اس کے سر کے نیچے نہ ہو۔"

﴿میزان الحکمۃ ج ۱۰ ص ۴۹۵﴾

وارثوں پر واجب ہے کہ میراث تقسیم کرنے سے پہلے قرض، خمس، عورت کا مہر اور حج نہ کیا ہو تو اس کا پیسا نکال لیں، کیونکہ جب تک مال میں خدا اور بندوں کے حقوق باقی ہوتے ہیں اس وقت تک وارثوں کا اس سے فائدہ اُٹھانا حرام ہے۔

لہٰذا پسماندگان کو توجّہ رکھنی چاہیے کہ مرنے والے نے اپنی زندگی میں تمہارے لیے رات دن زحمتیں اٹھائی ہیں رنج و مشقّت برداشت کی ہے اور اس سلسلے میں اکثر افراد گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں، لہٰذا اُس مرنے والے پر رحم و کرم کرتے ہوئے اس کے لیے نماز، روزہ، صدقہ اور دوسرے کارِ خیر انجام دینے چاہئیں۔ مختصر یہ کہ اس کی مغفرت اور روح کی تسکین کے لیے جو بھی ہو سکے انجام دیا جائے۔ خاص طور سے جمعہ، رمضان، رجب اور شعبان کی شبوں میں اس کے لیے مغفرت کی دعا کریں تا کہ مرنے کے بعد آپ کے بچّے آپ کے لیے ایسا ہی کریں۔ کبھی کبھی اُن کی قبر پر جایا کریں، خداوندِ عالم اُن کی رُوح کو آپ سے اُنس کی اجازت دیتا ہے، اِسی سبب سے وہ عالم برزخ میں زندہ رہ جانے والوں کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

میراث کے اہم مسائل

مسئلہ:۱ شوہر بھی دوسرے ورثاء کی طرح اپنی زوجہ کی منقول و غیر منقول جائیداد سے میراث پائے گا، لیکن زوجہ صرف اپنے شوہر کے منقول ترکہ مثلاً پیسے، جنس، گاڑی، حیوان اور اسباب و آلات سے میراث پائے گی، لیکن زمین سے میراث نہیں پائے گی، یعنی نہ زمین سے اور نہ ہی زمین کی قیمت سے۔

مسئلہ:۲ زوجہ درخت، مکان اور زمین یا مکان میں نصب شدہ آلات و اسباب سے میراث پائے گی، لیکن قیمت طے کرتے وقت انہیں زمین سے جدا اور آزاد (نا قابل دوام) سمجھا جائے۔

مسئلہ:۳ ورثاء مرنے والے کے شریکِ حیات کو درخت اور مکان کی قیمت دے سکتے ہیں اور اسے بھی چاہیے کہ قبول کر لے۔

مسئلہ:۴ اگر مرنے والے کا وارث صرف ایک بیٹا یا ایک بیٹی ہو تو پورا ترکہ اسی کو ملے گا، اور اگر شریک حیات بھی ہو اور مرنے والا مرد ہو تو ترکہ کا آٹھواں حصہ اس کی زوجہ کو اور بقیہ ترکہ اس کی اولاد کو ملے گا۔

Presented by www.ziaraat.com

کتابیات

۱۔ قرآن مجید	کلام اللہ جلّ جلالہٗ
۲۔ نہج البلاغہ	علامہ سیّد رضیؒ
۲۔ وسائل الشیعہ	شیخ حر عاملیؒ
۳۔ من لایحضرہُ الفقیہ	ابن بابویہ قمیؒ (شیخ صدوقؒ)
۴۔ بحارالانوار	علاّمہ مجلسیؒ
۵۔ خانوادہ دراسلام	اُستاد حسین مظاہریؒ
۶۔ توضیح المسائل	مراجع تقلید
۷۔ درسِ اخلاق	استاد مظاہری
۸۔ قصّہ ہائے قرآن	سیّد محمد صحفیؒ
۹۔ علیؑ کی بیٹی	علی قائمیؒ
۱۰۔ ازدواج اسلامی	شہید آیت اللہ دستغیبؒ
۱۱۔ مناقب ابن شہرِ آشوب	ابن شہر آشوبؒ
۱۲۔ بیت الاحزان	شیخ عبّاس قمیؒ
۱۳۔ تہذیبُ الاسلام	علامہ مجلسیؒ
۱۴۔ العروۃ الوثقیٰ	آقائے سیّد محمد کاظم طباطبائیؒ
۱۵۔ فروعِ کافی	مرحوم کلینیؒ

Presented by www.ziaraat.com

۱۶۔ مکارمُ الاخلاق	مرحوم طبرسیؒ
۱۷۔ حلیۃُ المتقین	علّامہ مجلسیؒ
۱۸۔ محجۃ البیضاء	ملّا فیض کاشانیؒ
۱۹۔ سفینۃ البحار	شیخ عباس قمیؒ
۲۱۔ علل الشرائع	شیخ صدوقؒ
۲۲۔ شادی کے مسائل اور حقوق زوجین	علی اکبر بابازادہ
۲۳۔ شرح من لایحضرہُ الفقیہ	ابن بابویہ قمیؒ
۲۴۔ میزان الحکمۃ	اُستاد ری شہری
۲۵۔ گھر ایک جنت	اُستاد حسین انصاریان
۲۶۔ اصولِ کافی	ثقۃ الاسلام کلینیؒ
۲۷۔ تفسیرِ نمونہ	آیت اللہ مکارم شیرازی
۲۸۔ روضۃ المتقین	علامہ محمد تقی مجلسیؒ
۲۹۔ مشکل کشائے معنوی	مجتبیٰ رضائی
۳۰۔ تفسیر المیزان	علامہ محمد حسین طباطبائیؒ
۳۱۔ کنز العمال	علّامہ ہندیؒ
۳۲۔ تفسیرِ نور	استاد محسن قرائتی
۳۳۔ احکامِ روابط وشوہر	میم وحیدی

Presented by www.ziaraat.com

۳۴۔ مثالی ماں	صالحہ تقوی
۳۴۔ اسلامی دلہن	محمد الیاس عادل
۳۶۔ ۶۰ نکتہ برائے ارتباطِ باہمسر	حمید حامیم
۳۷۔ امہات المعصومینؑ	آیت اللہ سیّد محمد شیرازی (ترجمہ: ڈاکٹر محمد حسین اکبر)
۳۸۔ دنیائے جوان	علامہ سیّد محمد حسین فضل اللہ
۳۹۔ دوستی اہل بیتؑ کی نظر میں	علامہ محمد حیدری
۴۰۔ پیارا گھر	آیت اللہ مظاہری
۴۱۔ جواہر الاسلام	محمد حسن نجفیؒ
۴۲۔ درِ آئینہ جمال وجلال	آیت اللہ جوادی آملی
۴۳۔ احکام ازدواج	سیّد حجت موسوی خوئیؒ
۴۴۔ مُتعہ اور اسلام	علّامہ علی نقی نقنؒ
۴۵۔ سیرۂ پیشوایان	استاد مہدی پیشوائی
۴۶۔ مسافرۂ شام	علامہ محمد حسنین سابقی نجفیؒ
۴۷۔ امہاتِ آئمہؑ	مولانا ملک غلام حیدر کلوؒ
۴۸۔ تاریخ آئمہؑ	مولانا سیّد علی حیدر
۴۹۔ ذکر و فکر	علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ
۵۰۔ حسب و نسب	مفتی غلام رسول

Presented by www.ziaraat.com

۵۱	وافی	ملا فیض کاشانیؒ
۵۲	مستدرک الوسائل	مرزا حسین نوریؒ
۵۳	اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ	شیخ طبرسیؒ
۵۴	روضۃ الواعظین	فتال نیشاپوریؒ
۵۵	الخصال	شیخ صدوقؒ
۵۶	احیاء العلوم	محمد غزالی